عمران سیریز
لیڈی ایگلز
مظہر کلیم
ایم اے
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

چند باتیں

محترم قارئین! میرا نیا ناول "لیڈی ایگلز" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ایک ایسی کہانی ہے جس میں بیک وقت چار طاقتور تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ پانچ طاقتور ملکوں کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ٹیم۔ دنیا کی خوفناک اور طاقتور مجرم تنظیم کی سربراہ لیڈی ایگلز، تیز ترین کارروائیاں کرنے والی تنظیم ٹائیگر اور ان سب کے مقابلے میں عمران اور اس کے ساتھی۔ یہ سب خوفناک تنظیمیں برف کے نیچے ہزاروں فٹ کی گہرائی میں بنی ہوئی لیبارٹری کی تباہی کے لئے آپس میں ہی ٹکرا گئے۔ اور ظاہر ہے ان خطرناک تنظیموں کا مقابلہ اتنے دہشت ناک انداز میں ہوا کہ ہر طرف موت کے سائے پھیلتے چلے گئے۔ ایسی موت جو سب کے لئے مقدر بن گئی۔ یہ ٹکراؤ اتنا خوفناک تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی موت کے مضبوط جال میں پھنستے چلے گئے۔ اور شاید عمران کی زندگی کا پہلا مشن تھا جس میں عمران کو مشن مکمل کرنے کی بجائے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانیں بچانے کی فکر پڑ گئی۔ کیا عمران جیسا آدمی واقعی مشن مکمل نہ کر سکا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ

کہانی آپ کو جاسوسی ادب کی نئی جہتوں کی سیر کرائے گی۔ اور آپ بے اختیار عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی کو داد تحسین دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔

والسلام

مخلص

مظہر کلیم ایم اے

سردی اپنے پورے عروج پر تھی۔ درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے دو ڈگری نیچے چلا گیا تھا۔ پورا شہر شدید ترین سردی کی لپیٹ میں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ سڑکیں جو تمام رات ٹریفک کے اژدہام سے گونجتی رہتی تھیں۔ اس وقت بانجھ عورت کی گود کی طرح خالی پڑی ہوئی تھیں۔ سڑکوں کے کناروں پر جلنے والی سٹریٹ لائٹس دھند میں لپٹ کر روشنی کی بجائے صرف اپنے وجود کا اعلان کرنے تک ہی موجود تھیں۔

مال روڈ شہر کی ایک ایسی سڑک تھی جس پر شاید ہی کبھی سنسانی یا ویرانی کا دور آیا ہو۔ لیکن اس وقت وہ سڑک بھی بالکل سنسان پڑی ہوئی تھی۔ مال روڈ پر موجود عمارتیں دھند میں لپٹی ہوئی سایوں کی صورت میں نظر آ رہی تھیں۔ گو اس وقت آدھی رات کا عمل مکمل نہ ہوا تھا۔ لیکن سڑک کی حالت سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ جیسے رات کافی سے زیادہ گزر گئی ہو۔

کالج اینڈ کی طرف سے اچانک ایک کار کے مدھم سے ہیڈ لیمپ چمکے

اور پھر کار نے اس سڑک کی سنسانی و ویرانی میں ہلکی سی ہل چل پیدا کر دی۔ کار کی رفتار خاصی کم تھی۔ وہ آہستہ آہستہ یوں آگے بڑھی چلی آرہی تھی جیسے شدید سردی کی وجہ سے اس سے چلا نہ جا رہا ہو۔ مال روڈ کے درمیان میں پہنچتے ہی کار کی رفتار اور زیادہ کم ہو گئی اور پھر کار رینگتی ہوئی ایک چار منزل عمارت کے سامنے رک گئی۔

"جوشن لیڈی کو کاشن دو" ——— ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک قوی ہیکل نوجوان نے غراہٹ آمیز لہجے میں قریب بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا جسے اس نے جوشن کے نام سے پکارا تھا۔

"یس سر" ——— جوشن نے جو کدو جیسے سر اور گٹھے ہوئے جسم کا مالک تھا۔ بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر جیب سے ایک پنسل نما ٹارچ نکال کر اس نے اس کا رخ سامنے والی عمارت کی طرف کیا اور ٹارچ کو دو بار وقفے وقفے سے جلایا پھر چند لمحے رک کر اس نے اسے تین بار جلایا۔ دوسرے لمحے سامنے تین منزلہ عمارت کی درمیانی کھڑکی سے جگنو سا چمکا۔ پہلے دو بار اور پھر وقفے کے بعد تین بار۔

"او کے ——— تم یہیں ٹھہرو ——— اور خیال رکھنا پولیس کو شک نہیں ہونا چاہیئے" ——— ڈرائیور نے کرخت لہجے میں جوشن سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ وہ خاصا طویل القامت ہونے کے ساتھ ساتھ جسیم بھی تھا۔ اور اوور کوٹ نے اس کی شخصیت کو کچھ اور زیادہ نکھار دیا تھا۔ وہ بڑے خود اعتمادانہ انداز میں قدم اٹھاتا سڑک پار کر کے سامنے والی عمارت کے دروازے میں داخل ہو گیا۔ دروازے کے ساتھ ہی دونوں اطراف سے سیڑھیاں

اوپر جا رہی تھیں۔ اس نے دائیں طرف کی سیڑھی پر چڑھنا شروع کر دیا وہ یوں اچھل کر دو دو سیڑھیاں طے کرتا چلا جا رہا تھا جیسے اسے اوپر پہنچنے کی بے حد جلدی ہو۔

پھر جیسے ہی وہ دوسری منزل کی راہداری پر پہنچا۔ اچانک ایک سٹین گن کی نال اس کے سینے پر جم گئی۔ سائیڈ میں سے ایک دیو قامت گوریلے نما آدمی اچانک ہی سامنے آ گیا تھا۔

"ہٹو سامنے سے ——— تم نہیں جانتے کہ ٹائیگر کا راستہ روکنے والے دوسرا سانس نہیں لے سکتے" ——— جانے والے نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور ہاتھ سے سٹین گن کو یوں ایک طرف ہٹا دیا جیسے وہ سٹین گن کی بجائے بچوں کا کھلونا ہو۔ اس کے لہجے میں ایسی غراہٹ تھی کہ وہ گوریلا نما آدمی بے اختیار جھجک کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اور وہ آدمی جس نے اپنے آپ کو ٹائیگر کہا تھا۔ بڑے خود اعتمادانہ انداز میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے بائیں طرف ایک دروازے کے سامنے ایک کرخت چہرے والا نوجوان ہاتھ میں سٹین گن پکڑے بڑے محتاط انداز میں کھڑا تھا۔ اس نے ٹائیگر کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر سٹین گن سیدھی کر لی۔ لیکن ٹائیگر نے اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھی اور وہ دروازے کے سامنے پہنچ کر ایک لمحے کے لئے رکا۔ دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے دروازے کو ٹھوکر ماری اور دروازے کے پٹ ایک دھماکے سے کھلتے چلے گئے۔ اور ٹائیگر تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔

یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ جس میں جدید قسم کا فرنیچر بچھا ہوا تھا۔

کمرے کے سازو سامان اور سجاوٹ سے مکینوں کی بے پناہ خوش حالی کا اندازہ ہوتا تھا۔ سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک خوب صورت سنہرے رنگ کے کاؤچ پر ایک نوجوان اور خوب صورت چہرے والی عورت بڑے شاہانہ انداز میں نیم دراز تھی۔ اس نے تیز سرخ رنگ کا ریشمی لبادہ پہنا ہوا تھا۔ اور اس کے خوب صورت سنہری بال سرخ رنگ کے ربن سے بڑے سلیقے سے بندھے ہوئے تھے۔ کاؤچ کے دونوں اطراف میں خاکی وردی میں ملبوس دو قوی ہیکل جسموں اور انتہائی کرخت چہرے کے مالک نوجوان بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑے تھے۔ ان کے پہلوؤں پر ہولسٹر لٹک رہے تھے۔ جن میں سے بھاری ریوالوروں کے دستے واضح نظر آ رہے تھے۔

"آؤ ٹائیگر ——— لیڈی ایگلز تمہیں خوش آمدید کہتی ہے" ——— نوجوان لڑکی نے بڑے شاہانہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر سامنے رکھے ہوئے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے میرے راستے میں کتے کیوں کھڑے کر رکھے ہیں ——— کیا مجھ سے تمہیں کوئی خطرہ ہے" ——— ٹائیگر نے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بڑے سخت لہجے میں کہا ——— اس کا فقرہ سنتے ہی لیڈی کے اطراف میں کھڑے ہوئے دونوں ریوالور برداروں نے بڑی تیزی سے ریوالوروں کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ ان کے چہرے یک دم بگڑ گئے تھے۔ لیکن مادام نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔

"ٹائیگر ——— اگر میں چاہوں تو یہی کتے تمہاری ایک لمحے میں بوٹیاں نوچ سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ میں ایسا نہیں چاہتی۔ اس لئے بہتر ہے کہ

اپنے آپ کو سنبھال کر بات کرو" ——— لیڈی کے لہجے میں ہلکی سی غراہٹ تھی اس کے چہرے کے نقوش یک دم کرخت ہو گئے تھے۔

"سنو لیڈی ایگلز ——— ٹائیگر نے زندگی میں کسی سے خوف زدہ ہونا نہیں سیکھا۔ اس لئے میری نظر میں ان چوہوں کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ تم مجھ پر احسان چڑھانے کی کوشش نہ کرو اور اپنے ان چوہوں کو حکم دے دو پھر دیکھو ان کا حشر کیا ہوتا ہے" ——— ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھ میں شعلے سے لپکنے لگے تھے۔

اور کمرہ لیڈی ایگلز کی مترنم ہنسی سے گونج اٹھا۔ اس کے چہرے پر پسندیدگی کے آثار ابھر آئے۔

"خوب ——— تمہاری جی داری مجھے پسند ہے ——— بہرحال بیٹھو۔ کیا پیو گے" ——— لیڈی ایگلز نے اٹھ کر کاؤچ پر سیدھی ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کام کی بات کرو ——— میرے پاس فضول باتوں کے لئے وقت نہیں ہے" ——— ٹائیگر نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم وادی نیل میں کسی مشن پر جا رہے ہو۔ کیا میری اطلاع درست ہے" ——— لیڈی نے ٹائیگر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اگر درست بھی ہو تو پھر......" ——— ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر یہ کہ تم جو معاوضہ چاہو ہم سے لے لو ——— اور اس مشن سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہاتھ اٹھالو" ——— لیڈی ایگلز نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم مجھے وہاں سے روکنا کیوں چاہتی ہو" ——— ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ میں نے اس مشن کو مکمل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور تم جانتے ہو جس بات کا فیصلہ لیڈی ایگلز کر لے۔ وہ نہ صرف اٹل ہوتا ہے بلکہ اس کا راستہ کاٹنے والے ہمیشہ کے لئے موت کی اندھیری غاروں میں ڈوب جاتے ہیں۔ اور میں نہیں چاہتی کہ تمہارا جیسا جی دار آدمی میرے ہاتھوں مارا جائے اس لئے تم اپنا معاوضہ لے کر ایک طرف ہٹ جاؤ" ——— لیڈی ایگلز نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اور اگر میں انکار کر دوں تب" ——— ٹائیگر نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

"انکار کرنے سے پہلے ایک بار پھر سوچ لو ——— تمہیں معاوضے سے مطلب ہے۔ تمہارا معاوضہ تمہیں مل جائے گا" ——— لیڈی ایگلز نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا مجھے یہاں بلانے کا صرف یہی مقصد تھا" ——— ٹائیگر نے اچانک کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— صرف یہی مقصد تھا۔ اور اگر تم اب بھی انکار کرو گے تو پھر میں اپنا دل سخت کر لوں گی۔ میں اس مشن کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں چاہتی" ——— لیڈی ایگلز کا لہجہ بدستور سپاٹ تھا۔

"اور اگر یہی آخر میں میں کروں کہ تم اپنا معاوضہ لے کر ایک طرف ہٹ جاؤ تو......" ——— ٹائیگر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیڈی ایگلز کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے دوسری بار اس بات کو دہرانے کی جرأت نہ کرنا" ——— لیڈی ایگلز نے غراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سنو ——— حقیر چوہیا ——— میرا نام ٹائیگر ہے۔ اور ٹائیگر اپنا شکار خود مارتا ہے۔ تم جیسے چوہوں کے کہنے پر ایک طرف نہیں ہٹ سکتا" ——— ٹائیگر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ لیڈی کے پہلوؤں میں کھڑے دونوں نوجوانوں نے انتہائی پھرتی سے ریوالور ہولسٹروں سے کھینچے۔ لیکن ان کو چلانے کی حسرت ان کے دلوں میں ہی رہ گئی۔ ٹائیگر نے ان سے زیادہ پھرتی کا مظاہرہ کیا۔ اس کے دونوں ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں تھے۔ اور پھر کمرے میں بیک وقت ٹرچ ٹرچ کی آوازیں گونجیں۔ اور ان دونوں کے ہاتھوں سے ریوالور نکلتے چلے گئے۔ دوسرے لمحے ٹائیگر کے ہاتھوں میں ریوالور چمک رہے تھے۔ ٹائیگر کا نشانہ قابل داد تھا کہ اس نے کوٹ کی جیبوں میں سے دو مختلف ٹارگیٹس پر بیک وقت سچا نشانہ لگایا تھا۔ دونوں کے ریوالور نیچے گرے تو ایک لمحے کے لئے انہیں اٹھانے کے لئے اچھلے لیکن پھر ٹائیگر کے ہاتھوں میں ریوالور دیکھ کر رک گئے۔ لیڈی ایگلز خاموش بیٹھی ٹائیگر کو گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے ایک لمحے کے لئے بھی ان دونوں کی طرف نظریں نہ گھمائی تھیں۔ البتہ اس کے چہرے کے نقوش پتھر کی طرح سخت ہو گئے تھے۔

"سنو ——— اگر تم نے وادی نمل میں میرے مقابلے میں آنے کی کوشش کی تو تمہارا یہ خوب صورت جسم کوڑھیوں سے بد تر کر دوں گا"

ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ دروازے پر موجود شین گن بردار لیڈی ایگلز کی طرف دیکھتا رہ گیا جو بدستور دروازے کی طرف نظریں جمائے خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

جب ٹائیگر راہداری میں مڑ گیا تو لیڈی ایگلز ایک جھٹکے سے اٹھی۔ اور تیزی سے پچھلے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ جس کا دروازہ سائیڈ میں تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں سامنے فرنچ ٹائپ کی بڑی بڑی کھڑکیاں موجود تھیں۔ لیڈی ایگلز نے بڑی پھرتی سے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک آدھی مگر خاصی چوڑی نال کی گن نکال کر وہ کھڑکی کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ایک کھڑکی کا پٹ آہستہ سے کھولا اور چوڑی نال کا سرا کھڑکی سے باہر نکال دیا۔

عمارت کے بالکل سامنے ٹائیگر کی کار کھڑی تھی۔ اور پھر اسی لمحے اسے ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ وہ مڑ کر کار کی دوسری طرف گیا۔ اس نے ایک نظر کھڑکیوں کی طرف دیکھا اور پھر مسکراتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ سیٹ پر بیٹھنے سے پہلے اس نے ہاتھ لہرا کر اشارہ کیا جیسے اسے معلوم ہو کہ کھڑکی میں لیڈی ایگلز موجود ہو گی۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ اور عین اسی لمحے لیڈی ایگلز نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ٹریگر دبتے ہی ایک ہلکی سی ٹچ کی آواز گونجی اور چوڑی نال میں سے ایک چوڑی سی گولی نکل کر کار کے پچھلے بمپر سے ذرا اوپر جا کر یوں چپک گئی جیسے مقناطیس سے لوہا چپکتا ہے اور لیڈی ایگلز نے مسکراتے ہوئے گن پیچھے ہٹا لی۔ اور پھر کھڑکی بند کر کے واپس پہلے والے کمرے

میں آگئی۔ اس کے دونوں باڈی گارڈ ندامت بھرے انداز میں سر جھکائے کھڑے تھے۔

"راجر" ـــــــ لیڈی ایگلز نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس مادام" ـــــــ ایک باڈی گارڈ نے ندامت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں اب کلب جا رہی ہوں وہاں سے ہیڈ کوارٹر جاؤں گی تم وہیں پہنچ جانا" ـــــــ لیڈی ایگلز نے دروازے کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس مادام ـــــــ مگر وہ ٹائیگر بچ کر چلا گیا" ـــــــ راجر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"وہ بچ کر کہاں جا سکتا ہے راجر ـــــــ یہاں میں اسے ختم نہ کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ اس طرح اس کا گروہ ہم پر ٹوٹ پڑتا اور ہم اس میں الجھ کر وادی نمل کو نہ جا سکتے" ـــــــ لیڈی ایگلز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یس میڈم ـــــــ لیکن وہ ہمارے سامنے آپ کی بے عزتی کر کے فی الحال تو نکل گیا۔ ہمیں تمام عمر اس کا افسوس رہے گا" ـــــــ راجر نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"میں نے الاسٹک بم اس کی کار تک پہنچا دیا ہے۔ اور شاید اب تک وہ مع کار کے ہمارے ساتھیوں تک پہنچ بھی چکا ہو گا"۔

"لیڈی ایگلز کسی کو معاف کرنا گناہ سمجھتی ہے" ـــــــ لیڈی ایگلز نے سخت لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی وہ کمرے سے باہر نکلی۔

اور راہداری کی دوسری طرف ایک کمرے کے دروازے کو کھول کر اندر داخل ہوگئی۔ اس نے کمرے کی سائیڈ پر جا کر ایک ابھری ہوئی جگہ پر زور سے سینڈل کی ٹو ماری تو دیوار ایک طرف ہٹتی چلی گئی۔ اب وہاں سیڑھیاں نظر آرہی تھیں۔ لیڈی ایگلز تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو اس کے آخری سیڑھی پر پہنچتے ہی خود بخود کھل گیا۔ اور وہ دروازے سے باہر آگئی۔ یہ ایجرٹن روڈ تھی۔ دروازے کے سامنے سرخ رنگ کی ایک کار کھڑی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک باوردی ڈرائیور موجود تھا۔ لیڈی ایگلز نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کلب لے چلو"۔۔۔ لیڈی کا لہجہ بے حد سخت تھا ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

عمران کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی چلی گئیں۔ لیکن وہ ابھی نیند کی گہری وادیوں میں نہ پہنچا تھا کہ اچانک قریب پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بڑے کرخت آواز میں بج اٹھی اور عمران نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر شدید ناگواری کے آثار ابھر آئے تھے۔

"ہیلو پیاز بھائی لہسن بھائی دھنیا بہن اینڈ کو بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے بڑے کرخت لہجے میں رسیور اٹھا کر کہا۔

"اتنا طویل نام تمہیں یاد کیسے رہ جاتا ہے۔ فوراً میرے پاس پہنچو"۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان نے بڑے خوش گوار لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ جناب غلطی ہوگئی۔ آئندہ آدھا نام یاد رکھا کروں گا۔ اس بار معافی دے دیں"۔۔۔ عمران نے بڑے ندامت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ فوراً میرے پاس پہنچو۔ اٹ از ایمرجنسی"۔۔۔ سر سلطان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"جناب ——— کہہ رہا ہوں کہ غلطی ہوگئی آئندہ پورا نام یاد نہ رکھوں گا۔ پھر بھی حاضری معاف نہیں کر رہے۔ آپ کی گھڑی بند تو نہیں ہو گئی" ——— عمران کی زبان چل رہی تھی۔

"مجھے معلوم ہے کہ رات کے گیارہ بجے ہیں لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ مسئلہ بے حد سیریس ہے" میں انتظار کر رہا ہوں" ——— سرسلطان نے دوسری طرف سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور کو دوسرے ہاتھ سے مکّہ دکھاتے ہوئے اسے واپس رکھ دیا۔

"سلیمان ——— ارے او سلیمان بھائی" ——— عمران نے رسیور رکھتے ہی چیخ کر کہا۔

"کیا بات ہے جناب ——— کیا ڈر گئے۔ اسی لئے تو کہتا ہوں رات کو کھانا کم کھایا کریں۔ بدہضمی میں بڑے ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔ لیکن آپ ہیں کہ باورچی خانے کا خرچہ بڑھاتے ہی چلے جا رہے ہیں" ——— سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ڈراؤنے خوابوں کے ہیرو۔ ابھی ابھی سرسلطان کا فون آیا تھا۔ وہ تمہیں ابھی اپنی کوٹھی پہ بلا رہے ہیں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے بلا رہے ہیں ——— کیوں کیا ان کا باورچی چھٹی کر گیا ہے" ——— سلیمان نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں سلیمان ——— آخر دیکھو نا ——— اب تم ہی میرے

بزرگ ہو۔ قبلہ والد صاحب تو بس تیوریاں چڑھائے رکھتے ہیں اور ان کی شکل دیکھتے ہی لڑکی والے بھاگ جاتے ہیں۔ کیا میں کنوارہ ہی مر جاؤں گا۔ بڑی مشکل سے سرسلطان کو راضی کیا ہے۔ اور لڑکی والوں کی ضد ہے کہ وہ میرے بزرگوار سے ضرور ملیں گے۔ اس لئے سرسلطان نے سوچا کہ تمہیں ہی کیوں نہ بلا لیا جائے" ——— عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو یہ بات ہے۔ پھر تو میں ضرور جاؤں گا۔ لڑکی بھی آئی ہوئی ہو گی نا" ——— سلیمان نے سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں لڑکی کا کیا تعلق ——— تم نے لڑکی سے کوئی بات تھوڑی کرنی ہے" ——— عمران نے غصیلے انداز میں کہا۔

"مم ——— میرا مقصد ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے ہی پسند کر لے" ——— سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور عمران نے یوں بستر سے چھلانگ لگائی جیسے وہ اس پہ جھپٹ پڑنا چاہتا ہو۔

"ارے ارے ——— ابھی تو بات بھی مکمل نہیں ہوئی اور یہ حال ہے کہ کاٹ کھانے کو دوڑتے ہیں" ——— سلیمان نے خوف زدہ انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"بس تم اس قابل نہیں ہو کہ میرے بزرگ بن سکو۔ غضب خدا کا۔ قیامت نزدیک آ گئی ہے۔ جاتے بزرگ بن کے ہیں اور اپنی شادی کی پہلے سوچتے ہیں" ——— عمران نے غصیلے انداز میں کہا اور پھر تیزی سے ڈریسنگ روم میں گھستا چلا گیا۔ سلیمان نے بستر کو ٹھیک کیا اور پھر مسکراتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد عمران تیار ہو کر فلیٹ سے باہر آیا۔ اور فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیراج سے کار نکال کر وہ سر سلطان کی کوٹھی کی طرف روانہ ہو گیا۔

چند لمحوں بعد اس نے کار سر سلطان کی کوٹھی کے پورچ میں روک دی اور خود نیچے اتر آیا۔ پورچ میں ہی سر سلطان کا مخصوص ملازم شاہد اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔

"آئیے جناب —— صاحب کافی دیر سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں" —— ملازم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں —— کیا صاحب کی ناک بہہ رہی ہے" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب —— ایسی تو کوئی بات نہیں" —— ملازم نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ وہ عمران کو اچھی طرح جانتا تھا اس لئے وہ عمران کی باتوں سے لطف لے رہا تھا۔

"چلو شکر ہے میں بھی رومال گھر بھول آیا تھا" —— عمران نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ دروازہ کھول کر سر سلطان کے گرم دفتر میں داخل ہو گیا۔

"آؤ بیٹے —— میں کتنی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں" —— سر سلطان نے عمران کو دیکھتے ہی کہا۔

"وہ جناب —— میں نے کوشش تو بہت کی کہ سلیمان کو بھیج دوں مگر وہ کم بخت یہاں آنے کی بجائے نوکری چھوڑنے پر تیار ہو گیا اور آپ جانتے ہیں کہ آج کل ایسے باورچی کہاں ملتے ہیں جو مونگ کی دال

میں گوشت کا مزہ پیدا کر لیں" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ فائل دیکھو" —— سر سلطان نے اس کے تبصرے کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے سامنے رکھی ہوئی ایک فائل اٹھا کر عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھ رہا ہوں —— ذیشان پرنٹنگ پریس نے اسے شائع کیا ہے۔ اور آفس فائل ہے" —— عمران نے بڑے غور سے فائل کے سرورق کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— مذاق مت کرو اسے کھول کر پڑھو" —— سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا جناب —— آپ ناراض کیوں ہو رہے ہیں میں تو حکم کا بندہ ہوں۔ آپ نے دیکھنے کا حکم دیا تھا میں دیکھ رہا تھا اب آپ پڑھنے کے لئے کہہ رہے ہیں تو پڑھ بھی لیتا ہوں" —— عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے فائل کھول کر اسے پڑھنا شروع کیا۔ فائل میں دس بارہ کاغذ تھے۔ عمران نے جب اسے پڑھنا شروع کیا تو پہلے اس کا انداز سرسری تھا لیکن جلد ہی اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار ابھر آئے۔ سر سلطان اسے سنجیدہ ہوتے دیکھ کر اطمینان بھرے انداز میں مسکرا دیئے۔

عمران نے پوری فائل دیکھنے کے بعد اسے بند کر دیا۔

"کیا سمجھے" —— سر سلطان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" کون سی ڈگری دیں گے " —— عمران نے اچانک سوال کیا۔

" ڈگری —— کیا مطلب " —— سر سلطان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" مطلب یہ کہ اگر آپ امتحان لے رہے ہیں تو اس امتحان میں پاس ہونے پر کون سی ڈگری ملے گی " —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تم پھر مذاق پر اتر آئے " —— سر سلطان نے لہجے کو غصیلا بناتے ہوئے کہا۔

" ابھی تو کرسی پر بیٹھا ہوں۔ اگر آپ کی زبان میں کرسی کو مذاق کہتے ہیں تب بھی آپ کو فقرہ درست کرنا پڑے گا " —— عمران نے جواب دیا۔

" دیکھو عمران —— اب میری یہ عمر نہیں رہی کہ میں تمہارے ساتھ بیٹھا مذاق کرتا رہوں۔ میری صحت آہستہ آہستہ جواب دیتی جا رہی ہے اور ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ آرام کروں۔ لیکن میں رات کے بارہ بجے یہاں بیٹھا کام کر رہا ہوں۔ تم خود سوچو کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ اس کے باوجود تم مذاق کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کرتے " —— سر سلطان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ سوری —— سر بس ویسے ہی زبان میں کھجلی شروع ہو جاتی ہے۔ آئندہ خیال رکھوں گا فرمایئے " —— عمران نے یک دم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ سر سلطان نے بات ہی ایسی کی تھی کہ اس کے پاس سوائے سنجیدگی کے اور کوئی صورت ہی باقی نہ رہی تھی۔

" یہ فائل ابھی ایک گھنٹہ قبل موصول ہوئی ہے۔ اس فائل کے مطابق پاکستان کے برفانی علاقے وادی نمل میں ایسی لیبارٹری قائم کی گئی ہے۔ جہاں دنیا کا سب سے خطرناک ہتھیار تیار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہیں۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ دنیا کے تمام ملکوں نے اس لیبارٹری سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔ اب بین الاقوامی ادارہ برائے امن یہ چاہتا ہے کہ اس لیبارٹری میں بننے والے ہتھیار کو تیار ہونے سے روکا جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک یونائیٹڈ فورس بنائی ہے۔ اس فورس میں دنیا کے بہترین سیکرٹ ایجنٹ اکٹھے کئے گئے ہیں تاکہ سب مل کر اس لیبارٹری کو تباہ کر سکیں۔ اسی سلسلے میں یہ فائل ہمیں بھی بھجوائی گئی ہے تاکہ ایکس ٹو کے نمائندے کو بھی اس فورس میں شامل کیا جا سکے۔ جس کا کوڈ نام انہوں نے یو۔ ایف یعنی یونائیٹڈ فورس رکھا ہے۔ اور اس سلسلے میں انہوں نے کل تک نام بھیجنے کی تاکید کی ہے۔ کیونکہ رپورٹوں کے مطابق وہ ہتھیار بس تیار ہونے والا ہے " —— سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اس ہتھیار کے متعلق کوئی تفصیلات ملی ہیں " —— عمران نے پوچھا۔

" اس فائل میں تو اس کی وضاحت موجود نہیں ہے۔ لیکن میں نے اپنے طور پر ایکریمی سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کی تھی۔ وہ میرا دوست بھی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ یہ ہتھیار بم کی ساخت کا ہے۔ اسے وہ لوگ ایکس بم کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس بم کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں سے نکلنے والی شعاعیں چند ہی لمحوں میں، دور دور تک

پھیل جاتی ہیں اور اس علاقے میں جس قدر بھی دھاتیں جس حیثیت یا ساخت میں موجود ہوں گی غائب ہو جائیں گی "۔۔۔۔۔ سر سلطان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی صرف دھاتیں غائب ہو جائیں گی تو ہوتی رہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے "۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم پھر مذاق پر اتر آئے۔ تم خود سوچو فرض کیا ہمارے دشمن یہ بم ہمارے علاقے میں پھینک دیتے ہیں اور یہ اتنی طاقت کا ہے کہ پورا پاکیشیا اس کی زد میں آ جائے تو کیا ہو گا۔ ایک لمحے میں پورے ملک میں موجود ہر قسم کی دھاتیں غائب ہو جائیں گی۔ فوج مفلوج ہو جائے گی، تمام کارخانے ختم ہو جائیں گے۔ ریلوے۔ جہاز۔ اب کہاں کہاں تک گنواؤں۔ تم خود تصور کر سکتے ہو کہ کیا ہو گا۔ میرے خیال میں صرف مفلوج انسان باقی رہ جائیں گے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بھی نہ رہیں کیونکہ انسان بھی مختلف دھاتوں کا مجموعہ ہے "۔۔۔۔۔ سر سلطان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔ تو میری کار بھی غائب ہو جائے گی۔ اور سلیمان کے باورچی خانے کے برتن بھی غائب۔ لاحول ولاقوۃ۔ بڑا خطرناک ہتھیار ہے "۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان مسکرا دیئے۔

"تو ایکس بم اس لیبارٹری میں تیار ہو رہا ہے۔ بلکہ تیار ہونے کے قریب ہے "۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"جب پوری دنیا کے جاسوس وہاں جا رہے ہیں تو ظاہر ہے وہ

لوگ یہ لیبارٹری تباہ کر ہی دیں گے۔ ہم خواہ مخواہ اپنی انرجی ضائع کرتے پھریں "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"دیکھو عمران ۔۔۔ اگر تمہاری بجائے کوئی اور ہوتا تو اسے تو سمجھانا پڑتا کہ ہر ملک اس لیبارٹری اور ایکس بم میں کیوں دلچسپی لے رہا ہے۔ ظاہر ہے ایسا ہتھیار ہر ملک اپنے پاس رکھنا چاہے گا۔ اس لئے یہ لوگ لیبارٹری تو ضرور تباہ کر دیں گے۔ لیکن ان میں سے ہر ایک کی یہی کوشش ہو گی کہ اس بم کا فارمولا لے اڑیں تاکہ وہ لوگ اسے اپنے ملک میں تیار کر کے ناقابل تسخیر طاقت بن جائیں"

سر سلطان نے جواب دیا اور عمران دل ہی دل میں سر سلطان کی بے پناہ دور اندیشی کی داد دینے پر مجبور ہو گیا۔

"آپ کی بات بالکل درست ہے۔ پھر کیا ہونا چاہیئے "۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے ۔۔۔ مجھے شاید اس بارے میں اتنی تشویش نہ ہوتی۔ کیونکہ سپر پاورز کے پاس ظاہر ہے انتہائی خطرناک ہتھیاروں کا بے پناہ ذخیرہ ہے۔ اگر یہ بم بھی ان کے پاس پہنچ جاتے تو ہمارے لئے کوئی فرق نہ پڑتا۔ لیکن مجھے تشویش اس وقت ہوئی ہے جب مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے ہمسایہ ملک ناگالینڈ دوسرے ہمسایہ ملک زولولینڈ کے جاسوس بھی یورالیف میں شامل ہو گئے ہیں۔ اور تم جانتے ہو کہ یہ دونوں ملک درپردہ ہمارے سخت ترین دشمن ہیں اگر ایکس بم کا فارمولا ان کے ہاتھ پڑ گیا تو پھر ہمارے ملک کی سلامتی شدید خطرے میں پڑ جائے گی "۔۔۔۔ سر سلطان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو یہ بات ہے پھر تو واقعی تشویش کی بات پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن آپ کا کیا پروگرام ہے" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پاکیشیا کی طرف سے تم یو۔ الیف میں شامل ہو جاؤ۔ تاکہ کم از کم ان ہمسایہ ملکوں کے ہاتھ وہ فارمولا نہ جائے" ——— سر سلطان نے آخر کار اپنا مقصد واضح کر دیا۔

"آپ کا خیال ٹھیک ہے۔ لیکن اگر وہ فارمولا ہم حاصل کر لیں تو" ——— عمران نے پوچھا۔

"دیکھو بیٹے ——— اس قدر خوف ناک قسم کا ہتھیار اوّل تو سپر پاورز ہمارے پاس رہنے ہی نہیں دیں گی۔ اور دوسری بات یہ کہ پھر اس خوف ناک ہتھیار کے حصول کے لئے ہمارا ملک جرائم پیشہ تنظیموں کی آماجگاہ بن جائے گا۔ اس لئے میں ایسا نہیں چاہتا" ——— سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— لیکن میں یو۔ الیف میں شامل ہو کر اپنے بازو نہیں بندھوانا چاہتا۔ اس لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ میں اپنے کسی ممبر کو یو۔ الیف میں شامل کرا دوں اور خود ان سے علیحدہ رہ کر کام کر دوں" عمران نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"لائحہ عمل طے کرنا تمہارا کام ہے۔ جس طرح مناسب سمجھو کرو" سر سلطان نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ ایسا کریں کہ جولیا کا نام یو۔ الیف میں بھجوا دیں۔ میں اُسے ہدایات دے دوں گا" ——— عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"اور تم کس حیثیت سے وہاں جاؤ گے" ——— سر سلطان نے پوچھا۔

"میں بھی اپنی کوئی حیثیت طے کر ہی لوں گا۔ ویسے جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے بین الاقوامی مجرم تنظیمیں بھی ضرور میدان میں اتریں گی۔ اور جہاں وہ لوگ کام کر سکتے ہیں وہاں ہم بھی شامل ہو جائیں تو نئی بات تو نہیں" ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ——— پھر یہی طے رہا کہ جولیا ایکسٹو کے نمائندے کی حیثیت سے یو۔ الیف میں شامل ہو گی" ——— سر سلطان نے کہا۔

"جی ہاں ——— میں اُسے کل ہی مکمل طور پر ہدایات دے دوں گا۔ پھر آپ جب بھی کہیں گے وہ روانہ ہو جائے گی۔ اور میں اپنے لئے کوئی لائحہ عمل طے کر لیتا ہوں" ——— عمران نے کہا اور سلام کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اب اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار چھائے ہوئے تھے۔

ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا سیڑھیاں اتر کے بلڈنگ سے باہر آیا۔ اور پھر اس نے تقریباً دوڑتے ہوئے سڑک پار کی اور کار کے انجن کی طرف سے مڑ کر دوسری طرف ڈرائیونگ سیٹ کی طرف پہنچ گیا۔ اس نے ایک نظر سامنے والی عمارت کی کھڑکیوں پر ڈالی اور پھر اُسے ایک کھڑکی میں سے الاسٹک بم پھینکنے والی گن کا چوڑا دہانہ جھانکتا ہوا صاف نظر آگیا اور ٹائیگر کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے ہاتھ ہلا کر الوداعی اشارہ کیا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ساتھ والی سیٹ پر جوشن خاموش بیٹھا تھا۔ ٹائیگر نے سیٹ پر بیٹھتے ہی کار کا انجن سٹارٹ کیا اور کار ایک دھچکے سے آگے بڑھی۔ ٹائیگر کی نظریں کار کے بونٹ کی سائیڈ پر لگے ہوئے بیک ویو مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ اس قدر سردی اور دھند میں عام طور پر بیک ویو مرر دھندلا جاتے ہیں۔ اور ان سے واضح طور پر کچھ نہیں دیکھا جا سکتا۔ لیکن ٹائیگر نے جدید ترین بیک مرر لگوائے ہوئے تھے جن کی پشت پر ہلکی پاور کے ہیٹر نصب تھے۔ جن سے پیدا ہونے والی گرم لہریں آئینے کو بالکل صاف شفاف رکھتی تھیں۔ اس لئے کار کے بیک مرر بالکل واضح

اور صاف تھے۔

جیسے ہی ٹائیگر نے کار آگے بڑھائی۔ اس نے سامنے والی عمارت کی کھڑکی سے کسی چیز کو اڑ کر تیزی سے کار کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور اس کے چہرے پر تیرنے والی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی کار پر الاسٹک بم پھینکا گیا ہے۔ لیکن وہ اطمینان سے بیٹھا رہا۔ کیونکہ اُسے الاسٹک بم کی کارکردگی کا اچھی طرح علم تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ جب تک کار کا انجن مکمل طور پر ساکت نہیں ہو گا یہ بم نہیں پھٹے گا۔ اس لئے وہ کار دوڑاتا چلا گیا۔

"باس —— اب کہاں کا ارادہ ہے" —— اچانک جوشن نے سکوت توڑتے ہوئے پوچھا۔

"لیڈی ایگلز نے تو ہمیں جہنم میں بھیجنے کا ٹوکن دے دیا ہے لیکن ......" —— ٹائیگر نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور جوشن اس کا لہجہ سن کر کانپ گیا۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ اور ٹائیگر کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خود کسی سلگتے ہوئے بم پر بیٹھ گیا ہو۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار ایک چار منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ کر آہستہ ہو گئی۔ لیکن ٹائیگر نے انجن بند نہیں کیا۔

"جوشن —— جا کر اندر سے ہارڈی کو بلا لاؤ" —— ٹائیگر نے جوشن سے مخاطب ہو کر کہا اور جوشن سر ہلاتا ہوا تیزی سے نیچے اترا اور پھر دوڑتا ہوا عمارت کے اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک سمارٹ سے نوجوان کو اپنے ہمراہ لے کر باہر آگیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"یس باس" ____ جوشن کے ساتھ آنے والے نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سنو ہارڈی ____ کار لے کر ایگلز کلب چلے جاؤ۔ لیڈی ایگلز یقیناً وہیں گئی ہوگی۔ تم نے کوشش کرنی ہے کہ پارکنگ میں کار اس کے قریب جا کر روکنی ہے۔ لیکن اس کا انجن بند نہ کرنا۔ جس وقت لیڈی ایگلز اپنی کار میں بیٹھ جائے تو انجن بند کر کے جس قدر ممکن ہو سکے جلد وہاں سے بھاگ نکلنا ہے" ____ ٹائیگر نے ہارڈی کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ اس وقت تک کار کا انجن بند نہیں کرنا جب تک لیڈی ایگلز ساتھ والی کار میں بیٹھ نہ جائے۔ کار کے پچھلے بمپر پر الاسٹک بم موجود ہے اور یہ صرف اُسی وقت پھٹے گا جب تم کار کا انجن بند کرو گے۔ اس لئے اگر تم نے پہلے انجن بند کر دیا تو یہ بم فوراً پھٹ جائے گا" ____ ٹائیگر نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"مم ____ مگر باس ____ کیوں نہ یہ بم پہلے اکھاڑ لیا جائے اور پھر لیڈی ایگلز کی کار پر پھینک دیا جائے" ____ جوشن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اُسے شاید یہ تصور کر کے ہی خوف سے جھرجھری آ رہی تھی کہ وہ الاسٹک بم لگی کار میں سفر کرتا رہا ہے۔

"نہیں ____ اب یہ بم نہیں اکھڑ سکتا اگر اسے جبراً اکھاڑنے کی کوشش کی گئی تو یہ پھٹ جائے گا۔ میں لیڈی ایگلز کا وار اُسے واپس لوٹانا چاہتا ہوں" ____ ٹائیگر نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے باس ____ میں خیال رکھوں گا" ____ ہارڈی نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اور سنو ____ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ اس لئے کار کا انجن بند کرتے ہی تم نے پوری تیزی سے بھاگ نکلنا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم بین الاقوامی ریسوں میں حصہ لیتے رہے ہو اس لئے میں نے یہ مشن تمہارے سپرد کیا ہے" ____ ٹائیگر نے ہارڈی کو شاید تسلی دینے کے لئے کہا۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ ہارڈی کہیں راستے میں ہی کار چھوڑ کر نہ بھاگ نکلے۔

"ایسی کوئی بات نہیں باس ____ میں فیول بند کر دوں گا اور ظاہر ہے کہ فیول بند ہو جانے کے بعد چند لمحوں بعد کار کا انجن خود بخود بند ہو جائے گا۔ اور اتنا وقفہ میرے بچاؤ کے لئے کافی ہو گا" ____ ہارڈی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ آئیڈیا ____ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ بہرحال مقصد صرف کار تباہ کرنے کا نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اس کار کی تباہی کے ساتھ ہی لیڈی ایگلز کا قصہ بھی ہمیشہ کے لئے تمام ہو جائے اور ایسا اس کے اپنے گھر میں ہو۔ تاکہ اس کا نقصان پوری تنظیم پر پڑے" ____ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ جوشن کو پیچھے آنے کا اشارہ کر کے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور ہارڈی نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائی اور خاصی تیز رفتاری سے اُسے چلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

ٹائیگر عمارت کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر والی منزل پر پہنچ گیا۔

دوسری منزل پر جگہ جگہ سٹین گنوں سے مسلح چاق وچوبند افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ وہ ٹائیگر کو دیکھ کر ادب سے سر جھکاتے مگر ٹائیگر کسی کی پرواہ کئے بغیر ایک کمرے کے دروازے پر جا کر رکا اور اس کے رکتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے قدم اندر بڑھائے۔ جوشن بھی کسی وفادار خادم کی طرح اس کے پیچھے تھا۔ کمرے میں صرف ایک بڑی سی میز رکھی ہوئی تھی اور اس کے گرد چار۔ پانچ کرسیاں پڑی تھیں۔ ٹائیگر میز کے پیچھے رکھی ہوئی بڑی سی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جوشن ــــ اینڈریو کو بلا لاؤ" ــــ ٹائیگر نے غراتے ہوئے جوشن سے مخاطب ہو کر کہا اور جوشن سر جھکاتے ہوئے تیزی سے واپس مڑا اور تقریباً دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک نوجوان کو اپنے ہمراہ لئے واپس کمرے میں داخل ہوا۔

"یس باس" ــــ اینڈریو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ گو اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار تھے۔ لیکن آنکھوں کا تاثر بتا رہا تھا کہ وہ خوف زدہ ہے۔

"اینڈریو ــــ تمہیں معلوم ہے کہ غدار کی کیا سزا ہوتی ہے" ــــ ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بھیانک انداز میں کہا۔

"غد ــــ غد ــــ غدار ــــ جج ــــ جی ہاں ــــ مم ــــ موت" اینڈریو کا لہجہ یک دم لڑکھڑا گیا۔ اب اس کے چہرے پر خوف کے

تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"تو لو یہ ریوالور ــــ اور غدار کو اس کی سزا دے دو" ــــ ٹائیگر نے جیب سے ریوالور نکال کر سامنے میز پر پھینکتے ہوئے کہا۔

"کک ــــ کیا مطلب باس ــــ میں سمجھا نہیں" ــــ اینڈریو نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔ جوشن کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم میرا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے ہو۔ اینڈریو ــــ لیڈی ایگلز کو یہ راز تم نے پہنچایا ہے کہ ہم وادی نمل میں کسی مشن پر جانے والے ہیں۔ اور تنظیم کا راز افشا کرنا غداری ہے" ــــ ٹائیگر نے زخمی چیتے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"مم ــــ مم ــــ میں نے ــــ نہیں باس ــــ میں نے ....." اینڈریو نے شاید وضاحت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ــــ ٹائیگر سے کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ اتنی بڑی تنظیم کو کنٹرول کرنے والے بے وقوف نہیں ہوتے۔ اور سنو یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ میری تنظیم میں معافی نام کی کوئی چیز موجود نہیں۔ اس لئے خاموشی سے ریوالور اٹھاؤ اور اپنی کنپٹی پر اسے رکھ کر ٹریگر دبا دو تاکہ غدار اپنے انجام کو پہنچ سکے" ــــ ٹائیگر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

اینڈریو چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑا ہوا ریوالور اٹھا لیا۔ اس کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔ اس نے غور سے ایک لمحے کے لئے ریوالور کو دیکھا اور دوسرے لمحے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس نے انتہائی پھرتی سے اس کا رخ ٹائیگر کی طرف کر کے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ٹائیگر کے بھیانک قہقہے سے گونج اٹھا۔

"ثبوت مل گیا تمہیں ـــــ کہ واقعی تم نے غداری کی ہے" ـــــ ٹائیگر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور اینڈریو کے ہاتھ سے ریوالور نیچے گر گیا۔ کیوں کہ وہ خالی تھا۔ ٹریگر دبانے کے باوجود اس میں سے کوئی گولی نہ نکلی تھی۔ اور پھر اس نے مڑ کر دروازے کی طرف بھاگنا چاہا۔ لیکن دوسرے لمحے کمرہ فائر کی آواز سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اینڈریو کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ منہ کے بل زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ گولی اس کے پہلو میں پڑی تھی۔ اور چند لمحے ایڑیاں رگڑنے کے بعد اس نے دم توڑ دیا۔

"اٹھا کے لے جاؤ اس غدار کو ـــــ اور کسی کوڑے کے ڈرم میں اس کی لاش پھینک دو" ـــــ ٹائیگر نے دوسرا ریوالور جیب میں رکھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

جوشن تیزی سے مڑا اور پھر اس نے دروازے کے باہر جا کر کسی کو اشارہ کیا۔ چند لمحوں بعد دو مسلح آدمی دروازے پر آ گئے اور جوشن نے ٹائیگر کا حکم ان تک منتقل کر دیا۔ چنانچہ ان دونوں نے بڑی پھرتی سے اینڈریو کی لاش اٹھائی اور تیزی سے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

"باس ـــــ آپ نے اسے کیسے پہچان لیا" ـــــ جوشن کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میں نے لیڈی ایگلز کے کمرے میں ایک آدمی کو دیکھا تھا۔ اس کی شکل اس سے ملتی تھی۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ یہ اس کا بھائی ہوگا اور

اسی نے اسے ہماری تنظیم میں داخل کرایا ہوگا۔ اور پھر ثبوت خود بخود تمہارے سامنے آ گیا" ـــــ ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس ـــــ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا کہ اینڈریو ایسا کر سکتا ہے۔ بہرحال واقعی آپ کی نظر بہت تیز ہے" ـــــ جوشن نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"اچھا ـــــ تم جاؤ اور ورکنگ میٹنگ کے لئے انتظامات کرو مجھے بارڈی کی طرف سے اطلاع کا انتظار ہے۔ اس کے بعد میں میٹنگ اٹینڈ کروں گا تاکہ وادی نمل میں مشن کے لئے تفصیلات طے کی جا سکیں" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور جوشن سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ایک بہت بڑے کمرے کے درمیان نو کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ یہ کرسیاں تین تین کی تین قطاروں میں بچھی ہوئی تھیں۔ کرسیوں کے سامنے سپاٹ دیوار تھی۔ جس پر ایک بڑی سی سکرین نصب تھی۔ کرسیوں پر مختلف رنگ اور نسل کے نو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ ان سب کی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ اور وہ سب خاموش اور ایک دوسرے سے لاتعلق بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر اچانک دیوار پر نصب سکرین روشن ہو گئی اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے نو افراد چوکنے ہو گئے۔ سکرین پر چند لمحے روشنی کی آڑی ترچھی لکیریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی رہیں۔ پھر سکرین پر اسی کمرے کا منظر ابھر آیا۔ اب سکرین پر وہی نو افراد کرسیوں پر بیٹھے نظر آ رہے تھے۔

"ہیلو نائن ——— نمبر ون کالنگ یو" ——— منظر ابھرتے ہی کمرے میں ایک کرخت سی آواز گونج اٹھی۔

"یس باس ——— نائن اٹنڈنگ یو" ——— پہلے نمبر پر بیٹھے ہوئے آدمی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آج کی اس ایمرجنسی میٹنگ کی وجہ ایک خاص اطلاع ہے ——— چیف باس نے اطلاع دی ہے کہ ہماری لیبارٹری اور اس میں تیار ہونے والے ایکس بم کا راز دنیا تک پہنچ گیا ہے۔ اور مجرم تنظیموں کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی ادارہ امن نے مختلف ملکوں کے سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ایک ٹیم یونائیٹڈ فورس جسے یو۔ ایف کہا جاتا ہے۔ تیار کی ہے۔ تاکہ وہ اس لیبارٹری کو تباہ کر سکیں" ——— نمبر ون نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوہ باس ——— یہ اطلاع تو بے حد خطرناک ہے۔ اگر ایسا ہوا تو ہمارے لئے بے حد پرابلم پیدا ہو جائے گا۔ اب جب کہ یہ بم تیار ہونے کے قریب ہے اب ان مسئلوں میں الجھنا بڑا پرابلم ہو گا" ——— اسی پہلی کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے پریشان سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— اس لئے یہ میٹنگ کال کی گئی ہے۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ یہ لیبارٹری انتہائی خفیہ طور پر کام کر رہی ہے۔ اور ہمارا مقصد بھی اسے خفیہ رکھنا تھا۔ تاکہ اس بم کے تیار ہو جانے پر ہم ساری دنیا کو اس بم کی مدد سے بلیک میل کر کے پوری دنیا پر حکومت کر سکیں۔ لیکن اب صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ اس ایجاد کی بھنک بیرونی دنیا کے کانوں میں پہنچ گئی ہے۔ اس لئے اب دنیا کا ہر طاقت ور ملک یہ چاہے گا کہ یہ بم اس کی تحویل میں آ جائے۔ اور اس بم کے حصول کے لئے وہ ہر ممکن اقدام کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ چنانچہ اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے کیا اقدامات کئے جائیں۔ آپ لوگ باری باری اس سلسلے

میں رائے دیں تاکہ آپ سب کی آرا کی روشنی میں کوئی لائحہ عمل تیار کیا جا سکے"۔ ——— نمبر ون کی آواز گونج اٹھی۔

"باس —— پہلے تو اس بات کا پتہ چلنا چاہیئے کہ ہماری لیبارٹری کا راز بیرونی دنیا تک پہنچا کیسے۔ تاکہ اس غدار کو نہ صرف سزا دی جا سکے بلکہ لیبارٹری کے بچاؤ کے لئے کوئی لائحہ عمل طے کرتے وقت یہ اطمینان بھی ہو کہ اب یہ راز باہر نہیں جائے گا"۔ —— اچانک آخری قطار میں بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے کہا۔

"ویری گڈ —— واقعی ہمیں پہلے اسی بات کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اور تم لوگوں کو یہ سن کر یقیناً مسرت ہوگی کہ میٹنگ کال کرنے سے پہلے ہی اس بات کا مکمل طور پر کھوج لگایا گیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ دو ماہ پہلے ریز ڈیپارٹمنٹ میں سے ایک سائنس دان آسٹروچ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ جس کے بارے میں میرا خیال تھا کہ وہ کہیں برف میں ڈوب گیا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ وہ آسٹروچ مہذب دنیا تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پھر مرنے سے پہلے اُسے بین الاقوامی ادارہ امن کے سیکرٹری کے نام ایک تفصیلی خط لکھنے کی مہلت مل گئی۔ —— اور اس طرح ہماری لیبارٹری اور ایکس بم کے متعلق مہذب دنیا کو علم ہو گیا۔ اس کے بعد بین الاقوامی ادارہ امن کے سیکرٹری نے تمام بڑی طاقتوں سے اس لیبارٹری کے متعلق پوچھ گچھ کی۔ لیکن ظاہر ہے کون ایسی لیبارٹری کو اپنا بتا سکتا۔ اس پر ایک یونائیٹڈ فورس قائم کی گئی جس میں دنیا بھر کے مشہور سیکرٹ ایجنٹ شامل ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اطلاعات ملی ہیں کہ کچھ مجرم

تنظیمیں بھی اس بم یا اس کے فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے پر تول رہی ہیں۔ اور ہم نے اس لیبارٹری اور اس فارمولے کو بچانے کے لئے لائحہ عمل طے کرنا ہے"۔ —— نمبر ون نے انتہائی تفصیل سے تمام باتیں بتاتے ہوئے کہا۔

"باس —— میرا خیال ہے کہ ہماری لیبارٹری کا حفاظتی نظام پہلے ہی اتنا کافی ہے کہ اس کے لئے مزید کوئی اقدام کرنا بے سود ثابت ہوگا۔ اور یونائیٹڈ فورس ہو یا مجرم تنظیمیں لیبارٹری تک پہنچنا کسی کے لئے بھی ممکن نہیں ہے"۔ —— ایک آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے باس —— کہ ہمیں حفاظتی اقدامات کے طور پر برفانی وادی کے باہر ایک محاصرہ لائن قائم کرنی چاہیئے۔ اور وادی کے اندر زیر برف حفاظتی چوکیاں قائم کر دی جائیں۔ تاکہ جیسے ہی کسی طرف سے بھی کوئی آدمی اس وادی میں داخل ہو۔ ہر چوکی پہ اس کی اطلاع ہو جائے اور پھر جس چوکی کی طرف بھی وہ آئیں انہیں وہیں ختم کر کے برف میں دبا دیا جائے"۔ —— ایک اور نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اچھی تجویز ہے —— لیکن اس کے لئے بے شمار آدمی چاہئیں"۔ —— نمبر ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آدمی کرائے پر حاصل کئے جا سکتے ہیں"۔ —— اُسی آدمی نے جواب دیا۔

"اس کے علاوہ کوئی اور تجویز"۔ —— نمبر ون نے کہا۔

"باس —— ایک تجویز ہے کہ کیوں نہ اس لیبارٹری سے ہٹ کر دور ایک جعلی لیبارٹری تیار کی جائے اور وہاں جعلی بم بنایا جائے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اور حتی الوسع خود یہ کوشش کی جائے کہ آنے والوں کا رخ اس جعلی لیبارٹری کی طرف ہو جائے اور وہ اسے تباہ کر کے اور بم کا جعلی فارمولا لے کر مطمئن ہو کر چلے جائیں" ——— ایک اور نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تجویز تو بہت اچھی ہے۔ لیکن اب اس پر عمل درآمد کا وقت نہیں رہا۔ لیبارٹری قائم کرنے کے لئے ہمیں کم از کم چھ ماہ چاہئیں"۔ نمبر ون نے جواب دیا۔

"اس کے علاوہ باس ہمارے ذہن میں کوئی اور ترکیب نہیں ہے" ——— آخر سب نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"ہوں ——— تو ٹھیک ہے۔ میں تمہاری تجویزیں چیف باس تک بھجوا دوں گا۔ اور پھر چیف باس جو فیصلہ کرے اس سے آپ کو مطلع کر دیا جائے گا۔

"بہرحال ——— اب آپ کو نہ صرف پوری طرح محتاط رہنا ہو گا۔ بلکہ کام کی رفتار کو بھی تیز کرنا ہو گا" ——— نمبر ون نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ہال کمرے کا منظر غائب ہو گیا اور سکرین سادہ ہو گئی۔ اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تمام افراد اٹھ کر ہال کے شمالی کونے میں بنے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

سب سے آخر میں وہی نوجوان تھا جس نے وادی کے گرد محاصرہ لائن قائم کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ وہ جب دروازے سے باہر نکلا تو دروازے کے قریب موجود ایک مسلح شخص نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو باس اپنے کمرے میں یاد کر رہے ہیں" ———

"اوہ ——— مجھے کیوں" ——— نوجوان نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اچانک زردی کی تہہ سی چڑھ گئی۔ کیونکہ باس نے آج تک کسی کو اپنے کمرے میں نہ بلوایا تھا۔ اور شاید اگر کوئی گیا تھا تو پھر وہ زندہ واپس نہ آ سکا تھا۔

"ہمیں نہیں معلوم ——— آپ میرے پیچھے آ جائیے" ——— اسی مسلح شخص نے کہا۔ اور نوجوان سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ اس کے بغیر چارہ بھی تو نہیں تھا۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک خفیہ لفٹ کے ذریعے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں داخل ہوئے۔ اور تھوڑی دیر بعد ایک بڑے سے دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ دروازے کے باہر دو مسلح آدمی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا ایک بلب جل رہا تھا۔

ان کے وہاں پہنچتے ہی ایک پہرہ دار نے آگے بڑھ کر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔ دستک دیتے ہی سرخ رنگ کا بلب یک دم سبز ہو گیا۔ اور ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اندر کمرے میں گہرا اندھیرا تھا۔

"تشریف لے جائیے ——— باس آپ کے منتظر ہیں" ——— نوجوان کو ساتھ لے آنے والے نے کہا۔ اور نوجوان نے سر جھٹکتے ہوئے قدم اندر بڑھا دیئے۔ جیسے ہی وہ اندھیرے کمرے میں داخل ہوا۔ اسے اپنے پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ

ہی ایک ہلکی سی چٹک کی آواز گونجی اور جس جگہ وہ نوجوان کھڑا تھا وہاں تیز روشنی پھیل گئی۔ لیکن روشنی کا دائرہ بالکل محدود تھا۔ صرف وہی جگہ روشن تھی جہاں وہ نوجوان کھڑا تھا۔ چند لمحے روشنی اس پر پیراشوٹ کی طرح پڑتی رہی پھر ایک بار چٹک کی آواز گونجی اور پورا کمرہ روشن ہو گیا۔ —— نوجوان نے دیکھا کہ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کے آخری حصے میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا آدمی منہ پر سیاہ رنگ کا نقاب پہنے ہوئے بیٹھا تھا۔ اس نے جسم پر سیاہ رنگ کا چوغہ سا پہنا ہوا تھا۔ اور سینے پر سنہرے رنگ کے دائرے میں سرخ رنگ سے ایک کا ہندسہ لکھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ سیاہ نقاب میں سے نمبر ون کی آنکھیں چمکتی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"بیٹھو ایڈورڈ —— تم یقیناً اس بات پر حیران ہو گے کہ تمہیں یہاں کیوں بلایا گیا ہے" —— نمبر ون نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ خلاف توقع اس کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"آپ کا خیال درست ہے باس —— یہ خلاف توقع طلبی ہے"۔ ایڈورڈ نے قدرے دبے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دراصل جو تم نے جو تجویز پیش کی تھی۔ وہ مجھے ذاتی طور پر بے حد پسند آئی تھی۔ اور تمہاری تجویز یہ بتاتی ہے کہ تمہارا ذہن اس معاملے میں خاصا زرخیز ہے۔ حالانکہ پیشے کے لحاظ سے تم ایک سائنس دان ہو" —— نمبر ون نے کہا۔

"میں نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے کرمنالوجی کی ڈگری لی ہوئی ہے

جناب —— میرا ذاتی رجحان اس طرف تھا۔ لیکن میرے والد کی خواہش تھی کہ میں سائنس دان بنوں۔ کیوں کہ وہ خود ایک بہت بڑے سائنسدان تھے۔ اس لئے مجبوراً مجھے سائنس کی دنیا میں آنا پڑا۔ اس کے باوجود میں والد صاحب سے چھپ کر کرمنالوجی کا مطالعہ کرتا رہا۔ اور پھر میں نے اعلیٰ اعزاز کے ساتھ کرمنالوجی کی ڈگری بھی حاصل کر لی" —— ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ —— تمہاری یہ اضافی حیثیت ہمارے علم میں نہ تھی۔ اور نہ ہی اس سے قبل اس کے جاننے کی ضرورت کوئی پیش آئی تھی۔ بہرحال مجھے خوشی ہے۔ کہ ہمارے ساتھی اس قدر ذہین اور باصلاحیت ہیں" —— نمبر ون کے لہجے میں مسرت کا تاثر نمایاں تھا۔

"آپ کا بے حد شکریہ باس —— مجھے حکم کیجئے اگر میری کوئی صلاحیت آپ کے کام آسکتی ہے تو مجھے بے پناہ مسرت ہو گی" —— ایڈورڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اچھی طرح معلوم ہے ایڈورڈ —— کہ یہ لیبارٹری ایک خاص مقصد کے لئے قائم کی گئی ہے۔ اور آج میں تمہیں ایک خاص راز بھی بتا دوں کہ یہ لیبارٹری مجرموں کی بنائی ہوئی نہیں۔ ہم لوگ مجرم نہیں ہیں۔ بلکہ اپنے ملک کی خاطر یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ یہ دیکھو"۔ نقاب پوش نے دراز کھول کر ایک لفافہ نکالا اور ایڈورڈ کی طرف بڑھا دیا۔ ایڈورڈ نے بے چین انداز میں لفافہ کھولا اور اس میں سے کاغذات نکال کر پڑھنے لگا۔ جوں جوں وہ کاغذات پر نظریں

دوڑاتا جاتا۔ اس کے چہرے پر تعجب کے ساتھ ساتھ مسرت کے آثار نمایاں ہوتے چلے جا رہے تھے۔ آخری کاغذ پڑھنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذات واپس میز پر رکھ دیئے۔

"اب تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ لیبارٹری حکومت ایکریمیا سے متعلق ہے۔ ایکریمیا ہی تمہارا بھی ملک ہے۔ اس کو خفیہ اسی لئے رکھا گیا تھا تاکہ روسیاہ اور شوگران جیسے ملکوں کے کانوں میں اس کی بھنک نہ پڑے۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں کام کرنے والوں سے بھی پوشیدہ رکھا گیا تھا۔" ——— نمبر وَن نے کہا۔

"لیکن اس کے لئے جو انداز اختیار کیا گیا تھا۔ وہ خاصا پیچیدہ تھا۔ اب دیکھئے نا اگر مجھے پہلے یہ علم ہوتا کہ یہ لیبارٹری میرے اپنے ملک کی ہے تو میں اور زیادہ تندہی سے کام کرتا۔ جب کہ میرا یہ خیال تھا کہ یہ کوئی مجرم تنظیم ہے۔ جو پوری دنیا پر حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہی ہے۔ اس لئے یہاں ہر ملک سے مشہور سائنس دانوں کو اغوا کر کے لایا گیا تھا۔" ——— ایڈورڈ نے جواب دیا۔

"اگر یہ طریقہ اختیار نہ کیا جاتا تو یہ لیبارٹری بہت پہلے دنیا کی نظروں میں آجاتی۔ بہرحال اب تمہیں اس کا پتہ چل گیا۔" ——— نمبر وَن نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن جناب ——— جیسا کہ آپ نے بتایا تھا کہ یو۔ الف دنیا کے مشہور سیکرٹ ایجنٹوں کی ٹیم اس لیبارٹری کو تباہ کرنے آ رہی ہے۔ ظاہر ہے اس میں ایکریمین سیکرٹ سروس کا نمائندہ بھی شامل ہو گا۔ پھر کیا وہ اپنے ملک کے خلاف ہی کام کرے گا۔" ——— ایڈورڈ

نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں وہ نمائندہ ہمارا اپنا آدمی ہے۔ اس کا مقصد اس ٹیم میں رہ کر نہ صرف ٹیم کی کارکردگی کو چیک کرنا ہے۔ بلکہ جیسے ہی اُسے موقع ملا وہ ٹیم کو اس انداز میں ختم کر سکتا ہے کہ دنیا کو شک نہ پڑ سکے۔ دراصل ان لوگوں کی طرف سے ہمیں کوئی فکر نہیں، اصل فکر اس بات کی ہے کہ اس فارمولے کی بھنک بین الاقوامی مجرم تنظیموں کے کانوں میں پڑ گئی ہے۔ اور ظاہر ہے وہ اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑیں گے۔" ——— نمبر وَن نے جواب دیا۔

"پھر آپ کا کیا ارادہ ہے۔" ——— ایڈورڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری تجویز پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ یہی تجویز حکومت کے ماہرین نے ارسال کی تھی اور چیف باس کی بھی یہی تجویز تھی۔" ——— نمبر وَن نے جواب دیا۔

"او کے ——— یہ تجویز نہ صرف قابل عمل ہے بلکہ اس طرح ہم آسانی سے ہر ٹیم پر قابو پا سکتے ہیں چاہے اس کا تعلق کسی حکومت سے ہو یا مجرموں سے۔" ——— ایڈورڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے تمہیں یہاں اس لئے بلوایا ہے کہ میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ان انتظامات کا انچارج تمہیں بنایا جائے۔ اس کے انتظامات جلد ہی مکمل کر لئے جائیں گے۔ تمہارا ہیڈ کوارٹر وادی نمل کے سنٹر میں بنایا جائے گا۔ تم نے نہ صرف اس یو۔ الف کا خاتمہ کرنا ہے بلکہ ہر

آنے والی مجرم تنظیم کا بھی خاتمہ کرنا ہے۔ تاکہ کوئی غیر شخص اس لیبارٹری تک نہ پہنچ سکے۔ اور لیبارٹری میں کام اطمینان سے ہوتا رہے"۔ —— نمبر ون نے کہا۔

"آپ مجھ پر جو اعتماد کر رہے ہیں میں اس کے لئے شکر گزار ہوں۔ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہوگا۔ کہ میں اپنے ملک کے لیے کام کروں گا۔ اور آپ یقین کیجیے کہ میں سو فیصد کامیاب رہوں گا"۔ —— ایڈورڈ نے بڑے پر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے —— اب تم واپس جا سکتے ہو۔ اور اپنی طرف سے تیار رہنا۔ کسی بھی وقت خاموشی سے تمہیں یہاں سے روانہ کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ تمام باتیں بالکل راز رہنی چاہییں"۔ نمبر ون نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں باس —— میں اس کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں"۔ —— ایڈورڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے —— اب آپ جا سکتے ہیں"۔ —— نمبر ون نے کہا اور ایڈورڈ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے دروازے تک پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور وہ باہر آگیا۔ باہر وہی مسلح شخص موجود تھا۔ جو اُسے میٹنگ ہال سے یہاں تک لے آیا تھا۔

"آئیے جناب —— میں آپ کو آپ کے شعبے تک پہنچا آؤں"۔ —— اس مسلح شخص نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایڈورڈ کے سر ہلانے پر وہ اس کے آگے آگے چل پڑا۔

ایڈورڈ کا دل خوشی سے بلیوں اچھل رہا تھا۔ آج تک وہ یہی سمجھتا آیا تھا کہ وہ کسی مجرم تنظیم کے چنگل میں ہے۔ کیوں کہ اُسے اغوا کر کے یہاں لایا گیا تھا۔ اور پھر اسے یہ کہا گیا تھا۔ کہ اس کے بچے تنظیم کی تحویل میں ہیں اگر اس نے تنظیم کے لئے کام کرنے سے انکار کیا یا کوتاہی کی تو انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ ورنہ ان کی بہترین پرورش کی ذمہ داری تنظیم پر ہوگی اور ہر ماہ اُسے اس کے بیوی بچوں کے متعلق فلم دکھائی جاتی کہ وہ کس طرح ٹھاٹھ باٹھ سے رہ رہے ہیں۔ اور ان کے تمام اخراجات تنظیم برداشت کر رہی ہے۔ اور وہ صرف اپنے بچوں کی خاطر جبراً یہاں کام کر رہا تھا۔ لیکن اب اُسے معلوم ہوا تھا کہ تنظیم نہیں۔ بلکہ یہ سب کچھ اس کی اپنی حکومت کر رہی ہے تو اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے وہ ذہنی طور پر آزاد ہو گیا ہو۔ اور دوسری بات یہ کہ کافی عرصے کے بعد اُسے اس کے مخصوص رجحان کے مطابق کام مل رہا تھا۔ اور اُسے اس میدان میں اپنی صلاحیتیں آزمانے کا کھل کر موقع ملے گا۔ اس لئے وہ بے حد خوش تھا۔ خوش بھی اور مطمئن بھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کار مختلف سڑکوں پر دوڑنے کے بعد ایک دس منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔ اس عمارت کی پیشانی پر ایک بہت بڑا نیون سائن چمک رہا تھا۔ جس پر ایگلز کلب کے الفاظ جگمگا رہے تھے۔ کمپاؤنڈ کے مشرقی کونے میں پارکنگ تھی چنانچہ کار آہستہ آہستہ پارکنگ کی طرف مڑتی چلی گئی۔ اور پھر مختلف کاروں کے درمیان جا کر رک گئی۔ اور ڈرائیور نے بڑی پھرتی سے نیچے اتر کر کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ اور لیڈی ایگلز کار سے اتری اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ مین گیٹ پر موجود باوردی دربان نے تقریباً رکوع کے بل جھک کر لیڈی کو سلام کیا اور پھر پھرتی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ لیڈی بے نیازانہ انداز میں چلتی ہوئی ہال میں داخل ہو گئی۔ کلب کا ہال خاصا وسیع تھا۔ اور اُسے بہترین انداز میں سجایا گیا تھا۔ ہال میں اس وقت تقریباً تمام میزیں بھری ہوئی تھیں۔ اور اس پر عورتیں اور مرد بیٹھے مے نوشی میں مصروف تھے۔ ہال کا ماحول بے حد سنجیدہ اور باوقار تھا۔ لوگ آپس میں بھی سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔ البتہ کبھی کبھی کسی مترنم ہنسی کی آواز ضرور گونج

اٹھتی تھی۔ ہال میں موجود تمام افراد اپنے لباس چہرے مہرے اور انداز سے اعلیٰ طبقے کی نمائندگی کر رہے تھے۔

لیڈی ایگلز باوقار انداز میں چلتی ہوئی سیدھی لفٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس لفٹ پر لفظ سپیشل لکھا ہوا تھا۔ اور لفٹ کے دروازے پر ایک باوردی نوجوان کھڑا تھا۔ لیڈی ایگلز کو لفٹ کی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ یک دم مؤدب ہو گیا اور پھر اس نے تیزی سے بڑھ کر لفٹ کا دروازہ کھولا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹ گیا۔ لیڈی ایگلز لفٹ میں داخل ہو گئی تو لفٹ بوائے نے باہر لگے ہوئے سوئچ بورڈ کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی لفٹ اوپر چڑھتی چلی گئی۔ لفٹ بوائے باہر کھڑا سوئچ بورڈ پر تیزی سے بدلتے ہوئے نمبروں کو دیکھتا رہا۔

لفٹ آٹھویں منزل پر جا کر خود بخود رک گئی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بھی کھلتا چلا گیا۔ لیڈی ایگلز دروازے سے باہر آ گئی۔ اور پھر راہداری میں تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی ایک کمرے کے دروازے پر رک گئی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر دروازہ پر مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والا ایک نوجوان تھا۔ وہ دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹ گیا تو لیڈی ایگلز اندر داخل ہوئی۔

"مسٹر ایکس کی طرف سے کوئی پیغام" ۔۔۔ لیڈی ایگلز نے نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں تحکم موجود تھا۔

"یس میڈم ——— انہوں نے پیغام دیا ہے کہ آپ فوراً ان سے رابطہ قائم کریں" ——— نوجوان نے جھک کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور لیڈی ایگزن سر ہلاتی ہوئی ملحقہ کمرے کا دروازہ پار کر کے اندر چلی گئی۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ بڑی سی میز کے پیچھے ایک اونچی پشت والی چمڑے کی کرسی موجود تھی۔ لیڈی ایگزن اس کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور اس نے سامنے رکھے ہوئے مختلف رنگوں کے ٹیلی فونوں میں سے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس پر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر ڈائل کرنے کے بعد اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک سفید رنگ کا سوئچ آن کر دیا۔ اس سوئچ کے آن ہوتے ہی کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہو گیا

نمبر ڈائل ہوتے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"مسٹر ایکس سے بات کرائیں ——— مادام ایم سپیکنگ" ——— لیڈی ایگزن نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس میڈم ——— ایکس سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک باوقار آواز بلند ہوئی۔

"آپ کا پیغام ملا تھا اس لئے رابطہ قائم کیا ہے" ——— مادام کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"میڈم ——— یو۔ الیف کے ممبروں کی تشکیل مکمل ہو گئی ہے اور جلد ہی ٹیم راکستان کے لئے روانہ ہو جائے گی۔ میں صرف یہی اطلاع دینا چاہتا تھا" ——— مسٹر ایکس نے جواب دیا۔

"اوہ ——— کون کون سے اس لسٹ میں شامل ہے" ——— لیڈی نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"صرف چھ ملکوں نے اس ٹیم میں شمولیت کا اقرار کیا ہے۔ ایکریمیا کی طرف سے مس کیوی، روسیاہ کی طرف سے مسٹر شولنگ، شوگران کی طرف سے مسٹر چن پائی، ناگالینڈ کی طرف سے اریش سنگھ، زولولینڈ کی طرف سے ڈیپام اور پاکیشیا کی طرف سے جولیانا فرز واٹر، کو نامزد کیا گیا ہے" ——— مسٹر ایکس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— کیا یہ پاکیشیا یورپین ملک ہے" ——— لیڈی ایگزن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ——— یہ عورت سوئس قومیت سے تعلق رکھتی ہے لیکن کافی عرصہ سے پاکیشیا میں رہتی ہے۔ اور وہاں کی سیکرٹ سروس سے متعلق ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے اسے یو۔ الیف کے لئے نامزد کیا ہے" ——— مسٹر ایکس نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— بہرحال کب تک یہ ٹیم روانہ ہونے والی ہے" ——— لیڈی ایگزن نے سوال کیا۔

"جہاں تک مجھے اطلاعات ملی ہیں پندرہ روز بعد انہیں سوئٹزرلینڈ میں اکٹھے ہونے کے لئے کہا جائے گا۔ وہیں ٹیم کے لیڈر کا انتخاب ہوگا اور پھر ٹیم اپنے لائحہ عمل کی تفصیلات مرتب کرے گی" ——— مسٹر ایکس نے جواب دیا۔

"اوکے ——— مس کیوی کو بریف کر دیا گیا ہے یا نہیں" ———

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

لیڈی ایگلز نے پوچھا ۔

" مس کیوی کو مکمل طور پر بریف کر دیا گیا ہے ۔ وہ ہمارے ساتھ مکمل طور پر تعاون کرے گی ۔ اُسے ہدایات کے مطابق پوائنٹ ٹرانسمیٹر بھی پہنچا دیا گیا ہے ۔ تاکہ مشن پر جانے کے بعد وہ آپ سے براہ راست رابطہ قائم رکھے ۔ کوڈ ایگلز تجویز کیا گیا ہے " ۔۔۔۔ مسٹر ایکس نے جواب دیا ۔

" او کے ۔۔۔ ان کے لیڈر اور مشن کے لائحہ عمل کی مکمل تفصیلات مجھے پہنچا دی جائیں تاکہ اس کی روشنی میں مشن کی مزید تفصیلات طے کی جا سکیں " ۔۔۔ لیڈی نے کہا ۔

" یس میڈم ۔۔۔ ایسا ہی ہو گا ۔ اور ٹائیگر کے ساتھ مذاکرات کا کیا نتیجہ نکلا " ۔۔۔ ایکس نے سوال کرتے ہوئے کہا ۔

" وہ سودے بازی پر آمادہ نہیں ہوا ۔ اس لئے میں نے اس کی کار پر الاسٹک بم فائر کر دیا ۔ وہ جہاں بھی جا کر کار روکے گا ۔ کار سمیت تباہ ہو جائے گا ۔ بلکہ اب تک ہو بھی چکا ہو گا ۔ اس کی موت کے بعد اس کا گروہ اتنا بڑا اقدام نہیں کر سکتا ۔ اس لئے اس کی طرف سے تو بے فکری ہو گئی ہے " ۔۔۔ لیڈی ایگلز نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" میڈم ۔۔۔ ٹائیگر انتہائی خطرناک مجرم ہے ۔ اس کا اتنی آسانی سے مرنا قابل قبول نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے آپ اس کی طرف سے تسلی کر لیں " ۔۔۔ مسٹر ایکس نے کہا ۔

" اوہ نہیں مسٹر ایکس ۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں وہ صرف اپنے آپ کو پوز کرتا ہے ۔ جس قدر آسانی سے وہ پوائنٹ نمبر ٹو پر آ گیا تھا ۔

اگر میں چاہتی تو اس پر پوری برین گن خالی کر دیتی لیکن میں نے اُسے عمارت میں قتل کرنا اچھا نہیں سمجھا کیونکہ اس طرح اس کا گروہ لیڈی ایگلز کے پیچھے پڑ جاتا ۔ اور اس اہم مشن کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی ہو جاتیں " ۔۔۔ لیڈی ایگلز نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا ۔

" ویسے میڈم ۔۔۔ کیوں نہ یو ۔ الیف کو پہلے مرحلے پر ہی ختم کر دیا جائے ۔ وہ آسانی سے ختم ہو سکتے ہیں " ۔۔۔ مسٹر ایکس نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا ۔

" پہلے مرحلے سے کیا مراد ہے " ۔۔۔ لیڈی ایگلز نے چونکتے ہوئے پوچھا ۔

" وہیں سوئٹزر لینڈ میں ہی ان کے میٹنگ ہال پر بم پھینکا جا سکتا ہے " ۔۔۔ مسٹر ایکس نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا ۔

" ارے نہیں ۔۔۔ ایک ٹیم کے خاتمے کے بعد کیا یہ ضروری ہے کہ یو ۔ الیف کی نئی ٹیم تیار نہیں ہو سکتی ۔ اس ٹیم کو آخر تک الجھایا جائے ۔ تاکہ آخری مرحلے پر اس کا خاتمہ کیا جائے ۔ اس وقت حالات بدل چکے ہوں گے " ۔۔۔ لیڈی ایگلز نے جواب دیا ۔

" او کے ۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی ۔۔۔ بہرحال میری تو تجویز تھی " ۔ مسٹر ایکس نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ مس کیوی کی طرف سے لائحہ عمل کی تفصیلات مجھے بھجوا دیں ۔ اس کے بعد میں تمام مشن کو فائنل کر دوں گی " ۔۔۔ لیڈی ایگلز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا ۔

اس کے بعد اس نے ایک اور ٹیلی فون کو اپنی طرف کھسکایا۔ اور اس کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لیڈی ایگلز" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی لیڈی ایگلز نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس مادام ــــ نمبر تھری وَن سپیکنگ" ــــ دوسری طرف سے ایک دبی دبی سی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کے لہجے سے محسوس ہو رہا تھا۔ کہ وہ دبا کر بات کر رہا ہے"

"ٹائیگر کی موت کے بعد گروہ کیا کر رہا ہے" ــــ لیڈی ایگلز نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر کی موت ــــ نہیں مادام ــــ ٹائیگر تو صحیح سلامت ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے۔ البتہ اینڈریو کو اس نے گولی مار دی ہے" ــــ تھرٹی وَن نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو ــــ ٹائیگر کیسے زندہ رہ گیا۔ اس کی کار کہاں ہے" ــــ لیڈی ایگلز کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"مادام ــــ ٹائیگر جوشن کے ساتھ کار میں ہیڈ کوارٹر میں آیا۔ اس نے جوشن کے ہاتھ ہارڈی کو بلوایا اور اُسے کار دے کر کہیں بھیج دیا ہے۔ اور پھر اپنے کمرے میں جاتے ہی اُس نے اینڈریو کو کال کیا اور پھر اس کی لاش ہی باہر آئی ہے" ــــ تھرٹی وَن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ ــــ میں تو سمجھی تھی کہ ٹائیگر اب تک ختم ہو گیا ہوگا۔ لیکن اُسے اینڈریو پر کیسے شک گزرا" ــــ لیڈی ایگلز کے لہجے

میں بے معنی نمایاں تھی۔

"تفصیلات کا مجھے علم نہیں ہے مادام ــــ بس اتنا پتہ چلا ہے کہ اُسے گولی مار دی گئی ہے" ــــ تھرٹی وَن نے جواب دیا۔

"اوکے ــــ مزید کوئی رپورٹ" ــــ لیڈی ایگلز نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر نے ورکنگ میٹنگ کال کی ہے۔ اور خود اپنے کمرے میں ہے" ــــ تھرٹی وَن نے جواب دیا۔

"ورکنگ میٹنگ ــــ اس کا مطلب ہے وہ اس میٹنگ میں مشن کی تفصیلات طے کرے گا۔ مجھے اس میٹنگ کی تفصیلی رپورٹ چاہیئے" لیڈی ایگلز نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اس کا انتظام ہو جائے گا مادام" ــــ تھرٹی وَن نے جواب دیا۔

"اوکے ــــ میں منتظر رہوں گی۔ تمام کام انتہائی ہوشیاری سے ہونا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس کی نظروں میں آجاؤ" ــــ لیڈی ایگلز نے اُسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"میں خیال رکھوں گا مادام" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور مادام نے رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر وہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر اُٹھ کر ملحقہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی ــــ دروازہ کھول کر وہ پہلے کمرے میں آئی تو دروازے کے پاس کھڑے ہوئے نوجوان نے تیزی سے دروازہ کھول دیا۔ اور وہ سر ہلاتی ہوئی کمرے سے باہر نکل

کر راہداری میں آگئی ـــــ راہداری کراس کر کے وہ لفٹ کے دروازے پر پہنچی تو لفٹ نیچے جا چکی تھی ـــــ لیڈی ایگلز نے دیوار پر لگے ہوئے سوئچ بورڈ کا ایک بٹن دبایا اور انتظار میں کھڑی ہو گئی۔ چند لمحوں بعد لفٹ اوپر پہنچ گئی اور اس کا دروازہ کھل گیا ـــــ لیڈی ایگلز لفٹ میں سوار ہوئی تو لفٹ کا دروازہ بند ہوا اور لفٹ نیچے اترتی چلی گئی۔ لیڈی ایگلز لفٹ سے نکل کر ہال میں سے گزرتی ہوئی مین گیٹ کراس کر کے باہر آئی اور پھر اس کا رخ پارکنگ کی طرف ہو گیا ـــــ پارکنگ اس وقت تقریباً خالی پڑی ہوئی تھی۔ اکا دکا چند کاریں نظر آ رہی تھیں۔ لیڈی ایگلز تیز تیز قدم اٹھاتی اپنی کار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ـــــ اور پھر جیسے ہی وہ اپنی کار کے قریب پہنچی۔ ڈرائیور لیڈی ایگلز کو آتے دیکھ کر تیزی سے باہر آ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ لیڈی ایگلز کار میں بیٹھتے بیٹھتے یکدم ٹھٹھک کر رک گئی۔ ـــــ اس کی نظر اپنی کار کے قریب کھڑی ہوئی کار پر جا رکی۔ جس میں سے ایک نوجوان تیزی سے باہر نکل رہا تھا۔ کار کے انجن چلنے کی آواز آ رہی تھی۔ لیڈی ایگلز چند لمحے کار کو دیکھتی رہی۔ اور پھر وہ پچھلی نشست پر بیٹھ گئی ـــــ دوسری کار میں سے نکلنے والا نوجوان کار چھوڑ کر انتہائی تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کی رفتار بے حد تیز تھی۔ لیڈی ایگلز کے ذہن میں ایک عجیب سی خلش پیدا ہونے لگی تھی ـــــ لیکن کوئی بات واضح طور پر سامنے نہ آ رہی تھی۔ ڈرائیور نے لیڈی ایگلز کے بیٹھتے ہی کار کا انجن سٹارٹ کیا اور پھر اسے گیئر میں ڈال دیا۔ مگر اس سے پہلے

کہ کار آگے بڑھتی۔ اچانک ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور لیڈی ایگلز کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کار سمیت ہوا میں اڑتی چلی جا رہی ہو۔ اور پھر اس کے ذہن پر تاریکی کے دبیز پردے پڑتے چلے گئے۔

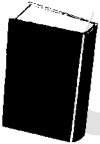

جولیا جیسے ہی طیارے کے ساتھ لگی ہوئی سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔ ایک خوبصورت اور سمارٹ سا نوجوان تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"یو۔ الیف" ـــــ نوجوان نے جولیا کے قریب آ کر دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ پی۔ یو۔ الیف" ـــــ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس نے نوجوان کی سرخ ٹائی کے درمیان سفید رنگ کی فاختہ کی تصویر دیکھ لی تھی۔

"میرے ساتھ آئیے مس" ـــــ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک طرف کھڑی ہوئی سیاہ رنگ کی کار کی طرف بڑھتی چلی گئی ـــــ جولیا ایکسٹو کی خصوصی ہدایت پر یو۔ الیف میں شامل ہونے کے لئے آئی تھی۔ اور ایکسٹو نے اسے

بتادیا تھا کہ وہاں اسے اپنی آنکھیں کھلی رکھنی ہیں کیوں کہ لیبارٹری کی تباہی کے بعد فارمولے کے لئے ہو سکتا ہے یو۔ الیف کا ہر ممبر درپردہ کوششیں کریں۔ اور اُسے ہر قیمت پر اس فارمولے کو یا تو خود حاصل کرنا ہے ——— اور یا پھر اسے یقین کی حد تک ضائع کر دینا ہے۔ اُسے یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ وہاں اس نے اکیلے ہی کام کرنا ہے۔ اور ایکسٹو کی نمائندگی کرنی ہے ——— کوئی دوسرا شخص اس کی مدد کے لئے نہیں آئے گا۔ یہی وجہ تھی کہ جولیا بے حد سنجیدہ تھی۔ جب سے وہ سیکرٹ سروس میں شامل ہوئی تھی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اس طرح تمام تر ذمہ داری براہ راست اس کے کاندھوں پر ڈال دی گئی تھی ——— ورنہ اس سے قبل ٹیم کے دوسرے ممبر یا کم از کم عمران اس کے ساتھ ضرور ہوتا تھا۔ اس نے ایکسٹو کو دبے دبے لہجے میں کہا بھی تھا کہ کم از کم عمران یا صفدر کو بھی اس کے ہمراہ بھیج دیا جائے لیکن ایکسٹو نے انکار کر دیا تھا ——— اس نے کہا تھا کہ سب کام جولیا کو اکیلے ہی کرنا پڑے گا اور اُسے یو۔ الیف میں ایکسٹو کی ساکھ قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ مشن کو بھی اس کی ہدایات کے مطابق سر انجام دینا ہو گا ——— اور پھر جب جولیا کو اس بات کا علم ہوا تھا کہ اُسے دنیا کے مشہور ترین سیکرٹ ایجنٹوں کے ساتھ کام کرنا ہو گا تو اُسے ایک عجیب سی مسرت کا احساس بھی ہوا کہ ایکسٹو نے اس پر پوری ٹیم میں سب سے زیادہ اعتماد کیا ہے۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہر قیمت پر ایکسٹو کے اعتماد پر پوری اترے گی ——— اُسے بتا دیا گیا تھا کہ طیارے سے اترتے ہی بین الاقوامی ادارہ امن کا ایک رکن اُسے خوش آمدید کہنے کے لئے موجود ہو گا ———

اور اس کی مخصوص نشانی یہی ہو گی کہ اُس نے سُرخ رنگ کی ٹائی باندھی ہوئی ہو گی۔ جس پر سفید رنگ سے فاختہ کی تصویر بنی ہو گی۔ اور وہ کوڈ یو۔ الیف کہے گا ——— اور اس کے جواب میں اُسے پی۔ یو۔ الیف کہنا ہو گا۔ جولیا کو بھی ایک بیج دیا گیا تھا۔ جس پر فاختہ کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ یہ بیج اُس کے سکرٹ پر ٹنکا ہوا تھا۔ اور شاید اسی بیج کی وجہ سے نوجوان نے اُسے پہچانا تھا۔

"کار میں بیٹھتے ہی نوجوان نے کار تیزی سے آگے بڑھائی اور اس کا رخ ایک مخصوص دروازے کی طرف تھا"۔

"آپ کا سفر بخیر گزرا مس"۔ ——— نوجوان نے ایئرپورٹ سے باہر آنے کے بعد مسکراتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔

"ظاہر ہے اگر بخیر نہ گزرتا تو میں یہاں کار میں کیسے بیٹھی ہوتی"۔ ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ——— آپ کا مزاج بے حد شگفتہ ہے۔ ویسے ایک بات پوچھوں اگر آپ ناراض نہ ہوں"۔ ——— نوجوان نے کہا۔

"اگر اس میں میری ناراضگی کا کوئی پہلو ہے تو پھر بہتر ہے پوچھو ہی نا"۔ ——— جولیا نے جواب دیا اور نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے حیرت ہے کہ آپ کتنی بے تکلف طبیعت کی مالک ہیں۔ ورنہ میں تو سمجھا تھا کہ آپ ایک مشرقی ملک سے آئی ہیں اس لئے بڑی پر تکلف گفتگو کی عادی ہوں گی"۔ ——— نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب مشرق میں بھی غیر ضروری تکلف کو پسند نہیں کیا جاتا"۔ ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے ذہن میں خیال آرہا

تھا کہ اگر اس کی جگہ عمران آیا ہوتا تو اس نوجوان کو بے تکلف گفتگو کا صحیح
آچکا ہوتا ۔

"میں پوچھنا یہ چاہ رہا تھا کہ آپ کا تعلق تو مغرب سے ہے ۔ پھر آپ نے مشرق میں مستقل رہائش کیوں رکھ لی کیا ان لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے آپ کو اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا" ——— نوجوان نے آخر کار سوال پوچھ ہی لیا ۔

"اجنبیت ——— کیسی اجنبیت ——— میری یہاں موجودگی ہی اس سوال کا جواب ہے ۔ ورنہ ایک مشرقی ملک مجھے اپنی نمائندگی کے لئے نہ بھیجتا" ——— جولیا نے جواب دیا ۔

"اوہ ——— میرا خیال یہ تھا کہ مشرقی ملک کے لوگ ذہنی طور پر پس ماندہ ہیں اس لئے وہ اتنے بڑے مشن کے لئے اپنے آپ کو اہل نہ سمجھتے ہوں گا اس لئے انہوں نے آپ کو بھیجا ہے" ——— نوجوان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا ۔

"یہاں رہ کر تم بھی کچھ سوچ سکتے ہو ورنہ اصل بات یہ ہے کہ مشرق کے لوگ ذہانت میں مغرب سے کہیں آگے ہیں" ——— جولیا نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا ۔

نوجوان بھی خاموش ہو گیا ۔ کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی اب شہر سے نکل کر مضافات کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی ۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ مین روڈ سے مڑ کر ایک بائی روڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی ۔ جولیا خاموشی سے بیٹھی ماحول کا جائزہ لے رہی تھی ۔ وہ ایک طویل عرصے بعد سوئٹزر لینڈ آئی تھی ۔ وہی سوئٹزر لینڈ جو

اس کا وطن تھا ۔ اس کا گھر تھا ۔ جہاں وہ پیدا ہوئی تھی ۔ اور جہاں اب بھی اس کے تمام رشتہ دار رہتے ہیں ۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے یہ سب کچھ اس کا دیکھا بھالا ہو ۔ جیسے وہ کسی ٹائم مشین پر سفر کر کے مستقبل سے واپس ماضی میں لوٹ آئی ہو ——— بائی روڈ پر تقریباً پندرہ منٹ دوڑنے کے بعد کار ایک خوبصورت سے فارم ہاؤس کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی ۔ یہاں کئی کاریں پہلے سے موجود تھیں ——— نوجوان نے کار ان کے درمیان روکی اور پھر نیچے اتر کر تیزی سے پچھلا دروازہ کھول دیا ۔ جولیا باہر آگئی ———

"میرے ساتھ تشریف لائیے" ——— نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔ اور جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی نوجوان کی رہنمائی میں عمارت کے اندر داخل ہوتی چلی گئی ۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد نوجوان ایک کمرے کے دروازے پر جا کر رک گیا ۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ کھلتا چلا گیا ۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے کے اندر داخل ہو گئے ——— یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا ۔ جس میں ایک میز کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی ۔ جولیا کو دیکھتے ہی وہ اٹھ کر استقبالیہ انداز میں کھڑی ہو گئی ۔

"اسے آپ اپنے کاغذات دے دیں اور مجھے اجازت" ——— نوجوان نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا ۔ اور پھر جولیا کے سر ہلانے پر وہ مڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا ۔ جولیا نے پرس میں سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایک لفافہ نکال کر اس لڑکی کے حوالے کر دیا۔ یہ لفافہ اُسے ایکسٹو نے دیا تھا۔ لڑکی نے غور سے لفافے کو دیکھا۔ اور پھر اس میں سے کاغذ نکال لیا۔

"ٹھیک ہے مس جولیانا ——— یو۔ انیغ کے باقی تمام ممبرز پہلے پہنچ چکے ہیں۔ صرف آپ کا انتظار تھا۔ آپ اس دروازہ سے اندر تشریف لے جائیں" ——— لڑکی نے ایک بند دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی دروازہ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس کے دروازے تک پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا ——— اور جولیا اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک ہال نما کمرہ تھا۔ جس میں ایک بڑی سی میز کے گرد چھ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جن میں سے پانچ پر مختلف قومیتوں کے افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ ایک کرسی خالی تھی ——— سفید سوٹ میں ملبوس ایک ادھیڑ عمر شخص دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا۔ جولیا کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ مگر جولیا نے مصافحہ کرنے کی بجائے مشرقی انداز میں سر کو جھکا کر سلام کر دیا اور ادھیڑ عمر شخص نے ندامت بھرے انداز میں ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

"مس جولیانا فٹز واٹر فرام پاکیشیا" ——— ادھیڑ عمر آدمی نے فوراً ہی بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا۔ اور ان سب نے سر جھکا کر جولیا کا استقبال کیا۔

"مجھے مرفی پادل کہتے ہیں ——— میں بین الاقوامی ادارہ کا نمائندہ ہوں ——— تشریف رکھیئے" ——— ادھیڑ عمر نے اپنا تعارف کراتے

کراتے ہوئے خالی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور جولیا سر ہلاتی ہوئی اس کرسی پر بیٹھ گئی۔

"میرا خیال ہے پہلے آپس میں تعارف ہو جائے پھر مزید بات چیت کی جائے" ——— مرفی پادل نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جولیا کے بالمقابل بیٹھی ہوئی ایک نوجوان عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ——— یہ مس کیوی ہیں ایکریمین ٹاپ سیکرٹ سروس سے ان کا تعلق ہے۔ پوری دنیا میں سب سے ذہین اور خطرناک سیکرٹ ایجنٹ سمجھی جاتی ہیں ——— ان کے ساتھ مسٹر شولنگ بیٹھے ہیں روسیاہ کے جی۔ بی کے خطرناک اور ذہین ترین ایجنٹ ——— ان کے ساتھ زولولینڈ سیکرٹ ایجنسی کے چیف سیکرٹ ایجنٹ مسٹر ڈیپام ——— ان کے ہمراہ ناگالینڈ سیکرٹ سروس کے مایہ ناز ایجنٹ رامیش سنگھ۔ اور ان کے بعد مسٹر چین پائی شوگران سیکرٹ سروس کے نمائندہ ہیں۔ اور آپ جیسا کہ میں نے ابھی تعارف کرایا ہے مس جولیانا آپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے" ——— مرفی پادل نے تفصیل کے ساتھ سب کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور سب ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیئے۔

"میں اب آپ کے سامنے مشن کی وضاحت کر دوں۔ اس کے بعد میں اجازت چاہوں گا۔ تاکہ آپ آپس میں اس مشن کا لائحہ عمل بھی طے کر لیں۔ اور اپنا لیڈر بھی چن لیں ——— بین الاقوامی ادارہ امن آپ کو ہر ممکن سہولتیں پہنچانے کا ذمہ دار ہے" ——— مرفی پادل نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سامنے والی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جس پہ دنیا کا ایک بہت بڑا تفصیلی نقشہ لٹکا ہوا تھا۔ نقشہ پر ایک جگہ سُرخ رنگ کا دائرہ بنا ہوا تھا۔

"یہ دنیا کا تفصیلی نقشہ ہے۔ اور جس جگہ سرخ رنگ کا دائرہ بنا ہوا ہے۔ یہ برفانی علاقہ راکستان ہے۔ اس راکستان کے عین درمیان میں ایک جگہ وادی نمل کہلاتی ہے ــــ وادی نمل دنیا میں سب سے خوف ناک برفانی علاقہ ہے۔ جہاں سارا سال نہ صرف برف گرتی رہتی ہے بلکہ وہاں برف کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ یہ علاقہ قطب شمالی کے نزدیک ہے ــــ وادی نمل چار سو کلومیٹر مربع میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے چاروں طرف دور دور تک آبادی نہیں ہے ــــ آج سے تقریباً چار سال قبل دنیا کے مشہور سائنس دان جن کا تعلق مختلف ملکوں سے تھا بیک وقت غائب ہو گئے۔ اور باوجود زبردست کوششوں کے ان کا پتہ نہ چل سکا ــــ لیکن دو ماہ قبل اچانک بین الاقوامی ادارہ امن کے سیکرٹری جنرل کو ایک خط ملا۔ یہ خط مشہور سائنس دان آسٹروچ کی طرف سے لکھا گیا تھا۔ جو کہ چار سال قبل غائب ہو جانے والے سائنس دانوں میں شامل تھا ــــ اس خط سے پہلی بار دنیا کو معلوم ہوا کہ وادی نمل میں کہیں ایک خفیہ زمین دوز لیبارٹری قائم کی گئی ہے۔ جس میں انتہائی ہولناک بم بنانے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ اس بم کو ایکس بم کہا جاتا ہے ــــ اور اس بم کی یہ خاصیت ہے کہ اس کے پھٹتے ہی اس کے دائرہ اثر میں موجود تمام دھاتیں چاہے وہ کسی ساخت یا حیثیت میں ہوں۔ یک لخت غائب ہو جاتی ہیں۔ آسٹروچ کسی طرح اس لیبارٹری سے فرار ہونے میں کامیاب

ہو گیا لیکن برف کے اس عظیم سمندر کو عبور کرتے وقت اُسے بے پناہ مصائب برداشت کرنی پڑیں۔ بہرحال وہ کسی نہ کسی طرح مہذب دنیا تک پہنچ گیا ــــ اور پھر اُسے صرف یہی خط لکھنے کی مہلت ملی اس کے بعد وہ ختم ہو گیا۔ اس خط میں صرف اتنا سا درج تھا کہ یہ لیبارٹری وادی نمل میں ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ تفصیلات نہ تھیں ــــ بہرحال بین الاقوامی ادارہ امن کے کہنے پر حکومت ایکریمیا نے اپنے خصوصی سیاروں کی مدد سے اس لیبارٹری کا اتا پتا معلوم کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سُود ــــ آخر کار بین الاقوامی ادارہ امن نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ دنیا بھر کے چوٹی کے سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ایک یونائیٹڈ فورس قائم کی جائے۔ جو اس وادی نمل میں جا کر نہ صرف اس لیبارٹری کا سراغ لگائے بلکہ اُسے تباہ کر دے ــــ تاکہ دنیا اس خوف ناک ترین ہتھیار سے بچ جائے۔ چنانچہ تمام دنیا کے ممالک کو اس سلسلے میں درخواستیں کی گئیں۔ لیکن صرف آپ کے ممالک نے اس مہم میں دلچسپی کا اظہار کیا اور اس کے نتیجے میں آپ یہاں موجود ہیں ــــ اب آپ لوگوں نے آپس میں اپنے لیڈر کا انتخاب کرنا ہے۔ اور مشن کے سلسلے میں مزید تفصیلات طے کرنی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ جو سامان یا سہولت چاہیں وہ آپ کو پہنچا دی جائے گی۔ لیکن بہرحال آپ نے پوری دنیا کے امن پسند عوام کی خاطر اس مشن کو سرانجام دینا ہے" ــــ مرفی پادل نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ پوری وادی نمل کو بموں سے تباہ

کر دیا جائے" ۔۔۔۔۔ اچانک رامیش سنگھ نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر رامیش ۔۔۔۔ یہ ناممکن ہے۔ اوّل تو وادی نمل میں سوائے مخصوص بموں کے اور کوئی بم نہیں پھینکا جا سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ۔۔۔۔ جن لوگوں نے لیبارٹری قائم کی ہوگی انہوں نے یقیناً اسے بم پروف بھی بنا دیا ہوگا۔ اور وہ مخصوص بم بھی سوائے برف کو پگھلانے کے اور کچھ نہیں کر سکتا" ۔۔۔۔ مرفی پادل نے جواب دیا۔

"آخر لیبارٹری کے لئے سازوسامان اور وہاں کے لوگوں کے لئے خوراک تو جاتی ہی ہوگی۔ اگر اس ذریعہ کا علم ہو جائے تو زیادہ آسانی سے لیبارٹری تک پہنچا جا سکتا ہے۔ کیا ایسی کوئی اطلاع ہے آپ کے پاس" ۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ آپ نے بے حد ذہانت بھرا سوال پوچھا ہے۔ اس سلسلے میں بھی چھان بین کی گئی تھی۔ لیکن باوجود کوشش کے اس کا سراغ نہیں مل سکا" ۔۔۔۔ مرفی پادل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مسٹر مرفی پادل ۔۔۔ ہم آپس میں تفصیلات طے کر لیتے ہیں۔ پھر آپ کو آگاہ کر دیا جائے گا" ۔۔۔۔ مس کیوی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوکے ۔۔۔ میں باہر موجود ہوں۔ آپ جب کسی نتیجے یا فیصلے پر پہنچ جائیں تو مجھے اطلاع کر دیجئے گا" ۔۔۔۔ مرفی پادل نے کہا

اور پھر وہ مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد دروازہ بند ہو گیا۔ اب کمرے میں صرف ہی چھ افراد باقی رہ گئے تھے۔

"سب سے پہلے ہمیں چیف کا انتخاب کر لینا چاہیئے۔ تاکہ منظم طریقے سے اور ایک ٹیم کی صورت میں کام ہو سکے" ۔۔۔۔ رامیش سنگھ نے کہا۔

"میں اس کے لئے شوگران کے نمائندہ مسٹر چن پائی کا نام تجویز کرتا ہوں" ۔۔۔۔ زولولینڈ کے مسٹر بیام نے کہا۔

"ایسے نہیں ۔۔۔ یہاں کوئی کسی سے کم نہیں ہے۔ اور پارٹی لیڈر بننے کا ہر شخص خواہش مند ہوگا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ پرچیاں ڈال لیں جس کا نام نکل آئے۔ وہی چیف ہوگا۔ اور سب لوگ اس کی ہدایات پر مکمل عمل کریں گے" ۔۔۔۔ مسٹر چن پائی نے کہا اور سب نے اس تجویز پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔

چنانچہ چھ پرچیوں پر باری باری سب کے نام لکھے گئے اور پھر انہیں ایک جیسا تہہ کر کے میز کے درمیان ڈال دیا گیا۔

"مس کیوی ۔۔۔ آپ ان میں سے ایک پرچی اٹھالیں" ۔۔۔۔ رامیش سنگھ نے کہا اور مس کیوی نے مسکراتے ہوئے درمیان میں سے ایک پرچی اٹھالی۔ سب لوگوں کے چہروں پر زبردست اشتیاق تھا۔ پرچی کھولی گئی تو اس پر کے۔ جی۔ بی کے نمائندہ مسٹر شولنگ کا نام درج تھا۔ اور پھر سب نے متفقہ طور پر مسٹر شولنگ کو ید۔ الیف کا چیف منتخب کر لیا۔

"آپ لوگوں کے اعتماد کا بے حد شکریہ ـــ میں کوشش کروں گا کہ آپ لوگوں کے اعتماد پر پورا اتروں۔ بہرحال یہ مشن بے حد اہم ہے اور ہمیں اس سلسلے میں پوری صلاحیتیں صرف کر دینی چاہئیں ـــ اور دوسری بات یہ کہ جو لوگ ایسی دشوار گزار جگہوں پر اتنی جدید ترین لیبارٹری قائم کر سکتے ہیں۔ ان کے ہاتھ یقیناً بے حد لمبے ہوں گے۔ اس لئے ہمیں کوئی ایسا پلان بنانا چاہیے۔ جو کہ ناقابل خطا ہو" ـــ مسٹر شولنگ نے باقاعدہ تقریر کر ڈالی۔

"میرا خیال ہے ـــ ہمیں اپنے آپ کو کسی سائنس مشن کے طور پر وہاں جانا چاہیے۔ تاکہ ایک تو ہم وہاں رہ کر اس لیبارٹری کو تلاش کر سکیں گے اور دوسری بات یہ کہ اگر مجرم ہمیں چیک بھی کریں تو انہیں یہی محسوس ہو کہ یہ واقعی سائنسی مشن ہے" ـــ مادام کیوی نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"سائنسی مشن کی بجائے ہمیں سروے مشن کے طور پر کام کرنا چاہیے کیونکہ سائنسی مشن کے لئے بے شمار سائنسی مشینیں ساتھ لے جانی پڑیں گی۔ اور اس طرح ہمارے آزادانہ کام میں رکاوٹ پڑ سکتی ہے" ـــ رامیش سنگھ نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں دو گروپوں میں کام کرنا چاہیے۔ تاکہ اگر ایک گروپ مجرموں کے ہتھے چڑھ جاتا ہے تو دوسرا گروپ اس کی امداد کر سکے" ـــ جولیا نے کہا۔

"ویری گڈ ـــ یہ اچھی تجویز ہے" ـــ مسٹر شولنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــ اس طرح ہماری طاقت بٹ جائے گی۔ اس لئے اگر ہم اکٹھے رہیں تو زیادہ بہتر ہے" ـــ مادام کیوی نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"ہمارا ٹرانسمیٹر پر ایک دوسرے سے رابطہ قائم رہے گا۔ اور اس طرح اگر مجرم کوئی کارروائی کریں گے تو پورا مشن تباہ نہیں ہوگا۔ اس لئے مس جولیانا کی تجویز بے حد مناسب ہے" ـــ مسٹر ڈیپام نے کہا اور پھر سب کی متفقہ طور پر تائید کر دینے پر مادام کیوی بھی خاموش ہو گئی۔

"چلو یہ فیصلہ تو ہو گیا کہ ہم دو گروپوں میں کام کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ مسٹر ڈیپام۔ میں اور مادام کیوی ایک گروپ میں ہو جائیں اور دوسرے گروپ میں مسٹر چن پائی۔ رامیش سنگھ اور مس جولیانا ہوں اور دوسرے گروپ کا انچارج مسٹر چن پائی کو بنا دیا جائے" ـــ مسٹر شولنگ نے رائے دیتے ہوئے کہا اور سب کی تائید پر یہ فیصلہ مکمل کر لیا گیا۔

اور پھر انہوں نے اس ساز و سامان پر غور کرنا شروع کر دیا جو انہیں وہاں کام کرنے کے لئے ضرورت ہوگا۔ چنانچہ کافی طویل بحث و مباحثے کے بعد سامان کی ایک طویل لسٹ تیار کر لی گئی اور مشن پر روانگی کے لئے دوسرے روز صبح کا وقت مقرر کر دیا گیا۔ اس طرح یہ میٹنگ آخر کار ایک نتیجے پر ختم ہوئی۔ اور شولنگ نے مرفی باول کو بلا کر لسٹ اس کے حوالے کر دی۔ اور پھر مرفی باول نے اُسی فارم میں ہی انہیں ان کے لئے مخصوص شدہ کمروں تک پہنچا دیا۔

ٹائیگر نے چونک کر میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف دیکھا۔ جس میں سے اچانک کرخت انداز میں گھنٹی بجنے کی آواز نکلنے لگی تھی۔

"یس ٹائیگر" ۔۔۔ ٹائیگر نے رسیور اٹھا کر بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس ۔۔۔ مشن کامیاب ہو گیا۔ ایگلز کلب کا کافی بڑا حصہ تباہ ہو گیا ہے۔ لیڈی ایگلز مع کار تباہ ہو چکی ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے ہارڈی کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں بے پناہ خوشی کا تاثر تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ واقعی ہی ایسا ہوا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ۔۔۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جب میں کار لے کر وہاں پہنچا تو لیڈی ایگلز کی کار پارکنگ میں موجود تھی میں نے کار اس کے ساتھ روک دی اور انجن سٹارٹ رکھا۔ لیڈی ایگلز کے ڈرائیور مارشل نے مجھ سے پوچھا کہ میں انجن کیوں نہیں بند کرتا

تو میں نے کہہ دیا کہ مجھے اپنے باس کا انتظار ہے۔ اور بیٹری ڈاؤن ہے اگر انجن بند کر دیا تو پھر دھکا لگانا پڑے گا ۔۔۔ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔ پھر کافی دیر بعد لیڈی ایگلز کلب سے نکل آئی۔ اور وہ جیسے ہی کار کے قریب پہنچی میں نے فیول بند کر دیا۔ اور اتر کر تیزی سے سڑک کی طرف چل دیا۔ میرے سامنے لیڈی ایگلز کار میں بیٹھ گئی۔ ابھی اس کی کار کا انجن ہی سٹارٹ ہوا تھا کہ ہماری کار کا انجن تیل بند ہو جانے کی وجہ سے رک گیا ۔۔۔ اور پھر الاسٹک بم پھٹ گیا۔ یہ بم اتنا خطرناک تھا کہ پارکنگ میں کھڑی ہوئی تمام کاریں تنکوں کی طرح فضا میں اڑتی چلی گئیں۔ کلب کا وہ حصہ جو پارکنگ کے نزدیک تھا۔ تباہ ہو گیا" ۔۔۔ ہارڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او۔کے ۔۔۔ اب تم واپس ہیڈ کوارٹر آ جاؤ" ۔۔۔ ٹائیگر نے اُسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ دوسرے لمحے اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی جوشن دروازے پر نمودار ہوا۔

"یس باس" ۔۔۔ جوشن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ورکنگ میٹنگ کی کیا پوزیشن ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"سب لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں" ۔۔۔ جوشن نے جواب دیا۔

"او۔کے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری میں سے ہوتا ہوا ایک لفٹ کے ذریعے عمارت کی سب سے اوپر والی منزل میں پہنچ گیا۔ یہاں ایک ہال کمرے میں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایک بڑی سی میز کے گرد نو افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی ٹائیگر ہال میں داخل ہوا۔ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ٹائیگر سر ہلاتا ہوا درمیان میں رکھی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور چند لمحے وہ غور سے ایک ایک آدمی کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ سب لوگ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"کیا خیال ہے ——— کیا ہمارے درمیان کوئی غدار تو نہیں ہے" ——— ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"غدار ——— بھلا ہم میں سے غدار کون ہو سکتا ہے" ——— ساتھ بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یا تو ہمارے درمیان کوئی غدار موجود ہے۔ یا پھر اس ہال میں ہونے والی کارروائی کو کہیں ٹیپ کیا جا رہا ہے" ——— ٹائیگر نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے کہا۔

"باس ——— دونوں باتیں ناممکن ہیں۔ آپ بے فکر رہیں" ——— سب نے متفقہ طور پر کہا۔

"اوکے ——— بہرحال جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ ٹائیگر کسی سے نہیں ڈرتا۔ آپ لوگوں کو یہاں بلانے کا مقصد یہ ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ راکستان میں برفانی وادی نمل میں ایک جدید ترین لیبارٹری موجود ہے۔ اس لیبارٹری میں دنیا کا خوفناک ترین ہتھیار ایکس بم تیار کیا جا رہا ہے۔ اور یہ ہتھیار اب تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔ اگر ہم اس بم کا فارمولا حاصل کر لیں تو دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں بڑی خوشی سے اس فارمولے کو خریدنے پر تیار ہو جائیں گی چنانچہ میں

نے اس فارمولے کو حاصل کرنے کا پروگرام بنایا ہے ——— لیکن چند گھنٹے قبل مجھے لیڈی ایگلز کی طرف سے پیغام ملا کہ وہ ایک خاص ت مجھ سے کرنا چاہتی ہے۔ میں وہاں چلا گیا تو معلوم ہوا کہ لیڈی گلز بھی اس فارمولے کو حاصل کرنا چاہتی ہے ——— اور اسے اس ت کی اطلاع مل چکی تھی کہ میں نے بھی اس فارمولے کو حاصل کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ چنانچہ اس نے مجھے معاوضہ دے کر علیحدہ رہنے کے لئے کہا۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ پھر وہاں ایک ہلکی سی جھڑپ ہوئی اور میں باہر آ گیا۔ ——— لیکن لیڈی ایگلز نے میری کار پر لاسٹک بم فائر کر دیا۔ مگر میں نے اس کا وار اس پر ہی الٹا دیا۔ ور ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس بم نے نہ صرف لیڈی ایگلز کو شکار کر لیا ہے بلکہ ایگلز کلب بھی تباہ ہو گیا ہے ——— چنانچہ اب میدان میں ہم اکیلے رہ گئے ہیں۔ اسی میٹنگ میں اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے میں تفصیلات طے کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک بہت بڑا مشن ہے۔ اس لئے ہمیں اس فارمولے کے حصول کے لئے پنی پوری صلاحیتیں استعمال کرنا ہوں گی" ——— ٹائیگر نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"واقعی بہت بڑا مشن ہے باس ——— اور خاصا فائدہ مند بھی میرا خیال ہے کہ ہم اپنی پوری ٹیم لے کر وادی نمل میں جائیں۔ اور وہاں ہمیں مشکل صرف لیبارٹری کو ٹریس کرنے میں ہو گی۔ ایک بار لیبارٹری ٹریس ہو گئی تو پھر وہاں سے فارمولا حاصل کرنا قطعاً مشکل نہ ہو گا" ——— ایک آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کو ٹریس کرنے والا مسئلہ میں نے حل کر لیا ہے۔ چار ماہ پہلے ایک سائنس دان اس لیبارٹری سے بھاگ کر یہاں آ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا ـــــ اور اتفاق سے وہ میرے ایک آدمی کے ہتھے چڑھ گیا۔ وہ بے حد زخمی تھا۔ اس لئے میرے آدمی نے کسی خزانے کے لالچ میں اس کا علاج معالجہ کرایا۔ لیکن وہ آدمی مر گیا۔ البتہ اس کے پاس کاغذات تھے۔ جن پر عجیب وغریب زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ چند روز پہلے میرے آدمی نے وہ کاغذات مجھے دیئے اور واقعات بتائے ـــــ میں نے ان کاغذات کا ترجمہ کرایا تو مجھے اس لیبارٹری اور اس کے نقشے اور محل وقوع کا علم ہو گیا۔ اور وہ لیڈی ایگلز کا جاسوس تھا۔ اس نے لیڈی ایگلز کو اس راز کے بارے میں بتا دیا۔ اس طرح وہ بھی میدان میں آ گئی۔ بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مجھے لیبارٹری کا علم ہے۔ مسئلہ صرف اس لیبارٹری میں سے وہ فارمولا حاصل کرنا ہے" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"باس ـــــ لیبارٹری کی پوزیشن کیا ہے۔ اس کی تفصیلات کیا ہیں تاکہ اس کے مطابق اس کے اندر داخل ہونے کا پروگرام بنایا جائے" ـــــ ایک آدمی نے پوچھا۔

"یہ تفصیلات میں اپنے پاس ہی رکھوں گا۔ میں نے وہاں جانے کی ایک پلاننگ کی ہے۔ اس کے لئے میں نے تفصیلات طے کر دی ہیں۔ وہ جوشن آپ تک پہنچا دے گا۔ آپ ان تفصیلات کے مطابق تیاریاں مکمل کر لیں۔ ہم کل شام کو روانہ ہو جائیں گے" ـــــ

ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"اس بار باس بے حد رازداری سے کام لے رہا ہے" ـــــ ٹائیگر کے جاتے ہی ایک آدمی نے برا سا منہ بناتے ہوئے دوسرے سے کہا۔

"چونکہ پہلے غداری ہو چکی ہے۔ اس لئے وہ محتاط ہے" ـــــ دوسرے نے جواب دیا۔ اور اسی لمحے جوشن اندر داخل ہوا۔ اور اس نے ایک فائل لا کر میز پر رکھی۔ اور پھر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اور ہال میں بیٹھے ہوئے نو افراد اس فائل پر جھک گئے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

دونوں جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں ایک عمارت کے سامنے پہنچیں اور پھر بیک وقت دونوں ہی رک گئیں۔ پہلی جیپ میں سے عمران اچھل کر اترا۔ اور عمارت کے اندر داخل ہوتا چلا گیا۔ اس نے اوور کوٹ پہن رکھا تھا۔ اور سر پر چوڑے چھجے والا ہیٹ تھا ۔۔۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کے ایک دروازے میں سے ہوتا ہوا ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے میں ایک سرخ چہرے والا نوجوان ایک موٹی سی فائل سامنے رکھے اس کے مطالعے میں مصروف تھا ۔۔۔ عمران کے قدموں کی آواز سن کر اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ اور پھر تیزی سے فائل بند کر دی ۔۔۔

"اتنی موٹی موٹی فائلیں نہ پڑھا کرو۔ نظر کمزور ہو جاتی ہے۔ اور نظر کمزور ہو جائے تو پھر خوب صورت لڑکی کا سراپا حسین نظر آنے کی بجائے بگڑا ہوا سا دکھائی دیتا ہے" ۔۔۔ عمران نے ایک کرسی گھسیٹ کر بڑے بے تکلفانہ انداز میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان اس کی بات پر بے اختیار مسکرا پڑا۔

"مشورے کا شکریہ ۔۔۔ فرمائیے میرے لائق کوئی خدمت"

نوجوان نے بغور عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس ہماری فائل پہنچ گئی ہوگی۔ سنو سرد کے متعلق" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ ہاں پہنچ گئی ہے۔ مگر آپ لوگ وہاں کیسے رہیں گے۔ وہاں تو بے شمار ٹیمیں اپنی جانیں گنوا چکی ہیں۔ انتہائی خطرناک اور دشوار گزار وادی ہے" ۔۔۔ نوجوان نے میز کی دراز سے ایک فائل نکالتے ہوئے کہا۔

"دراصل ہمیں برف میں دفن ہونے کا شوق ہے۔ سنا ہے۔ لاشیں گلتی سڑتی نہیں اور سینکڑوں سال تک ویسے کی ویسے ہی زندہ رہتی ہیں اور آپ کو علم ہے کہ جب برف پگھلے گی تو ہم گرمی پا کر دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ سینکڑوں سال بعد" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"واقعی کسی نے سچ کہا ہے کہ بہت زیادہ پڑھے لکھے آدمی کا سکریو ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ بہر حال آپ کی مرضی ۔۔۔ آپ کے اجازت نامے تیار ہیں۔ آپ وادی میں داخل ہو سکتے ہیں" ۔۔۔ نوجوان نے برا سا منہ بناتے ہوئے فائل عمران کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"جب تک عقل کا سکریو ڈھیلا نہ ہو تو عقل داڑھ نکلتی ہی نہیں ۔۔۔ اور جب تک عقل داڑھ نہ نکلے آدمی کو عقل مندوں جیسی باتیں نہیں کرنا چاہئیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فائل اٹھا کر واپس مڑ گیا۔

نوجوان اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔ البتہ اس کی نظروں

میں ہمدردی کے تاثرات تھے ۔ کیوں کہ اُسے یقین تھا کہ وادی نمل میں جانے والا زندہ واپس نہیں آتا ۔ وہاں کے خوف ناک برفیلے طوفان ہر پیش بندی کو تباہ کر ڈالتے ہیں ۔ لیکن بہر حال وہ کسی کو روک نہ سکتا تھا ۔۔۔۔ اس کے افسروں نے سروے ٹیم کو وادی نمل میں داخلے کی اجازت دے دی تھی ۔ اس لئے ظاہر ہے وہ اب انہیں نہیں روک سکتا تھا ۔ یہ اجازت کا سلسلہ حکومت پاکستان نے تھوڑے ہی عرصے پہلے سے شروع کیا تھا ۔ کیوں کہ اکثر وادی نمل میں جانے والی پارٹیاں برفیلے طوفانوں میں پھنس جاتی تھیں ۔ یا پھر ان کے پاس خوراک کے ذرائع ختم ہو جاتے تھے ۔۔۔۔ اور وہ ہلاک ہو جاتے ۔ اس لئے حکومت پاکستان نے پوری وادی کے گرد سرحدی چوکیاں قائم کر دی تھیں ۔ اور بغیر اجازت کوئی وادی نمل میں داخل نہ ہو سکتا تھا ۔۔۔۔ وادی نمل میں جانے والے کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا تھا ۔ اور پھر ہنگامی مرکز میں ان سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم رکھا جاتا ۔ ہر پارٹی اس بات کی سرکاری طور پر پابند ہوتی تھی کہ وہ ہفتے میں ایک بار ہنگامی مرکز کو اپنے متعلق تفصیلی رپورٹ دے ۔ اگر رپورٹ نہ ملتی تو ہنگامی مرکز سے امدادی ہیلی کاپٹر وہاں پہنچ جاتے اور متاثرہ لوگوں کو نکال لاتے تھے ۔۔۔۔ اسی طرح پارٹیوں کو کسی بھی وقت ہنگامی امداد کی ضرورت پڑ جاتی تو یہ امداد ہنگامی مرکز انہیں پہنچانے کا پابند ہوتا تھا ۔

عمران باہر آتے ہی اچھل کر دوبارہ جیپ میں سوار ہو گیا ۔ اور جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوزف نے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی ۔ جیپ کی پچھلی سیٹوں پر صفدر ۔ کیپٹن شکیل ۔ اور ایک نوجوان زیب بیٹھا ہوا تھا ۔ ان سب نے اوورکوٹ پہنے ہوئے تھے اور وہ سکڑے ہوئے بیٹھے تھے ۔۔۔۔ پچھلی جیپ پر چوہان ۔ صدیقی ۔ نعمانی اور تنویر سوار تھے ۔ اس جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر چوہان موجود تھا ۔

دونوں جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے شمال کی طرف جانے والی سڑک کی طرف دوڑتی چلی جا رہی تھیں ۔ جیپوں کے اوپر سامان لدا ہوا تھا ۔ جسے ترپالوں سے ڈھک دیا گیا تھا ۔

" کیا ہم انہی جیپوں کے ذریعے وادی میں داخل ہوں گے "۔۔۔۔ اچانک پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان عالم زیب نے پوچھا ۔

" نہیں ۔۔۔۔ جیپیں ہمارے ذریعے وادی میں داخل ہوں گی "۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا ۔ اور عالم زیب یوں مطمئن ہو کر سر ہلانے لگا ۔ جیسے بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو ۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ تیرنے لگی ۔

" ارے یہ تو ایک بات ہوئی ۔ چاہے ہم جیپوں کے ذریعے جائیں یا جیپیں ہمارے ذریعے "۔۔۔۔ عالم زیب نے چونکتے ہوئے کہا ۔ اس کے ذہن میں بات اب واضح ہوئی تھی ۔

" چلو اگر اس طرح اعتراض ہے تو ہم دونوں ایک دوسرے کے ذریعے چلے جائیں گے "۔۔۔۔ عمران نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا ۔

" ہاں تب ٹھیک ہے "۔۔۔۔ عالم زیب نے ایک بار پھر مطمئن ہو کر سر ہلا دیا ۔

" عمران صاحب ۔۔۔۔ اس قدر برف میں یہ جیپیں کیسے چلیں

گی "۔ —— کیپٹن شکیل نے اچانک پوچھا۔

"یہی تو میں سوچ رہا تھا۔ اگر جیپوں کا پٹرول برف بن گیا تو کیا ہو گا" —— عالم زیب فوراً بول پڑا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"تو ہم برف کو پٹرول بنا لیں گے۔ ہمارے پاس چولھے تو ہیں" —— عمران نے عالم زیب کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"واقعی اس بات کی طرف تو میرا خیال گیا ہی نہ تھا" —— عالم زیب نے ایک بار پھر زور زور سے سر ہلانا شروع کر دیا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر اس بار بے اختیار ہنس پڑے۔ اور عالم زیب نے یوں حیران ہو کر ان دونوں کی طرف دیکھا جیسے اُسے ان دونوں کی دماغی صحت پر شک ہو گیا ہو۔

"باس —— برف میں کتنے دن رہنا ہے" —— چند لمحوں بعد جوزف بولا۔

"ماشاء اللہ —— اب تمہاری باری آ گئی۔ ہو سکتا ہے ساری عمر ہی رہنا پڑے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری عمر ہی ختم ہو جائے لیکن ہمیں پھر بھی رہنا پڑے" —— عمران آج بڑے فلسفانہ موڈ میں دکھائی دیتا تھا۔

"لیکن باس —— ہمارے پاس بوتلوں کا ذخیرہ تو بہت کم ہے۔ میرے خیال میں صرف دو کریٹ ہیں" —— جوزف کے لہجے میں پریشانی تھی۔

"تو کیا ہوا —— تم سال میں ایک بوتل پی لینا۔ امید ہے ساری

عمر یہی دو کریٹ ہی کافی رہیں گے" —— عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"ارے باس —— کیا کہہ رہے ہو —— سال میں ایک بوتل" جوزف نے اچانک پوری قوت سے بریک دبا دیئے۔ اور جیپ کے چاروں پہیے بُری طرح چیخیں مارتے ہوئے سڑک سے چمٹ گئے۔

"ارے تم چلو تو سہی —— چھ ماہ میں ایک پی لینا" —— عمران نے کہا اور جوزف نے سر ہلاتے ہوئے جیپ آگے بڑھا دی۔

"یہ کن بوتلوں کی بات ہو رہی ہے" —— عالم زیب جو اب تک خاموش بیٹھا تھا۔ آخر بول پڑا۔

"زہر کی بوتلیں ہیں" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"زہر کی بوتلیں —— ارے باپ رے۔ یہ صاحب زہر پیتے ہیں۔ پھر زندہ کیسے ہیں" —— عالم زیب نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا —— تو تمہیں یہ زندہ نظر آ رہے ہیں۔ نہیں مسٹر عالم زیب۔ انہیں تو مرے ہوئے دس صدیاں گزر چکی ہیں۔ یہ تو صرف ہماری محبت کی خاطر چل پھر لیتے ہیں بول لیتے ہیں۔ اور اپنی موت کو قائم رکھنے کے لئے زہر کی بوتلیں پی لیتے ہیں" —— عمران نے عالم زیب کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— تو کیا یہ بھوت ہیں" —— عالم زیب نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے جوزف کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور لاشعوری طور پر پیچھے

کی طرف سمٹتا جا رہا تھا۔

"نہیں نہیں ——— بھوت نہیں ہیں۔ روح ہیں ——— بس کپڑے پہن کر بیٹھے ہوئے ہیں" ——— عمران پوری طرح عالم زیب کو ڈرانے کے موڈ میں تھا۔

"رو کو روح صاحب ——— جیپ روکو ——— مجھے یہیں اتار دو۔ میں اس مشن پر نہیں جا سکتا۔ میں واپس جاؤں گا" ——— عالم زیب نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ تم کس پاگل کو پکڑ لائے ہو باس" ——— جوزف نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ——— یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ عالم زیب صاحب کی شان میں گستاخی کر رہے ہو۔ یہ دنیا کے مانے ہوئے سرویئر ہیں۔ انہوں نے زمین کے سروے پر بے شمار کتابیں لکھی ہیں بین الاقوامی کانفرنسوں میں انہیں مقالے پڑھنے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ اور تم انہیں پاگل کہہ رہے ہو۔ فوراً معافی مانگو ان سے" ——— عمران نے غصیلے لہجے میں جوزف کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"میں کیوں معافی مانگوں ——— یہ منہ کالے پڑھتے ہوں یا منہ نیلے مجھے کیا" ——— جوزف نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اے مسٹر ڈرائیور ——— اپنا تلفظ ٹھیک کر لو۔ منہ کالے نہیں مقالے" ——— عالم زیب نے فوراً ہی جوزف کی تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

"او عالم غیب ——— میرا نام جوزف ہے آئندہ مجھے ڈرائیور کہا

منہ کے بل زمین پر پٹخ دوں گا پھر پڑے سروے کرتے رہنا زمین کا" ———
زف نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ——— تم نے لڑنا شروع کر دیا۔ مسٹر عالم زیب جوزف
ے منہ نہ لگو۔ یہ جب تک بوتل نہ پی لے۔ انسان نہیں رہتا" ———
ران نے مڑ کر عالم زیب کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور عالم زیب
نہ بنا کر خاموش ہو رہا۔

تھوڑی دیر بعد دور سے ایک چھوٹی سی عمارت عین سڑک کے
پر بنی ہوئی نظر آنے لگی۔ سڑک کا اختتام اس عمارت کے دروازے
ہوتا تھا۔ اور پھر جوزف نے جیپ عمارت کے دروازے پر جا کر روک
ی۔ چوہان وغیرہ کی جیپ بھی پیچھے آ کر رک گئی۔ دونوں جیپوں کے
کتے ہی عمارت کا دروازہ کھلا اور ایک باوردی آدمی باہر نکل آیا۔ اس
ے کاندھے سے سٹین گن لٹک رہی تھی۔ عمران جیپ سے نیچے اترا اور تیزی
ے اس آدمی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے ہاتھ میں وہی فائل پکڑی ہوئی
ی جس میں وادی میں داخل ہونے کے اجازت نامے موجود تھے۔

"تمہارا انچارج ہے" ——— عمران نے اس سپاہی سے پوچھا۔

"جی ہاں ——— اندر دفتر میں چلے جائیے" ——— سپاہی نے مؤدبانہ
جے میں جواب دیا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اندر داخل ہو گیا۔ ایک
ے سے کمرے میں ایک ادھیڑ عمر آدمی ایک میز کے پیچھے بیٹھا ہوا
ما۔ اس کے دونوں اطراف میں بڑے بڑے ہیٹر جل رہے تھے۔
ن کی وجہ سے کمرہ خاصا گرم محسوس ہو رہا تھا۔

"آئیے سر ——— مجھے آپ کی آمد کی اطلاع مل گئی ہے" ———

اُدھیڑ عمر نے اٹھ کر عمران کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ـــــ یہ لیجئے اجازت نامے"۔ ـــــ عمران نے فائل اس آدمی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"آٹھ آدمی"۔ ـــــ انچارج نے فائل کھول کر اجازت نامے چیک کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ـــــ ہم آٹھ آدمی ہیں"۔ ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ محسوس نہ کریں تو کیا مجھے بتا سکتے ہیں کہ آپ وادی نمل میں کس چیز کا سروے کرنے جا رہے ہیں"۔ ـــــ انچارج نے پوچھا

"ہاں ہاں ـــــ کیوں نہیں ـــــ دراصل ہمارا مشن پوری انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے ہے۔ ہم دراصل اس بات کا سروے کرنے جا رہے ہیں۔ کہ کیا برف سے ڈھکی ہوئی وادی میں مرغیاں پالی جا سکتی ہیں یا نہیں"۔ ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ـــــ مرغیاں اور برف میں"۔ ـــــ انچارج کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

"جی ہاں ـــــ دراصل پوری دنیا میں غذا کی آہستہ آہستہ شدید کمی واقع ہوتی جا رہی ہے۔ اس لئے ہم نے پروگرام بنایا ہے کہ ان علاقوں میں جہاں کوئی پیداوار نہیں ہوتی۔ مرغیاں پالی جائیں۔ تاکہ غذا کی کمی پر قابو پایا جا سکے"۔ ـــــ عمران کا لہجہ پہلے سے زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"اوہ ـــــ آپ مذاق کر رہے ہیں۔ بہرحال ہو سکتا ہے یہ کوئی

سرکاری راز ہو۔ اس لئے آپ نہ بتانا چاہتے ہوں۔ بہرحال آپ جا سکتے ہیں۔ ہمارے ہنگامی مرکز کی فریکوئنسی تو آپ کو بتا دی گئی ہے۔ اس لئے کسی بھی وقت ایمرجنسی کی صورت میں آپ مرکز کو امداد کے لئے کال کر سکتے ہیں"۔ انچارج نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے وہی سپاہی دروازے پر نمودار ہوا۔

"راکم ـــــ پھاٹک کھول کر انہیں وادی میں جانے دو" ـــــ انچارج نے سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" ـــــ سپاہی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے بیلٹ کے ساتھ بندھی ہوئی زنجیر کے سرے پر موجود چابی سے پھاٹک کا دروازہ کھولا۔ اور پھر دھکیل کر پھاٹک کھول دیا۔ اتنی دیر میں عمران واپس جیپ میں آ کر بیٹھ چکا تھا۔ اور پھر پھاٹک کھلتے ہی جیپیں تیزی سے دوڑتی ہوئی پھاٹک کراس کر گئیں۔ سڑک آگے دور تک سیدھی چلی گئی تھی۔ اور سڑک کے اختتام پر گہری دھند سی نظر آ رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے سڑک دھند میں غائب ہو گئی ہو۔

پھاٹک کراس کرنے کے بعد جیپیں تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں اس دھند کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ سردی کی شدت میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اور ابھی پھاٹک کراس کئے ہوئے انہیں آدھا گھنٹہ ہوا تھا کہ ان کے جسم بُری طرح کپکپانے لگ گئے۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کی ہڈیاں بھی بجنے لگ گئی ہوں۔

"باس بوتل" ۔۔۔ جوزف نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔ شروع ہو جاؤ" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جوزف نے جلدی سے اوور کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑی سی بوتل نکالی اور دوسرے لمحے اس نے اس کا ڈھکن دانتوں سے کھول کر اسے منہ سے لگا لیا۔ بوتل میں بھری ہوئی تیز شراب تیزی سے اس کے حلق میں اترتی چلی گئی۔ اور جوزف نے اس وقت بوتل ایک طرف ہٹائی۔ جب وہ بالکل خالی ہو گئی۔ اس کے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا تھا۔ اور اب وہ بڑے مزے سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

"یہ تو سردی بڑھتی جا رہی ہے" ۔۔۔ عالم زیب نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تھوڑی دیر بعد ہم پڑاؤ ڈالیں گے۔ بہرحال اب چونکہ ہم نے برف میں رہنا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے جسموں کو سردی کا عادی بنانا پڑے گا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور عالم زیب خاموش ہو گیا۔

تقریباً دو گھنٹوں تک مسلسل سفر کرنے کے بعد اچانک سڑک ختم ہو گئی ۔۔۔ یہاں سے ڈھلان شروع ہو گئی تھی اور نیچے ایک وسیع و عریض وادی تھی۔ جس کے اختتام تک نظریں نہ پہنچ رہی تھیں۔ ہر طرف برف ہی برف تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے برف کا وسیع و عریض سمندر ان کے سامنے ٹھاٹھیں مار رہا ہو۔

عمران نے جیپیں روکنے کا اشارہ کیا اور پھر اس کے اشارے پر وہ سب لوگ نیچے اتر آئے۔

"یہیں خیمے لگا لو۔ یہ ہمارا پہلا پڑاؤ ہوگا۔ کل ہم وادی میں داخل ہوں

گے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر سب لوگوں نے جیپوں کے اوپر لدا ہوا سامان اتارنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد دو بڑے بڑے خیمے نصب کر دیئے گئے۔ یہ خیمے خصوصی ساخت کے تھے اور ان میں ہوا داخل نہ ہو سکتی تھی۔ البتہ تازہ ہوا کے لئے خیمے کی چھتوں پر باریک باریک سوراخ بنے ہوئے تھے۔ بقیہ سامان خیموں کے اندر رکھ دیا گیا ۔۔۔ اور انہوں نے تھیلے نما بستر کھول کر نیچے بچھائے۔ بند ڈبوں میں موجود غذا نکال کر سب نے کھانی شروع کر دی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ہوا بند تھیلے نما بستروں میں گھس گئے۔ گردن کے پاس تھیلے کی ڈوریاں باندھ دی گئیں اور سروں پر مخصوص قسم کے کنٹوپ پہن لئے گئے ۔۔۔ چونکہ وہ مسلسل سفر کرتے چلے آ رہے تھے۔ اس لئے فوراً ہی سو گئے۔ اور چند لمحوں بعد خیموں میں سکوت سا چھا گیا۔ صرف عمران کے خراٹے ایک خیمے میں گونج رہے تھے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

لیڈی ایگلز کو ہوش آیا تو اُس نے اپنے آپ کو ایک ہسپتال نما کمرے میں پڑا ہوا پایا۔ وہ چند لمحے لاشعوری کے عالم میں پڑی چھت کو تکتی رہی پھر آہستہ آہستہ گزشتہ واقعات کی تصاویر کسی فلم کی طرح اس کے ذہن کے پردوں پر ابھرتے چلے آئے ـــــ اور اُسے یاد آگیا کہ وہ ایگلز کلب سے نکل کر اپنی کار میں بیٹھ رہی تھی اور اس نے قریب موجود کار میں سے ایک نوجوان کو نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھا تھا ـــــ اور اس کے ساتھ ہی اُسے یہ بھی خیال آگیا کہ جس کار سے نوجوان نکلا تھا اس کا انجن چل رہا تھا اور پھر وہ کار میں بیٹھی ہی تھی کہ اچانک ایک خوف ناک دھماکہ ہوا تھا۔ اور اس کے ذہن میں آخری احساس یہی باقی رہ گیا تھا۔ کہ اس کی کار فضا میں کسی تنکے کی طرح اڑتی چلی جا رہی تھی ـــــ اور اس کے بعد اس کی آنکھ اس ہسپتال نما کمرے میں کھلی۔

اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اور دوسرے لمحے وہ پہچان گئی کہ کمرہ اس کے اپنے ہیڈ کوارٹر کا تھا۔ ہیڈ کوارٹر میں اُس نے ایک کمرہ ایمرجنسی کے لئے تیار کرایا ہوا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی

رہی تھی کہ اس قدر خوف ناک دھماکے کے بعد وہ زندہ کیسے بچ گئی ... اس کے جسم پر کہاں کہاں ضربات آئی ہیں ـــــ کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نرس ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ ٹرالی پر مختلف ادویات کی شیشیاں اور انجکشن لگنے کا سامان موجود تھا ـــــ

"اوہ میڈم ـــــ آپ کو ہوش آگیا۔ مبارک باد قبول کیجئے"ـــــ نرس نے لیڈی ایگلز کو ہوش میں دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ـــــ میں کتنی دیر بے ہوش رہی ہوں" ـــــ لیڈی ایگلز نے پوچھا۔

"میڈم ـــــ آپ کو بے ہوش ہوئے بارہ گھنٹے گزر چکے ہیں لیکن ڈاکٹر مطمئن تھے کہ آپ صحیح وقت پر ہوش میں آجائیں گی" ـــــ نرس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ بارہ گھنٹے خاصا طویل عرصہ ہے۔ بہرحال ڈاکٹر کو بلاؤ۔ اور سنو ـــ جسٹن اگر ہو تو اُسے بھی بلا لو" ـــــ لیڈی ایگلز نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"یس میڈم ـــــ میں پہلے یہ انجکشن لگا لوں پھر بلا لاتی ہوں۔ انجکشن کا ٹائم ہو گیا ہے" ـــــ نرس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور لیڈی کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے انجکشن تیار کیا اور پھر لیڈی کے دائیں بازو پر اُسے بڑے آرام سے انجکشن لگا دیا۔ انجکشن لگانے کے بعد اُس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا ہوا چارٹ اٹھا کر اس پر اندراج کیا۔ اور ٹرالی دھکیلتی ہوئی تیزی سے واپس چلی گئی۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ہی دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک ادھیڑ عمر

ڈاکٹر اپنے مخصوص لباس میں ملبوس تیزی سے اندر آیا۔

"آپ کو ہوش آ گیا میڈم ——— میری طرف سے مبارک باد قبول فرمائیے"۔ ——— ڈاکٹر نے بستر کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ڈاکٹر ——— پہلے تو یہ بتائیے کہ مجھے کہاں کہاں چوٹیں آئی ہیں۔ اور ان کی کیا پوزیشن ہے۔ کیوں کہ میں نے جلد ہی ایک اہم ترین مشن پر جانا ہے"۔ اس لئے مجھے صحیح رپورٹ چاہیئے"۔ ——— لیڈی ایگلز نے پوچھا۔

"میڈم ——— آپ کو معمولی چوٹیں آئی ہیں کوئی فریکچر نہیں ہوا صرف سر کو چوٹ آئی تھی۔ جس کی وجہ سے آپ بے ہوش ہو گئی تھیں۔ لیکن وہ بھی اتنی خطرناک نہیں تھی۔ لیکن چوں کہ آپ کو آرام کی شدید ضرورت تھی۔ اس لئے میں نے انجکشن لگا دیا تھا۔ تاکہ آپ کم از کم دس گھنٹے تک اطمینان سے سوئی رہیں۔ ویسے خراشیں ضرور آئی ہیں انہیں بنڈیج کر دیا گیا ہے"۔ ——— ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"اوہ ——— ویری گڈ ——— پھر تو واقعی کمال ہو گیا۔ ورنہ بے ہوش ہوتے وقت میرے ذہن پر جو تاثر ابھرا تھا۔ اس لحاظ سے تو میرا زندہ بچ جانا ہی مشکل تھا"۔ ——— لیڈی ایگلز نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ اور پیر ہلا کر دیکھے۔ اور پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ وہ واقعی بالکل ٹھیک ٹھاک تھی۔ البتہ ایک ہاتھ اور پنڈلی پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"ہیلو میڈم"۔ ——— اچانک کمرے میں ایک نوجوان مسکراتا ہوا داخل ہوا۔

"ہیلو جسٹن"۔ ——— لیڈی ایگلز نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"ابھی آپ کچھ دن آرام کر لیجئے"۔ ——— ڈاکٹر نے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر ——— آرام کا وقت نہیں ہے شکریہ ——— آؤ جسٹن"۔ لیڈی ایگلز نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر آ گئی۔ جسٹن اور ڈاکٹر اس کے پیچھے تھے۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوئی ——— اس میں دیواروں کے ساتھ مختلف مشینیں نصب تھیں۔ درمیان میں ایک میز اور اس کے گرد چند کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ لیڈی ایگلز میز کے پیچھے رکھی ہوئی بڑی سی ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"بیٹھو"۔ ——— لیڈی ایگلز نے میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جسٹن سے کہا اور جسٹن کرسی پر بیٹھ گیا۔

"پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ یہ کیا حادثہ ہوا۔ اور میں بچ کس طرح گئی"۔ ——— لیڈی ایگلز نے پوچھا۔

"میڈم ——— آپ کی کار کے قریب موجود کار میں الاسٹک بم رکھا ہوا تھا۔ وہ کار کے پچھلے بمپر سے چمٹا ہوا تھا۔ اور جلتی کار میں شاید اُسے لگایا گیا تھا۔ اس لئے جیسے ہی کار کا انجن رکا وہ بم پھٹ گیا۔ بم کے پھٹنے سے پارکنگ میں کھڑی ہوئی تمام کاریں تباہ ہو گئیں۔ ——— کلب کا وہ حصہ جو پارکنگ کے نزدیک تھا وہ بھی تباہ ہو گیا۔ پانچ آدمی ہلاک اور بارہ زخمی ہوئے۔ آپ کی کار چوں کہ سپیشل ساخت کی تھی۔ اور بم پروف تھی ——— اور اس کے اندر حادثے سے محفوظ رکھنے کے لئے ہر طرف دبیز ربڑ لگایا گیا تھا۔ اس لئے آپ کی کار مکمل طور پر تباہ

نہ ہوئی تھی بلکہ اڑ کر کلب کی دیوار سے جا ٹکرائی۔ لیکن دبیز ربڑ کی وجہ سے آپ شدید چوٹوں سے محفوظ رہ گئیں ——— اگر آپ کار کے اندر رہنے کی بجائے باہر ہوتیں تو پھر نتیجہ اس سے مختلف ہوتا۔ حادثہ ہوتے ہی سب سے پہلے آپ کو کار سے باہر نکالا گیا۔ اور یہاں ہسپتال میں لایا گیا۔ اس کے بعد میں نے حادثے کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ جس کار میں بم پھٹا تھا وہ ٹائیگر گینگ کی ملکیت تھی اور ایسا باقاعدہ سازش کے تحت ہوا ہے ——— چنانچہ آپ کا انتقام لینے کے لئے میں نے ٹائیگر گینگ کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے کا پلان بنا لیا۔ لیکن بعد میں مجھے پتہ چلا کہ ٹائیگر مع اپنے دس مخصوص آدمیوں کے چند لمحے پہلے ملک سے باہر پرواز کر گیا ہے ——— اس کی منزل سوئٹزر لینڈ تھی۔ میں نے وہاں کے ایجنٹ کو ہوشیار رہنے کے لئے کہہ دیا ہے۔ ابھی تک اس سے رپورٹ نہیں ملی۔" ——— جسٹن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

جسٹن کے تفصیلات بتلانے کے دوران ہی لیڈی ایگلز کے ذہن میں نمبر تھرٹی کی رپورٹ ابھر آئی تھی کہ ٹائیگر نے ہیڈ کوارٹر پہنچ کر ہارڈی کے حوالے کار کر دی تھی اور ہارڈی وہ کار لے کر کہیں گیا تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ جو نوجوان اس کے کار کے قریب پہنچتے ہی اتر کر کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بھاگا تھا وہی ہارڈی ہوگا اور یہ کار ٹائیگر کی تھی ——— وہ شاید کار پہچان لیتی لیکن جب ٹائیگر آیا تھا اس وقت چونکہ شدید دھند تھی اس لئے وہ کار کا صرف ہیولا ہی دیکھ سکی تھی۔ چنانچہ ٹائیگر نے اس کا وار اسی کی طرف لوٹا دیا تھا ——— اور اس کا وار خاصا کامیاب رہا تھا۔ اگر اس کی کار مخصوص ساخت کی نہ ہوتی یا پھر وہ

چند لمحے پہلے کار کے اندر نہ بیٹھ گئی ہوتی تو پھر ٹائیگر یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہوتا۔

"اگر آپ کہیں تو میں سوئٹزر لینڈ کے نمائندے سے رپورٹ طلب کرلوں کہ ٹائیگر وہاں کیوں گیا ہے۔" ——— جسٹن نے لیڈی ایگلز کو خاموش دیکھ کر کہا۔

"نہیں ——— اس کی ضرورت نہیں ہے ——— مجھے معلوم ہے کہ وہ وہاں گیا ہے۔" ——— لیڈی ایگلز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہے۔" ——— جسٹن نے حیران ہوتے ہوتے پوچھا۔

"وہ وادی نمل میں گیا ہے تاکہ خفیہ لیبارٹری تباہ کر کے وہاں سے گیس بم کا فارمولا حاصل کر سکے۔ اور اس کا یہاں سے سوئٹزر لینڈ جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آتش برگ کی طرف سے وادی نمل میں داخل ہونا چاہتا ہے۔" ——— لیڈی ایگلز نے جواب دیا۔

"اوہ ——— لیکن وہ اتنی بڑی وادی میں سے خفیہ لیبارٹری کا سراغ کیسے لگائے گا۔" ——— جسٹن نے کہا۔

"وہ بے حد ذہین اور ہوشیار آدمی ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ بہر حال ہمیں فوراً وادی نمل پہنچنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں بیٹھے سوچتے رہ جائیں اور وہ ہاتھ مار جائے۔" ——— لیڈی ایگلز نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"جیسے آپ حکم کریں۔" ——— جسٹن نے جواب دیا۔

"او کے ——— تم اپنے علاوہ آٹھ آدمی ڈیتھ سیکشن سے چن لو۔

اور برفانی علاقے میں رہنے کے لئے تمام سازوسامان بھی مہیا کرلو۔ ہمیں کل صبح ہیلی کاپٹر کے ذریعے وادی میں پہنچ جانا چاہیئے "———— لیڈی ایگزنے کہا۔

" ٹھیک ہے مادام ——— میں سب انتظام کرلوں گا "———— جسٹن نے جواب دیا۔

" اوکے ——— ٹرانسمیٹر پر مسٹر ایکس کی فریکونسی ملاؤ۔ میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں "——— لیڈی ایگزنے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

جسٹن نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر تیزی سے شمالی دیوار کے ساتھ نصب ایک بڑی سی مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے مشین کا ایک بٹن دبایا۔ اور پھر اس پر لگی ہوئی ایک ناب کو دائیں بائیں گھمانا شروع کردیا ——— چند لمحوں بعد اس نے ایک اور بٹن آن کیا تو مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اور اس میں سے ہلکی ہلکی گونج اٹھنے لگی۔

" ہیلو ——— مسٹر ایکس ——— جسٹن فرام ہیڈ کوارٹر کالنگ یو اوور" جسٹن نے ایک بٹن کو آن کرتے ہوئے کہا۔

" یس ایکس سپیکنگ اوور" ——— چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایکس کی کرخت آواز سنائی دی۔

" لیڈی ایگزسے بات کرو اوور" ——— جسٹن نے کہا اور خود ایک طرف ہٹ گیا۔

" یس میڈم اوور" ——— مسٹر ایکس کا لہجہ قدرے مؤدبانہ

ہوگیا۔

" یو۔ الیف کے بارے میں کیا رپورٹ ہے اوور" ——— لیڈی ایگزنے کرسی پر بیٹھے بیٹھے سوال کرتے ہوئے کہا۔

" میڈم ——— یو۔ الیف کے تمام ممبران اکٹھے ہوگئے ہیں۔ انہوں نے کے۔ جی۔ بی کے مسٹر شولنگ کو اپنا لیڈر چن لیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی دو گروپ بن گئے ہیں۔ ایک گروپ میں مادام کیوی۔ زولولینڈ کے مسٹر ڈیپام اور کے۔ جی۔ بی کے مسٹر شولنگ ہوں گے۔ جب کہ دوسرے گروپ میں شوگران کے چن بائی بطور گروپ لیڈر ناگالینڈ کے رامیش سنگھ اور پاکیشیا کی جولیانا شامل ہے۔ یہ دونوں گروپ مختلف ہیلی کاپٹروں کے ذریعے اب سے دو گھنٹے بعد وادی نمل کی طرف پرواز کرجائیں گے اوور" ——— مسٹر ایکس نے تفصیل کے ساتھ رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن وہ وہاں لیبارٹری کا سراغ کیسے لگائیں گے۔ اس سلسلے میں کوئی بات ہوئی اوور" ——— لیڈی ایگزنے پوچھا۔

" جی ہاں ——— مادام کیوی نے بتایا ہے کہ فی الحال یہ طے ہوا ہے کہ وہ اپنے ساتھ طاقتور بم لے جائیں گے ——— اور ان بموں کو مختلف جگہوں پر پھینکیں گے۔ ظاہر ہے لیبارٹری والے خطرہ محسوس کرتے ہوئے انہیں پکڑنے یا مارنے کے لئے آئیں گے تو پھر وہ ان میں سے کسی آدمی کو پکڑ کر اس پر تشدد کرکے اس کے ذریعے لیبارٹری تک پہنچ جائیں گے۔ اور لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے وہ ٹائم بم اپنے ساتھ لے جارہے ہیں اوور" ——— مسٹر ایکس نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ واقعی خاصا ذہانت آمیز منصوبہ ہے ۔ بہرحال ٹھیک ہے ۔ میں خود وہاں کل پہنچ جاؤں گی ۔ اس کے بعد میں دیکھوں گی کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں اوور" ـــــ لیڈی ایگلز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جسٹن کو اشارہ کیا اور جسٹن نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔

"تم تیاری مکمل کرو میں ذرا آرام کر لوں" ـــــ لیڈی ایگلز نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا ۔

"یس میڈم ـــــ لیکن آپ کا پروگرام کیا ہے ۔ اس بات کا مجھے علم ہو جائے تو میں ایک لائن آف ایکشن کے تحت تفصیلات طے کر لوں" ـــــ جسٹن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"دیکھو جسٹن ـــــ اب صورت حال یہ ہے کہ ایک تو یو۔ الیف اس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتی ہے ـــــ دوسرا ٹائیگر لیبارٹری تباہ کر کے وہ فارمولا حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ اور ہمارا ابھی پروگرام یہی ہے کہ ہم وہ فارمولا حاصل کریں ـــــ ہمیں ان دونوں ٹیموں پر کئی لحاظ سے برتری حاصل ہے ۔ یو۔ الیف میں مس کیوی درپردہ ہماری نمائندہ ہے ۔ اس لئے ہم اس کے ذریعے جس وقت چاہیں یو۔ الیف کو ختم کر سکتے ہیں ۔ اب رہ گیا ٹائیگر ـــــ تو اُسے یو۔ الیف کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہیں ۔ اس لئے ظاہر ہے ۔ وہ یو۔ الیف سے ٹکرا جائے گا ۔ اور اس طرح وہ اس چکر میں الجھ جائے گا ۔ اور ہم اپنا مقصد آسانی سے حاصل کر سکیں گے" ـــــ

لیڈی ایگلز نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔

"میڈم ـــــ دراصل بات یہ ہے کہ مجھے اس سارے چکر کی ابھی تک سمجھ نہیں آئی ۔ اگر مس کیوی ہماری نمائندہ ہے ۔ تو پھر یو۔ الیف کو وادی تک جانے کی اجازت دینے کی کیا ضرورت ہے ۔ اُسے یہیں ختم کیا جا سکتا تھا ۔ اس طرح دونوں پارٹیاں راستے سے ہٹ جاتیں اور ہم براہِ راست اقدام کر کے بغیر کسی مداخلت کے اپنا مسئلہ حل کر لیتے" ـــــ جسٹن نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"دیکھو جسٹن ـــــ میں حالات کی نزاکت کو تم سے زیادہ سمجھتی ہوں ۔ بہت سے ایسے معاملات ہیں جن کا علم صرف مجھے ہی ہے ۔ اس لئے تم اپنے آپ کو اسی حد تک ہی محدود رکھو جہاں تک کے رہنے کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے ۔ اپنے حدود سے باہر آنے والوں کا حشر کچھ زیادہ اچھا نہیں ہوتا" ـــــ لیڈی ایگلز نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔

"او۔ کے میڈم ـــــ آئی۔ ایم ۔ سوری ـــــ آپ کے احکامات کی مکمل تعمیل ہو گی" ـــــ جسٹن نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا اور میڈم سر ہلاتی ہوئی تیزی سے کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی ۔

هیلی کاپٹر آہستہ آہستہ نیچے اترنا شروع ہوگیا۔ اور مسٹر شولنگ نے سب کو تیار رہنے کا حکم دے دیا۔ ہیلی کاپٹر میں یو۔ ایف کے تمام ممبران موجود تھے۔ آخری وقت میں یو۔ ایف کے لیڈر مسٹر شولنگ نے دو گروپوں والا فیصلہ منسوخ کر دیا تھا اور یہی طے ہوا تھا۔ کہ یو۔ ایف اکٹھے کام کرے گی ——— بین الاقوامی ادارہ امن کی طرف سے یہ بڑا ہیلی کاپٹر انہیں مہیا کیا گیا تھا۔ اور اس میں ان کا مطلوبہ مکمل سامان بھی موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر کو شولنگ خود چلا رہا تھا۔ انہیں سوئزر لینڈ سے پرواز کرتے ہوئے چھ گھنٹے گزر گئے تھے ——— راستے میں وہ صرف سرحدی چوکی پر اترے تھے جہاں ان کے داخلے کے اجازت نامے جمع کروائے گئے تھے اس کے بعد وہ دوبارہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہی وادی نل میں داخل ہوئے تھے ——— اور اب مسٹر شولنگ نے نیچے اترنے کا کاشن دے دیا تھا۔ چونکہ انہیں علم تھا کہ وہاں سردی بے پناہ ہے۔ اور درجۂ حرارت نقطۂ انجماد سے بیس ڈگری نیچے رہتا ہے۔ اس لئے وہاں سوائے مخصوص لباس کے کوئی آدمی زندہ رہنے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا ——— اور وہی لباس ان سب

نے سرحدی چوکی سے اڑتے ہی پہن لئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے لباس کو چیک کیا اور پھر باہر دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر عین وادی کے درمیان اتر رہا تھا اس لئے ہر طرف برف ہی برف چھائی ہوئی تھی ——— یوں لگتا تھا جیسے ہیلی کاپٹر برف کے سمندر میں اتر رہا ہو۔ اور پھر ہیلی کاپٹر کے پیڈز برف میں دھنستے چلے گئے۔ شولنگ کا خیال تھا کہ برف کی صرف اوپر والی سطح ہی نرم ہو گی۔ لیکن اس کا خیال غلط نکلا ——— ہیلی کاپٹر تیزی سے برف کے اندر دھنستا چلا گیا اور چند لمحوں بعد جب ہیلی کاپٹر کو جھٹکا لگا۔ اور وہ رکا تو انہوں نے دیکھا کہ سالم ہیلی کاپٹر ہی برف کے اندر دفن ہو گیا ہے ——— اب نہ ہی ہیلی کاپٹر کے دروازے کھل سکتے تھے اور نہ ہی وہ باہر نکل سکتے تھے۔ اور ظاہر ہے برف کے اندر انہیں زیادہ دیر تک آکسیجن بھی نہ مل سکتی تھی۔

"یہ کیا ہوا ——— یہ تو ہر طرف برف ہی برف ہے" ——— مس کیوی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— ہم غلط جگہ پر اتر گئے ہیں۔ سالم ہیلی کاپٹر برف کے اندر دفن ہو گیا ہے" ——— شولنگ نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کا انجن دوبارہ سٹارٹ کرنا چاہا لیکن انجن میں ہلکی سی گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی لیکن انجن نہ چل سکا ——— شاید ہیلی کاپٹر کے اوپر لگے ہوئے پنکھے برف میں پھنس گئے تھے۔ شولنگ نے پنکھوں کی رفتار تیز کی اور ایک بار پھر انجن چلایا ——— اس بار انجن چل پڑا۔ اور پھر ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ بلند ہوتا چلا گیا۔ کھڑکیوں سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

برف غائب ہوتی چلی گئی۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی سی ہی بلندی پر گئے تھے کہ اچانک ہیلی کاپٹر کی چھت پر کڑکڑاہٹ کی تیز آواز سنائی دی۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ پہلے تو وہ ٹیڑھا ہوا اور پھر ایک زوردار جھٹکے سے برف میں گرتا چلا گیا ——— اس بار چونکہ وہ پوری قوت سے گرا تھا، اس لئے کافی گہرائی میں جا کر رکا۔ اور مسٹر شولنگ کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔

"کیا ہوا؟" ——— رامیش سنگھ نے ہیلی کاپٹر رکتے ہی پوچھا۔

"ہیلی کاپٹر کے دو پنکھ ٹوٹ گئے ہیں اب ہیلی کاپٹر باہر نہیں نکل سکتا۔ اور ہم برف میں دفن ہو گئے ہیں" ——— شولنگ نے جواب دیا۔ اور یو۔ الیف کے ممبروں کے چہرے شولنگ کی بات سنتے ہی لٹک گئے۔ مشن کے پہلے مرحلے میں ہی ان کے لئے مسئلہ کھڑا ہو گیا تھا۔

"اب یہاں سے نکلنا تو ہے۔ میرا خیال ہے برف صاف کر کے ہم باہر نکل جائیں" ——— ڈیپام نے کہا۔

"کس طرح باہر نکل سکتے ہیں۔ برف اتنی نرم ہے کہ ہم اوپر اٹھ ہی نہیں سکتے۔ اب تو ہنگامی مرکز کو کال کرنا ہو گا۔ وہی ہمیں باہر نکال سکتا ہے" ——— شولنگ نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر جیب سے نکال کر اس پر فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر پر ایک آواز ابھری۔

"ہنگامی مرکز اوور" ——— اور آواز سنتے ہی سب ممبروں کے چہروں پر رونق لوٹ آئی۔

"ہیلو ——— ہم یو۔ الیف کے ممبران ہیلی کاپٹر سمیت برف میں دفن ہو گئے ہیں۔ ہیلی کاپٹر کے دو پنکھ ٹوٹ گئے ہیں اس لئے ہم باہر نہیں نکل سکتے۔ فوراً ہمیں باہر نکالا جائے" ——— شولنگ نے کہا۔

"اوہ ——— آپ کس جگہ اترے ہیں" ——— ہنگامی مرکز سے پوچھا گیا۔

"وادی کے عین درمیان میں اوور" ——— شولنگ نے جواب دیا۔

"او۔ کے ——— ہم دو ہیلی کاپٹر بھیج رہے ہیں۔ آپ کے پاس کاشن فائر گن ہے اوور" ——— ہنگامی مرکز سے پوچھا گیا۔

"ہاں ——— ہے اوور" ——— شولنگ نے جواب دیا۔

"آپ اسے آکسیجن پوائنٹ پر رکھ کر کاشن فائر کر دیں۔ ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہیلی کاپٹر کس جگہ دفن ہے۔ ہم آپ کو باہر نکال لیں گے۔ لیکن اس وقت جب ہم آپ کو کاشن دیں کہ ہیلی کاپٹر وادی پر پہنچ گئے ہیں اوور" ——— ہنگامی مرکز سے جواب دیا گیا۔

"ہیلی کاپٹر کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے اوور" ——— شولنگ نے پوچھا۔

"پندرہ منٹ لگیں گے۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ سکون سے بیٹھے رہیں اوور" ——— دوسری طرف سے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا گیا۔

"او۔ کے ——— ہم انتظار کر رہے ہیں اوور" ——— شولنگ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"رامیش سنگھ کاشن فائر گن سامان سے باہر نکال لیں تاکہ اس وقت نہ تلاش کرنی پڑے" ـــــ شولنگ نے قریب بیٹھے ہوئے رامیش سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر" ـــــ رامیش سنگھ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ نشستوں کے درمیان سے گزرتا ہوا پیچھے بنے ہوئے کیبن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"میرا خیال ہے ہمارا مشن ناکام ہو گیا ہے۔ ان حالات میں ہم وہ لیبارٹری کیسے تلاش کر سکتے ہیں" ـــــ مس کیوی نے کہا۔

"اتنی جلدی مس کیوی ـــــ ابھی تو پہلی رکاوٹ ہی آئی ہے۔ نجانے اور کتنے مصائب اٹھانے پڑیں" ـــــ جولیانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ مس کیوی کے برابر والی نشست پر بیٹھی تھی۔

"دراصل ہم سے بنیادی غلطی ہوئی ہے۔ ہم نے اس بات کا جائزہ ہی لینے کی کوشش نہیں کی کہ ہم ہیلی کاپٹر کو کہاں اتاریں" ـــــ شولنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس قدر برف کے اندر وہ لیبارٹری بنی کیسے۔ اور پھر وہاں رہنے والے لوگ زندہ کیسے رہتے ہوں گے۔ ظاہر ہے ان کے لئے خوراک بھی چاہیئے اور آکسیجن بھی" ـــــ جولیانا نے کہا۔

"جس طرح بھی بنی ـــ اس سے بحث نہیں۔ بہرحال لیبارٹری موجود ہے" ـــــ چن پائی نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے اس جگہ لیبارٹری کا قائم ہونا ناممکن ہے۔ اس آدمی نے بیماری کی شدت میں ہزیان بکا ہو گا یہ فارکونتک ایجنسی

خواہ مخواہ گھبرا گئی" ـــــ مس کیوی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی ـــــ سوائے اس خط کے اور تو ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں کہ کیا واقعی اس برف کے نیچے کوئی لیبارٹری بھی موجود ہے یا نہیں اور دوسری بات یہ کہ اگر لیبارٹری قائم بھی ہے تو اس کا راستہ یقیناً کسی اور جگہ سے ہو گا۔ اس نرم برف کے درمیان نہیں ہو سکتا" ـــــ رامیش سنگھ نے جواب دیا۔ جو کاشن فائر گن لے کر واپس آ چکا تھا۔

"اگر کوئی اور راستہ ہوتا تو یقیناً سرحدی چوکی پر رہنے والوں کی نظروں سے نہ چھپ سکتا" ـــــ شولنگ نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور اس کی بات کا جواب دیتا۔ ٹرانسمیٹر پر ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور شولنگ نے تیزی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ـــ ہنگامی مرکز کالنگ یو۔ الف اوور" ـــــ ایک آواز ابھری۔

"یس ـــ یو۔ الف سپیکنگ اوور" ـــــ شولنگ نے جواب دیا۔

"کاشن فائر کریں ہم وادی کے عین درمیان میں موجود ہیں اوور" دوسری طرف سے کہا گیا اور رامیش سنگھ نے اٹھ کر ہیلی کاپٹر کی چھت پر بنے ہوئے آکسیجن کے مخصوص سوراخ پر گن کا منہ رکھ کر اس کا ٹریگر دبا دیا ـــــ ٹریگر دبتے ہی ہلکی سی سرر کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ـــــ ہم نے چیک کر لیا ہے۔ ہم ہیلی کاپٹر کو باہر نکالنے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ لوگ اطمینان سے بیٹھے رہیں اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر خاموشی طاری ہوگئی۔ تقریباً پانچ منٹ بعد انہیں ہیلی کاپٹر کی چھت پر کسی کے کودنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اور وہ آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھنے لگا۔

"ہیلو ——— ہم ہیلی کاپٹر کو باہر کھینچ رہے ہیں لیکن آپ کا ہیلی کاپٹر بہت وزنی ہے ہمیں خطرہ ہے کہ کھینچنے والی تار ٹوٹ نہ جائے اوور" ——— ٹرانسمیٹر پر آواز سنائی دی۔

"آپ اسے برف سے باہر کھینچ لیں پھر ہم ہیلی کاپٹر سے باہر آسکتے ہیں اوور" ——— شولنگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— باہر آتے ہی ہم سیڑھی لٹکائیں گے آپ اس سیڑھی کے ذریعے ہمارے ہیلی کاپٹر پر آجائیں۔ تاکہ وزن کم ہو جائے اوور" ——— دوسری طرف سے شولنگ کی تائید کرتے ہوئے کہا گیا۔

ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ برف سے باہر نکلتا چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کھڑکیوں سے برف ہٹ گئی اور ارد گرد کا ماحول صاف نظر آنے لگا۔

"چلو ——— ہم باہر چلیں" ——— شولنگ نے کہا۔ اسی لمحے ایک سیڑھی انہیں ہیلی کاپٹر کے دروازے کے ساتھ لٹکتی ہوئی نظر آئی۔

"سیڑھی ہم نے لٹکا دی ہے آپ لوگ باہر آجائیں تار پر بہت دباؤ ہے اس بار اگر تار ٹوٹ گئی تو پھر آپ بہت گہرائی میں چلے

جائیں گے۔ اور پھر وہاں سے نکالنا ناممکن ہو جائے گا اوور" ——— دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

اور شولنگ نے تیزی سے دروازہ کھول دیا۔ اور پھر مس کیوی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مس کیوی آپ پہلے جائیں پھر مس جولیانا۔ اور پھر باری باری باقی ممبر سب سے آخر میں آؤں گا" ——— شولنگ نے تیز لہجے میں کہا۔

اور پھر مس کیوی دروازے سے باہر نکل کر سیڑھی پکڑ کر اس پر چڑھتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد سیڑھی دوبارہ لٹکی تو مس جولیانا اوپر چڑھ گئی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد باری باری سب اوپر چڑھتے چلے گئے۔ سب سے آخر میں شولنگ نے سیڑھی کو پکڑا۔ اور اس نے سیڑھی پکڑ کر ہیلی کاپٹر کا دروازہ بند کرنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا ——— اور وہ بڑی مشکل سے سیڑھی کو پکڑ سکا۔ ورنہ شاید وہ نیچے گر جاتا تو اس کا زندہ باہر نکلنا ناممکن ہو جاتا۔ لیکن جھٹکا لگنے سے نجانے تار کے ساتھ کیا ہوا کہ ایک زوردار کڑاکا ہوا۔ اور تار ٹوٹتی چلی گئی۔ اور دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکے سے ان کا ہیلی کاپٹر تار سے علیحدہ ہو کر برف میں دفن ہوتا چلا گیا۔ اور مسٹر شولنگ کے چہرے پر زردی سی چھا گئی ——— وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ باہر نہ نکل آتے تو ان کا اس بار بچ نکلنا مشکل ہوتا۔ بہرحال ہیلی کاپٹر تو مع سامان کے برف میں غائب ہو چکا تھا۔

"مشن ناکام ہو گیا" ——— شولنگ نے سیڑھی چڑھ کر اوپر

ہیلی کاپٹر میں پہنچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— اب تو یقیناً ناکام ہوگیا" ——— مس کیوی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اُسے مشن کی ناکامی سے بے حد خوشی ہوئی ہو۔

اور پھر ہیلی کاپٹر ان کو لے کر ہنگامی مرکز کی عمارت میں پہنچ گئے اور مسٹر شولنگ نے ٹرانسمیٹر پر بین الاقوامی ادارۂ امن کے مرفی یادل سے بات کرنے کے لئے فریکوینسی ملانی شروع کر دی۔ تاکہ اُسے مشن کی عارضی ناکامی کی رپورٹ دی جا سکے۔ اور ہنگامی مرکز والے برف میں دفن شدہ ہیلی کاپٹر کو نکالنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر میں ایسا سامان موجود تھا جسے یوں برف میں نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔ اس میں دیگر سامان کے ساتھ ساتھ انتہائی خطرناک قسم کے بم موجود تھے۔ اور انہی بموں کی وجہ سے وہ اسے باہر نکالنے کے لئے مجبور تھے۔

ایک کشتی نما لمبی سی گاڑی سڑک کے کنارے ایک درخت کی آڑ میں کھڑی تھی۔ اس کی کھڑکیوں پر لوہے کی چادریں چڑھی ہوئی تھیں۔ سامنے کے حصے پر بھی کوئی شیشہ نظر نہ آتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ آگے سے بند ہو ——— اس گاڑی کے قریب ہی ٹائیگر کمر پر ہاتھ رکھے بڑے بے چین سے انداز میں کھڑا تھا۔ جس جگہ گاڑی موجود تھی اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر سڑک کے عین درمیان میں ایک بڑی عمارت بنی ہوئی تھی۔ جس پر لوہے کا مضبوط پھاٹک تھا ——— گہری دھند کی وجہ سے یہ عمارت بس ہیولا سا ہی نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر کی تیز نظریں اس عمارت کی طرف ہی جمی ہوئی تھیں۔ وہ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے گہری دھند کا پردہ چاک کر کے اس کے پیچھے ہونے والی حرکات کو براہِ راست دیکھنا چاہتا ہو ——— لیکن دھند اتنی گہری تھی کہ دو تین فٹ کے بعد صاف طور پر کچھ بھی نہ دیکھا جا سکتا تھا۔ سامنے دھند میں بنی ہوئی عمارت دراصل دادی نل کی سرحدی چوکی تھی ——— اور ٹائیگر نے اپنے چار آدمی اس عمارت میں موجود لوگوں کو بے ہوش کرنے کے لئے بھیجے تھے۔ تاکہ وہ گاڑی سمیت ———

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وادی نمل میں داخل ہو سکے۔ سرحدی چوکی سے ہٹ کر بھی وہ کسی راستے
سے وادی نمل میں داخل ہو سکتا تھا۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ سرحدی
چوکیوں کے علاوہ درمیان میں زیرِ زمین ایک ایسی تار بچھی ہوئی تھی
کہ اگر کوئی بھی اُسے کراس کرتا تو ہنگامی مرکز میں موجود ٹیلی ویژن پر صاف
دیکھا جا سکتا تھا اور ہنگامی مرکز والے فوراً حرکت میں آجاتے تھے
اور پھر ان سے بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا تھا ——— صرف یہ سرحدی چوکیاں
ہی اس حساس ٹیلی ویژن سے بچی ہوئی تھیں اس لئے اس نے اسی چوکی
کے راستے ہی سے گزرنے کا فیصلہ کیا تھا ——— کیونکہ جب تک وہ
رپورٹ کرتے وہ وادی میں ایسی جگہ پہنچ جاتا جہاں سے اُسے تلاش
کرنا مشکل ہو جاتا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھنے کا ایک جامع پروگرام
تیار کیا ہوا تھا ——— وہ بس سرحد پار کرنے کے بعد کم از کم ایک
گھنٹے کی مہلت چاہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنے آدمیوں کو
کہہ دیا تھا کہ وہ سرحدی چوکی پر موجود محافظوں کو کم از کم دو گھنٹوں
کے لئے ضرور بے ہوش کر دیں ——— اور اب وہ گاڑی کے پاس
کھڑا انہی آدمیوں کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُسے دھند
میں سے چار انسانی ہیولے اپنی طرف لپکتے نظر آئے۔ اور وہ چونک
پڑا۔

"کام ہو گیا باس ——— پھاٹک کھول دیا گیا ہے" ———
اُن میں سے ایک نے نزدیک آتے ہوئے کہا۔
"کوئی پرابلم" ——— ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔
"نو باس ——— وہاں صرف تین افراد تھے۔ ہم نے انہیں بیہوش

کر دیا ہے وہ کم از کم چار پانچ گھنٹوں تک ہوش میں نہیں آسکتے"
اُسی آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"او۔ کے ——— بیٹھو" ——— ٹائیگر نے کہا اور وہ چاروں گاڑی
کے پچھلے حصے کی طرف بڑھتے چلے گئے ——— انہوں نے گاڑی کے
پچھلے حصے کے کونے میں ایک ابھری ہوئی جگہ کو دبایا تو پچھلا حصہ
کسی ڈھکن کی طرح اٹھتا چلا گیا اور وہ چاروں اچھل کر گاڑی کے اندر
چلے گئے ——— ان کے اندر جاتے ہی گاڑی کا وہ حصہ خود بخود
دوبارہ بند ہو گیا۔ اور پھر ٹائیگر نے بھی اُسی طرح گاڑی کی سائیڈ میں
لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو گاڑی کی سائیڈ تیزی سے ایک طرف ہٹتی
چلی گئی اور ٹائیگر اچھل کر اندر بنی ہوئی سیٹ پر بیٹھ گیا ——— گاڑی
کا دروازہ بند ہو گیا۔ اندر سے گاڑی کسی خلائی کیپسول کی طرح تھی۔
اس میں بارہ کے قریب آرام دہ کرسیاں بنی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر کے
ساتھ والی کرسی پر جوشن بیٹھا ہوا تھا اور پیچھے نو افراد موجود تھے۔
گاڑی کی چھت دوہری بنائی گئی تھی اور اوپر عجیب وغریب قسم کا
سامان بھرا ہوا تھا ——— ٹائیگر کے سامنے ایک بڑی سی ٹیلی ویژن سکرین
نصب تھی۔ جس کے نیچے ایک کافی بڑے بورڈ پر مختلف رنگوں کے
بے شمار بٹن موجود تھے۔ ٹائیگر نے یہ گاڑی صرف اس مشن کے لئے
مخصوص آرڈر پر بنوائی تھی ——— اور اُسے یقین تھا کہ اس گاڑی
کی مدد سے وہ نہ صرف برف کے نیچے موجود لیبارٹری کو ڈھونڈھ
نکالے گا بلکہ وہ فارمولا حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو جائے گا ———
اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا

اور نہ صرف گاڑی حرکت میں آگئی بلکہ سامنے موجود سکرین بھی روشن ہوگئی ——— اب سکرین پر سڑک کے سامنے موجود عمارت بالکل صاف نظر آرہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہاں دھند کا نام ونشان تک موجود نہ ہو۔ عمارت کا پھاٹک کھلا ہوا تھا ——— گاڑی کا رخ سیدھا اس پھاٹک کی طرف تھا۔ گاڑی کا سٹیرنگ موجود تھا۔ جس سے وہ گاڑی کو کنٹرول میں رکھے ہوئے تھا۔ گاڑی کی رفتار آہستہ آہستہ تیز ہوتی چلی جارہی تھی ——— اور چند لمحوں بعد گاڑی سرحدی چوکی کراس کرتے آگے جانے والی سڑک پر دوڑی چلی جارہی تھی ———

"باس ——— کیا اس وادی میں سڑکیں بھی بنی ہوئی ہیں" ——— جوشن نے پوچھا۔

"نہیں ——— سڑک صرف وادی کی ڈ[illegible] سطح تک جاتی ہے۔ اس سے آگے برف ہی برف ہے۔ اور یہ برف اتنی نرم ہے کہ اس کی سخت سطح بہت نیچے ہے ——— اسی وجہ سے کوئی آدمی اس وادی میں نہ چل سکتا ہے نہ سفر کر سکتا ہے ——— لیکن ہماری گاڑی اس نرم برف میں بھی آسانی سے چل سکتی ہے" ——— ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہی ہوا ——— تھوڑی دیر بعد سڑک برف میں غائب ہو گئی۔ ڈھلوانی کنارے تک پہنچتے ہی ٹائیگر نے گاڑی روک لی ——— اور پھر اس نے بورڈ پر لگے ہوئے دو تین بٹن بیک وقت دبائے۔ اور گاڑی یوں ہوا میں اٹھتی چلی گئی جیسے ہیلی کاپٹر زمین سے اٹھ جاتا ہے ——— لیکن یہ اونچائی بالکل معمولی سی تھی۔ اور اس کے

ساتھ ہی گاڑی برف کی وادی میں داخل ہوتی چلی گئی۔ گاڑی کے اندر ایسا سسٹم تھا کہ ذرا برابر بھی سردی کا احساس تک نہ ہو رہا تھا۔ اور پھر گاڑی جیسے ہی برف میں داخل ہوئی وہ برف کی سطح پر یوں تیرتی چلی گئی جیسے کشتی پانی کے اوپر تیرتی ہے۔ وہ سب اطمینان سے بیٹھے ہوئے سفر کرتے رہے۔

ٹائیگر نے ایک طرف پڑا ہوا ایک چھوٹا سا آلہ نکالا۔ اس آلے کے اوپر ڈائل سا بنا ہوا تھا ——— جس پر سرخ رنگ سے مختلف ہندسے بنے لکھے ہوئے تھے۔ ڈائل کے درمیان دو سوئیاں تھیں۔ ٹائیگر نے جیب سے ایک چھوٹا سا کاغذ نکالا اور اسے سامنے رکھ کر اس نے اس آلے کی سائیڈ میں لگی ہوئی ایک چھوٹی سی ناب کو دائیں طرف گھمانا شروع کر دیا ——— اس ناب کے گھومتے ہی ایک سوئی تیزی سے دائیں طرف سمٹتی چلی گئی اور پھر جب وہ ایک مخصوص نمبر پر پہنچی تو ٹائیگر نے ہاتھ روک لیا ——— اور پھر آلے کی دوسری طرف لگی ہوئی ناب کو بائیں طرف لگایا۔ اب دوسری سوئی بائیں طرف گھومتی چلی گئی اور پھر جب وہ ایک مخصوص نمبر پر پہنچی تو ٹائیگر نے آلے کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور پھر بٹنوں والے بورڈ کے نیچے بنا ہوا ایک خانہ کھول کر وہ آلہ اس میں رکھ کر خانہ بند کر دیا ——— آلہ اس خانے میں پہنچتے ہی گاڑی کا رخ خود بخود بدل گیا پہلے وہ سیدھی جارہی تھی لیکن اب شمال مشرق کی طرف گھوم گئی تھی۔ اور ٹائیگر نے سٹیرنگ سے ہاتھ اٹھا کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی ——— گاڑی اب کمپیوٹر کنٹرول ہو چکی تھی اور ٹائیگر نے

نقشے کے مطابق اس پر مخصوص جگہ فکس کر دی تھی اب گاڑی ٹھیک اس جگہ پر پہنچ کر خود بخود رک جاتی۔

"آپ لوگ تیار ہو جائیں ——— کسی بھی لمحے ہمیں باہر نکلنا پڑ سکتا ہے"۔ ٹائیگر نے پیچھے بیٹھے ہوئے افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور ان سب نے سر ہلاتے ہوئے سیٹوں کی پشت پر موجود بڑے بڑے تھیلوں سے مخصوص قسم کا لباس نکال کر پہننا شروع کر دیا۔ یہ لباس شدید ترین سردی سے بچاؤ کے لئے خصوصی طور پر تیار کیا گیا تھا۔ ٹائیگر نے بھی لباس پہن لیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ سب اس لباس میں یوں لگ رہے تھے جیسے خلائی جہاز کے مسافر ہوں۔

گاڑی خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ اچانک ایک جھٹکے سے رکی اور ذرا سی دائیں طرف مڑ کر ٹھہر گئی ——— ٹائیگر نے چونک کر سکرین پر دیکھا اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر منظر بدل گیا۔ چند لمحے سکرین پر آڑی ترچھی لکیریں سی نظر آتی رہیں اور پھر اچانک اس پر ایک نیا منظر ابھر آیا ——— سکرین پر ایک بہت بڑا بیضوی گولہ سا نظر آ رہا تھا۔ بیضوی گولہ کسی بڑی عمارت جتنا تھا۔ بس یوں لگتا تھا جیسے کسی نے مرغی کا بڑا سا انڈا برف کے درمیان رکھ دیا ہو۔

"یہ وہ لیبارٹری ہے جس کی تلاش میں ہم آئے ہیں" ——— ٹائیگر نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر باس ——— اس میں تو اندر جانے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا" ——— جوشن نے غور سے اس بیضوی گولے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ابھی آ جائے گا ——— چلو نیچے اترنے کے لئے تیار ہو جاؤ" ——— ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے گاڑی کا دروازہ کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک گاڑی ایک جھٹکے سے حرکت میں آ گئی اور پھر تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی ——— ٹائیگر نے چونک کر اس کے مختلف بٹن دبائے لیکن یوں لگتا تھا جیسے گاڑی کسی اور جگہ سے کنٹرول کی جا رہی ہو۔ وہ کسی طرح ٹائیگر کے کنٹرول میں ہی نہ آ رہی تھی۔ اس نے خانہ کھول کر وہ آلہ باہر نکال لیا لیکن گاڑی کی رفتار پر کوئی اثر نہ پڑا ——— وہ اسی طرح تیزی سے بھاگی چلی جا رہی تھی۔ اور ادھر سکرین پر بھی لیبارٹری کا منظر غائب ہو گیا تھا۔ اب وہاں بھی دوبارہ وہی برف ہی برف نظر آ رہی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے باس" ——— جوشن نے گھبرا کر پوچھا ———

"گڑبڑ ہو گئی ہے۔ گاڑی کو آؤٹ آف کنٹرول کر دیا گیا ہے ——— اور لیبارٹری کی نشاندہی کرنے والا آلہ بھی بیکار ہو گیا ہے" ——— ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ آلے کی دونوں سوئیاں ٹوٹ کر ڈائل کے اندر ہی گر چکی تھیں۔ گاڑی تقریباً آدھے گھنٹے تک اپنی مرضی سے بھاگتی چلی گئی۔ اور پھر اچانک ٹائیگر کو دور سے دو بڑے بڑے خیمے لگے ہوئے نظر آئے ——— اور وہ ان خیموں کو دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ خیمے ڈھلان کی بالکل سرحد پر لگے ہوئے تھے۔ اس ڈھلان کے بعد سڑک اور عام زمین نظر آنے لگ گئی تھی۔ اسی لمحے گاڑی کی رفتار یک دم دھیمی پڑ گئی اور اب وہ آہستہ آہستہ ان خیموں

کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی۔

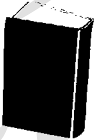

عمران کی آنکھ ایک عجیب سا شور سن کر سب سے پہلے کھلی۔ اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ اس نے انتہائی تیزی سے سلیپنگ بیگ کی ڈوریاں کھولیں اور پھر وہ بیگ سے باہر نکل آیا۔ سردی سے بچنے والا مخصوص لباس پہلے ہی اس کے جسم پر موجود تھا۔ بیگ سے باہر آتے ہی وہ تیزی سے دروازے کی طرف لپکا اور اس خیمے کے دروازے کی ڈوریاں کھولنی شروع کر دیں ——— اس کے کانوں میں آنے والی آوازیں اب خاصی تیز ہو گئی تھیں اور یوں لگتا تھا جیسے کوئی موٹر لانچ کہیں دور سے چلتی ہوئی نزدیک آتی جارہی ہو ———

اور پھر دروازے کی مخصوص ڈوریاں کھول کر عمران جیسے ہی باہر نکلا اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔ اس نے سامنے برف کے سمندر میں ایک کشتی نما عجیب سی گاڑی کو برف کے اوپر تیرتے ہوئے اپنی طرف آتے دیکھا ——— گو گاڑی ابھی کافی دور تھی لیکن اس کی رفتار بتا رہی تھی کہ وہ جلد ہی ان تک پہنچ جائے گی۔ عمران

نے منہ میں انگلی ڈال کر مخصوص انداز میں ایک زوردار سیٹی بجائی۔ یہ اپنے ساتھیوں کے لئے جاگنے کا اشارہ تھا۔ اور خود وہ اطمینان سے وہاں کھڑا اس گاڑی کو اپنی طرف آتے دیکھنے لگا ——— گاڑی کی ساخت بڑی عجیب قسم کی تھی۔ وہ ہر طرف سے بند کیپسول نما تھی اور برف کی سطح پر یوں تیرتی ہوئی آرہی تھی جیسے کشتی پانی پر چلتی ہے۔ چونکہ صبح کا اجالا پھیل چکا تھا۔ اس لئے گاڑی کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی برف سے نکل کر اوپر چڑھائی پر چڑھتی چلی آئی اور عام زمین پر آتے ہی اس کے پہیے خود بخود باہر آگئے تھے ——— گاڑی خیموں کے نزدیک آکر رک گئی۔ ادھر خیموں میں سے عمران کے ساتھی باہر نکل آئے تھے۔

گاڑی کا پچھلا دروازہ کھلا اور سردی سے بچاؤ کے مخصوص لباس پہنے ہوئے نو افراد باہر آگئے۔ ان کے ہاتھوں میں عجیب ساخت کے پستول تھے۔ گاڑی کے آگے والے حصے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اچھل کر باہر آگیا۔ اور عمران اس کی شکل دیکھتے ہی چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں دانش منزل کی مخصوص لائبریری میں پڑی ہوئی ایک فائل گھوم گئی ——— جس میں اس آدمی کا فوٹو موجود تھا۔ اور عمران کی یادداشت کے مطابق یہ آدمی ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کا سرغنہ تھا اور اسے ٹائیگر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

"کون ہو تم ——— اور یہاں کیوں موجود ہو" ——— ٹائیگر نے آگے بڑھ کر غور سے ان کی شکلیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم بین الاقوامی سروے ٹیم کے ممبر ہیں اور وادی نمل کا سروے

کرنے کے لئے آئے ہیں "۔ ـــــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"سروے ـــــ کس قسم کا سروے "۔ ـــــ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہم برف میں مچھلیوں کی پیداوار بڑھانے کے امکانات کا سروے کرنے آئے ہیں "۔ ـــــ عمران نے اسی طرح کہا اور ٹائیگر کے چہرے پر تشکوک کی پرچھائیاں لہرانے لگیں۔

"کیا تمہارے پاس شناختی کاغذات موجود ہیں "۔ ـــــ ٹائیگر نے کچھ دیر سوچنے کے بعد پوچھا۔

"ہاں ہیں ـــــ لیکن تم کون ہو اور اس عجیب گاڑی میں کہاں سے آ رہے ہو "۔ ـــــ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"تم یہ بات پوچھنے کے مجاز نہیں ہو۔ یہ میرے فرائض میں شامل ہے کہ میں وادی میں داخل ہونے والوں کو چیک کروں "۔ ـــــ ٹائیگر نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر پہلے تم اپنے شناختی کاغذات دکھاؤ "۔ ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سنو ـــــ میں تمہیں صرف دس منٹ دے سکتا ہوں کہ مجھے اپنی یہاں موجودگی کے بارے میں مطمئن کرو۔ ورنہ میں تمہارے قتل کا حکم دے دوں گا "۔ ـــــ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"یعنی اس بات پر مطمئن کر دوں کہ ہم واقعی یہاں موجود ہیں تو بھائی اپنے بازو پر چٹکی بھر کر دیکھ لو۔ اگر تکلیف محسوس ہو تو سمجھو کہ ہم واقعی

یہاں موجود ہیں۔ ورنہ نہیں "۔ ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم مذاق کر رہے ہو ـــــ تمہاری یہ جرات "۔ ـــــ ٹائیگر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو یوں اشارہ کیا جیسے وہ ان سب کو قتل کر دینے کا حکم دے رہا ہو۔ اور اس کے پیچھے موجود اس کے ساتھیوں نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے عجیب ساخت کے ریوالور سیدھے کر لئے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ٹریگر دبانے ہی والے ہوں۔

"ٹائیگر "۔ ـــــ اچانک عمران نے زور سے کہا جیسے وہ کسی کو آواز دے رہا ہو۔ اور ٹائیگر اس کے منہ سے یہ لفظ سن کر یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔ اس کا ایک ہاتھ لاشعوری طور پر اوپر اٹھ گیا۔ جیسے وہ اپنے ساتھیوں کو فائرنگ سے منع کر رہا ہو۔ اب وہ ٹکٹکی باندھے عمران کو غور سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تم مجھے کیسے جانتے ہو "۔ ـــــ ٹائیگر نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں ـــــ میں تو اپنے کتے ٹائیگر کو آواز دے رہا تھا "۔ ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر کے چہرے کے عضلات یک دم کھنچ گئے۔ آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں سی سلگ اٹھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے زخمی چیتے کی طرح عمران پر چھلانگ لگا دے گا۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا چہرہ معمول پر آتا گیا۔

کر۔ " تمہیں معلوم ہے اس شدید سردی میں کتا زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے میں تمہاری اس بکواس پر کان دھرنے کو تیار نہیں ہوں کہ تم اپنے کتے کو بلا رہے تھے" ۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

" ارے ہاں ۔۔۔ واقعی میں بھی کہوں کہ سرحدی چوکی کراس کرتے ہی میرا کتا ٹائیگر کیوں مر گیا تھا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ ایسا سردی کی وجہ سے ہوا تھا۔ بہرحال تمہارا بے حد شکریہ ۔۔۔ کہ تم نے میری الجھن دور کر دی۔ بہرحال اتنا غصہ آخر کس بات کا ہے۔ یہاں وادی نمل میں کوئی خفیہ خزانہ چھپا ہوا ہے کہ تم ہمیں دیکھتے ہی یوں اچھل پڑے ہو" ۔۔۔ عمران نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہوں ۔۔۔ تم سب لوگ ادھر ایک طرف ہٹ جاؤ۔ میرے ساتھی تمہارے خیموں کی تلاشی لیں گے اس کے بعد میں فیصلہ کروں گا کہ تم لوگ کون ہو" ۔۔۔ ٹائیگر نے کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا

" ہاں ۔۔۔ بے شک کر لو تلاشی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو ایک طرف ہٹنے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔

" خیموں کی مکمل تلاشی لی جائے اور ان کی جیبوں کی بھی" ۔۔۔ ٹائیگر نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھیوں میں سے چار افراد تیزی سے خیموں میں داخل ہو گئے۔ عمران اور اس کے دوسرے ساتھی خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

عمران اور ٹائیگر دونوں اپنی اپنی جگہوں پر سوچ میں غرق تھے

عمران نے صرف اپنا اطمینان کرنے کے لئے اس کا نام پکارا تھا اور اب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی تھی کہ ٹائیگر وہی ٹائیگر ہے۔ جس کی فائل عمران کے پاس موجود ہے۔ اور عمران سوچ رہا تھا کہ کیا ٹائیگر نے ہی وادی نمل میں وہ لیبارٹری قائم کی ہے اور اسی کی زیر نگرانی ہی وہ ایکس بم تیار ہو رہا ہے ۔۔۔ کیونکہ جس انداز میں وہ عجیب ساخت کی گاڑی پر تیرتا ہوا برف کے سمندر سے نکلا تھا۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا۔ لیکن ٹائیگر اتنا وسائل والا مجرم معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ اتنا بڑا پروجیکٹ بنا سکتا۔ اس لئے یہ بات عمران کے حلق سے نہ اتر رہی تھی۔

ادھر ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ کون ہیں اُسے یقین تھا کہ یہ شخص اُسے ذاتی طور پر جانتا ہے۔ جب کہ وہ اُسے نہ پہچانتا تھا۔ اور پھر یہ سب لوگ شکل و صورت سے ایشیائی لگ رہے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس کے ذہن میں عجیب سی الجھن پیدا ہو گئی تھی۔ اُسی لمحے ٹائیگر کے آدمی خیموں سے باہر آ گئے۔

" باس ۔۔۔ کوئی قابل ذکر چیز نہیں ہے۔ سروے کے آلات وغیرہ ہیں۔ یا عام سامان ہے" ۔۔۔ انہوں نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر انہوں نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک فائل بھی ٹائیگر کی طرف بڑھا دی۔

" اس میں ان سب کے باقاعدہ اجازت نامے موجود ہیں۔ ان اجازت ناموں کی رُو سے یہ واقعی بین الاقوامی سروے ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں" ۔۔۔ اس آدمی نے مزید کہا اور ٹائیگر نے

فائل اس کے ہاتھ سے لی اور اُسے کھول کر دیکھنا شروع کر دیا وہ چند لمحے دیکھتا رہا اور پھر اس نے فائل عمران کی طرف اچھال دی۔

"ٹھیک ہے تم سروے کرتے رہو —— لیکن یہ بتاؤ کہ تم مجھے جانتے کیسے ہو" —— ٹائیگر کے لہجے میں تجسس تھا۔

"تمہیں —— تو تمہیں میں نہیں جانتا۔ میں واقعی اپنے ٹائیگر کو پکار رہا تھا۔ مجھے خیال ہی نہ رہا تھا کہ وہ مر چکا ہے" —— عمران نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"او۔ کے —— میں یقین کر لیتا ہوں" —— ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو گاڑی میں سوار ہونے کا اشارہ کیا۔ اور اس کے ساتھی تیزی سے گاڑی کا پچھلا حصہ کھول کر گاڑی میں سوار ہو گئے۔ جب کہ ٹائیگر گاڑی کے اگلے حصے کے قریب کھڑا رہا۔ جب پچھلا حصہ بند ہو گیا تو ٹائیگر نے اگلا حصہ کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک عمران نے اُسے پکارا۔

"مسٹر ٹائیگر —— ذرا ایک منٹ" —— عمران کے لہجے میں بے پناہ معصومیت تھی جیسے اچانک اُسے کسی بات کا خیال آ گیا ہو۔ وہ تیزی سے قدم بڑھاتا ٹائیگر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"کیا بات ہے" —— ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ اس لئے مطمئن کھڑا تھا کہ اس نے عمران کے ہاتھ خالی دیکھ لیے تھے۔

"مسٹر ٹائیگر —— صرف ایک بات بتا دیجیے کہ اتنی سردی میں آپ کون سی شراب پیتے ہیں" —— عمران نے اس کے قریب پہنچ

کر اس کی طرف ذرا جھکتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ اور دوسرا لمحہ شاید ٹائیگر کی پوری زندگی کا حیرت انگیز لمحہ تھا۔ کیوں کہ اس نے جواب دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ بجلی نے عمران نے اپنے ہاتھوں کو کیا حرکت دی کہ لحیم شحیم آدمی ٹائیگر کسی گیند کی طرح ہوا میں اچھلا اور سیدھا عمران کے ساتھیوں کے سامنے جا گرا —— اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ جوزف کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور اس کا گرزنما مکہ اٹھتے ہوئے ٹائیگر کی کنپٹی پر پڑا۔ پٹاخہ چلنے جیسی آواز سنائی دی اور ٹائیگر الٹ کر دو گز دور جا گرا۔ عمران کے ساتھی تیزی سے گاڑی کے گرد پھیلتے چلے گئے —— جوزف کو شاید عمران نے رکنے کا اشارہ کر دیا تھا۔ کیوں کہ ایک ہی وار کے بعد وہ خاموش کھڑا ہو گیا تھا۔ جب کہ عمران قدم بڑھا کر ٹائیگر کے سامنے جا کھڑا ہوا —— ٹائیگر نے جوزف کا مکہ کھا کر ایک لمحہ کے لئے اپنے سر کو دائیں بائیں جھٹکا۔ لیکن پھر وہ یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے وہ بالکل تازہ دم ہو۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سیدھا کھڑا ہوتا۔ عمران نے پوری قوت سے اس کے سینے پر فلائنگ کک ماری —— مگر وہ لحیم شحیم ٹائیگر عمران کی توقع سے کہیں زیادہ پھرتیلا ثابت ہوا۔ وہ اتنی پھرتی سے اپنی جگہ سے ہٹا کہ عمران سنبھل نہ سکا اور پشت کے بل زمین پر گرتا چلا گیا —— لیکن گرنے سے پہلے اس نے اپنے جسم کو کمان کی طرح موڑ لیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پشت کی بجائے اس کے پیر پہلے زمین پر پڑے۔ اور پھر بجائے کھڑا ہونے کے اس کے جسم نے الٹی چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے اس کی دونوں ٹانگیں سیدھے

کھڑے ہونے کی کوشش میں مصروف ٹائیگر کے گرد قینچی کی طرح جم گئیں اور اس کے ساتھ ہی ہاتھوں کی مدد سے عمران نے زمین پر تیزی سے کروٹیں بدلنی شروع کر دیں ——— ٹائیگر اس کے جسم کے ساتھ ہی زمین پر بے بسی سے کروٹیں بدلتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے عمران کی دونوں ٹانگیں پکڑنی چاہیں لیکن عمران نے یک دم دوہرا ہو کر پوری قوت سے دونوں ہاتھ جوڑ کر بھرپور پنچ ٹائیگر کی ناک پر مارا ——— اور پھر اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چلتے گئے۔ تین یا چار پنچوں کے بعد ٹائیگر کا جسم ڈھیلا ہوتا چلا گیا۔ اس کی ناک سے خون بہہ نکلا لیکن سردی اس قدر تھی کہ خون باہر نکلتے ہی جم جاتا۔ اور پھر عمران اُسے چھوڑ کر کھڑا ہو گیا

ٹائیگر کے ساتھیوں نے شاید ٹائیگر کا حال سکرین پر دیکھ لیا تھا۔ اس لئے پہلے ہی وار کے بعد وہ انتہائی تیزی سے گاڑی کا پچھلا حصّہ کھول کر نکلے تھے ——— لیکن عمران کے ساتھی ان کے استقبال کے لئے پہلے سے ہی تیار کھڑے تھے لہذا وہ ان سے بھڑ گئے ———

چنانچہ وہاں اچھی خاصی تیسری جنگ عظیم شروع ہو گئی تھی۔ جب عمران نے ٹائیگر کو بے ہوش کرنے کے بعد میدانِ جنگ پر نظر ڈالی ——— تو نعمانی اور صدیقی بے ہوش پڑے ہوتے تھے جب کہ مخالف کیمپ کے چار آدمی بے کار ہو چکے تھے۔ اور باقی ابھی تک کھڑے ہوئے تھے ——— عمران خاموش کھڑا دیکھتا رہا اس نے مداخلت کرنے کی کوشش نہ کی دراصل جسم پر موجود بھاری لباس نے عمران کے ساتھیوں کو الجھن میں ڈال رکھا تھا اور وہ اس کی وجہ سے زیادہ

تیزی سے حرکت نہ کر سکتے تھے ——— بہرحال تھوڑی دیر بعد فیصلہ ہو گیا اور مخالف کیمپ کے سارے آدمی ڈھیر کر لیئے گئے۔ البتہ کیپٹن شکیل اور تنویر خاصے زخمی ہو گئے۔

"ان سب کو اٹھا کر خیموں میں لے چلو اور اچھی طرح باندھ دو" عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے فوری طور پر اس کے احکام کی تعمیل کی۔

کیپٹن شکیل اور تنویر کی مرہم پٹی کر دی گئی۔ اور صدیقی اور نعمانی کو بھی ہوش میں لے آیا گیا۔ عالم زیب واحد آدمی تھا جس نے اس لڑائی میں کوئی حصّہ نہ لیا تھا وہ خاموش ایک طرف کھڑا رہا تھا۔

"تم سب اس کی نگرانی کرو میں ذرا ان کی گاڑی کا جائزہ لے لوں" عمران نے کہا اور پھر وہ خیموں سے نکل کر گاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایڈورڈ کرسی پر بیٹھا سامنے دیوار پر نصب بہت بڑی سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اُسے نمبر ون نے سیکورٹی چیف بنا دیا تھا۔ اور اس نے لیبارٹری سے کافی دور ایک بیضوی گولے کی شکل میں اپنا سیکورٹی سنٹر بنایا تھا ____ وہاں ایسی مشینیں نصب تھیں جن کی مدد سے وہ اس لیبارٹری میں بیٹھ کر ہی پوری وادی کو کنٹرول کرسکتا تھا۔ پہلے تو نمبر ون کے ساتھ اس بات کا فیصلہ ہوا تھا کہ باقاعدہ محاصرہ چوکیاں قائم کی جائیں گی ____ لیکن بعد ازاں طویل بحث و مباحثہ کے بعد اس کا ارادہ اس لئے ترک کر دیا گیا کہ اس طرح انہیں بے شمار آدمی رکھنے پڑتے تھے اور کسی بھی آدمی کی غداری لیبارٹری کے لئے خطرے کا موجب بن سکتی تھی ____ اس بنا پر سیکورٹی سیل علیحدہ قائم کیا گیا۔ اور سائنس دانوں نے وہ بیضوی سی عمارت بنا دی۔ جس میں جدید ترین سیکورٹی چیکنگ مشین نصب کر دی گئی۔ یہ سارا کام صرف پندرہ دنوں میں مکمل کر لیا گیا تھا ____ اب اس سیکورٹی سیل میں صرف پندرہ افراد تھے اور ان کا انچارج ایڈورڈ تھا۔

ایڈورڈ کے کمرے میں سکرینوں اور مشینوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ اور وہ درمیان میں بیٹھا انہیں کنٹرول کرتا رہتا تھا۔ اس عمارت میں دس کمرے تھے۔ جن میں مختلف مشینیں نصب تھیں۔ اور باقی افراد ان مشینوں پر کام کرتے تھے ____ تمام کام سائنٹیفک انداز میں کیا جاتا تھا۔ اور ان مشینوں کی رپورٹیں باقاعدہ ایڈورڈ کی میز پر پہنچتی رہتی تھیں۔ ایڈورڈ کو اس بات کی سختی سے ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ حملہ آوروں کو ہر قیمت پر لیبارٹری سے پہنچنے تک روکے۔ اور اس سلسلے میں یہ بھی طے ہوا تھا کہ جس حد تک ممکن ہو سکے اس بات کا خیال رکھا جائے ____ کہ کسی کو لیبارٹری کی وہاں موجودگی کا اندازہ نہ ہو سکے۔ اس لئے حملہ آوروں کو ختم کرنا ضروری نہیں تھا۔ صرف انہیں بھٹکانا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ جیسے ہی ٹائیگر کی گاڑی وادی نیل میں داخل ہوئی۔ ایڈورڈ کے کمرے میں نصب ایک بڑی سی سکرین خود بخود روشن ہو گئی اور پھر وہ کشتی نما گاڑی سکرین پر نظر آنے لگی ____ ایڈورڈ میز کے پیچھے سے اٹھ کر اس سکرین کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے مخصوص ریز کی مدد سے گاڑی کا اندرونی منظر بھی سکرین پر واضح کر لیا ____ اور ساتھ ہی اس نے ان کے فوٹو گراف بھی حاصل کر لئے۔ گاڑی خاصی تیز رفتاری سے برف پر تیرتی چلی آ رہی تھی۔ اور ایڈورڈ سکرین پر نظریں جمائے اسے دیکھ رہا تھا۔ گاڑی تیزی سے چلتی ہوئی وادی کے درمیان میں پہنچی اور پھر اس کا رخ لیبارٹری کی طرف ہو گیا ____ چند لمحوں بعد وہ عین اس جگہ پر رک گئی۔ جہاں نیچے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

لیبارٹری کی بیضوی عمارت موجود تھی ۔ اور پھر ایڈورڈ اس وقت چونک پڑا جب اس نے گاڑی کے اندر لگی ہوئی سکرین پر لیبارٹری کو واضح طور پر ابھرتا ہوا دیکھ لیا ـــــ اس نے بڑی پھرتی سے مشین کی ایک ناب گھمائی اور ہاتھ بڑھا کر ساتھ والی مشین کا بٹن آن کر دیا ۔ اس مشین میں ایسی طاقت ور شعاعیں خارج ہوتی تھیں جو نہ صرف گاڑی میں موجود کمپیوٹر کنٹرول کو ناکارہ کر سکتی تھیں بلکہ اُسے کنٹرول بھی کر سکتی تھیں ـــــ چنانچہ وہی ہوا جیسے ہی اس مشین کا رابطہ گاڑی کے انجن سے ہوا ۔ گاڑی کا کمپیوٹر کنٹرول ناکارہ ہو گیا اور گاڑی براہِ راست اس مشین کے کنٹرول میں آ گئی ۔ اور ایڈورڈ نے اسے وادی کے شمال مشرق کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا ـــــ وہ اگر چاہتا تو حملہ آوروں کو ان کی گاڑی سمیت اڑا دیتا ۔ لیکن نمبر ون اور چیف باس کی طرف سے اُسے یہی ہدایات ملی تھیں کہ وہ اس وقت تک کسی پر براہِ راست حملہ نہ کرے جب تک لیبارٹری کا وجود خطرے میں نہ پڑ جائے ـــــ کیوں کہ اس طرح دنیا والوں کو وادی نمل میں لیبارٹری کے وجود کا یقین آ جائے گا ۔ جب کہ ابھی معاملہ صرف شک کی حد تک ہی ہے ۔ اور ہو سکتا ہے وہ سب ناکام ہو کر اس بنا پر واپس چلے جائیں کہ ایسی کوئی لیبارٹری ہی موجود نہ ہے ـــــ ایڈورڈ مشین پر لگی ہوئی ناب کو تیزی سے گھماتا چلا جا رہا تھا اور ٹائیگر کی کشتی نما گاڑی تیزی سے شمال مشرق کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی ۔ اور جب وادی کا شمال مشرقی کنارہ دور سے نظر آنے لگا تو اس نے ایک بٹن آف کر دیا ۔ اور گاڑی سے اس کا کنٹرول ہٹ گیا ـــــ وہ مشین بند کرنا ہی

چاہتا تھا کہ اچانک سکرین پر نظر آنے والا ایک منظر دیکھ کر چونک پڑا ۔ وادی کی شمال مشرقی سرحد پر دو بڑے بڑے خیمے نصب تھے اور ان خیموں کے ساتھ دو بڑی جیپیں بھی موجود تھیں ۔

" یہ کون لوگ ہیں " ـــــ ایڈورڈ نے چونکتے ہوئے کہا ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کا ایک خانہ کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا ۔ اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر پر مخصوص فریکوئنسی سیٹ کی اور بٹن دبا دیا ۔

" ہیلو ـــ سیکورٹی سیل کالنگ اوور " ـــــ ایڈورڈ نے بٹن دباتے ہی تیز لہجے میں کہا ۔

" یس ـــ مارکونی سپیکنگ اوور " ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی ۔

" مارکونی ـــ شمال مشرقی سرحد سے کون گروپ وادی میں داخل ہوا ہے اوور " ـــــ ایڈورڈ نے کرخت لہجے میں پوچھا ۔

" باس ـــ یہ بین الاقوامی سروے کے رکن ہیں ۔ برف میں مچھلیاں پالنے کے متعلق سروے کرنے آئے ہیں ۔ ان کے ساتھ سروے کا عام سامان ہے اوور " ـــــ مارکونی نے جواب دیا ۔

" لیکن مجھے ان کے متعلق رپورٹ کیوں نہیں دی گئی اوور " ـــــ ایڈورڈ نے سخت لہجے میں کہا ۔

" سر ـــ یہ لوگ قطعاً بے ضرر قسم کے ہیں ۔ اس لئے میں نے ان کو نظر انداز کر دیا تھا اوور " ـــــ مارکونی نے جواب دیا ۔

" سنو مارکونی ـــ آئندہ چاہے چڑیا کا بچہ ہی کیوں نہ وادی

میں داخل ہو مجھے اس کے بارے میں اطلاع ضرور دی جائے ادور" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے غزاتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس ۔۔۔ حکم کی تعمیل ہو گی ادور" ۔۔۔۔ مارکونی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور ایڈورڈ نے بڑے غصیلے انداز میں ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

اور پھر اس کی نظریں دوبارہ سکرین پر اٹھیں تو وہ یک دم سیٹ پر سے اچھل پڑا۔ سکرین پر گاڑی والوں اور خیموں والوں کے درمیان خاصی زوردار جنگ جاری تھی ۔۔۔ اور خیمے والوں کے لڑنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر ہیں۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے لڑائی کا فیصلہ ہو گیا اور خیمے والے جیت گئے۔ وہ سب کو اٹھا کر خیموں کے اندر لے گئے ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے مشین کی طاقت کو اور زیادہ بڑھا کر ایک بٹن دبایا تو اُسے خیمے کے اندر موجود وہ لوگ نظر آنے لگ گئے۔ وہاں زخمیوں کی مرہم پٹی کی جا رہی تھی اور گاڑی میں آنے والوں کو باندھا جا رہا تھا۔ اور پھر ان میں سے ایک آدمی خیمے سے نکل کر تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"یہ لوگ سردے ٹیم کے ممبر نہیں ہو سکتے۔ یہ یقیناً کوئی مجرم پارٹی ہے" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے سوچتے ہوئے کہا۔ اور پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آ گیا۔ اور وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اس نے مشین بند کی اور اٹھ کر تیزی سے واپس میز کے پیچھے اپنی کرسی پر آ بیٹھا اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔

"یس باس" ۔۔۔۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"مشین نمبر ۲ سے فلم لے جاؤ اور اسے ڈویلپ کر کے اس کی انلارج سائز میں فوٹو بنا کر لاؤ مگر کام جلدی ہونا چاہیئے" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔

"او کے باس" ۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کے سامنے ابھی ایڈورڈ بیٹھا تھا۔ اس نے مشین کے پچھلے حصے کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس کا ایک خانہ کھولا اور اس میں سے ایک بڑا سا ڈبہ نکال لیا۔ اور پھر ڈبہ اٹھائے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ابھی ایڈورڈ بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا کہ اچانک ایک مشین میں گڑگڑاہٹ سی سنائی دی۔ اور ایڈورڈ چونک پڑا۔ مشین کی سکرین خود بخود روشن ہو گئی تھی اور اس پر جو منظر ابھرا تھا۔ اس نے ایڈورڈ کو چونکا دیا ۔۔۔ وادی کے عین درمیان میں ایک بڑا سا ہیلی کاپٹر پرواز کر رہا تھا اور پھر یہ ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا گیا۔ ایڈورڈ نے دیکھا کہ ہیلی کاپٹر برف میں دھنستا چلا جا رہا تھا ۔۔۔

"یہ لوگ برف میں دھنس کر کیسے حرکت کریں گے" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے سوچا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں برف کے اندر دھنسا ہوا ہیلی کاپٹر صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور اس مشین کے سامنے جا کر بیٹھ گیا اس نے اس کے مختلف بٹن دبائے ۔۔۔ تو اُسے ہیلی کاپٹر کے اندر بیٹھے ہوئے افراد صاف دکھائی دینے لگے۔ یہ تعداد میں چھ تھے۔ ان میں چار مرد اور دو عورتیں

تھیں۔ اور پھر اس کے سامنے تمام کارروائی ہوتی رہی۔ ہیلی کاپٹر والوں نے ٹرانسمیٹر پر ہنگامی مرکز کو کال کیا اور وہ سمجھ گیا کہ اس ہیلی کاپٹر میں سوار افراد لیو۔ الف ٹیم کے ممبران ہیں۔ اُسے پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ لیو۔ الف کے متعلق اس نے خاص طور پر خیال رکھنا ہے۔ چنانچہ وہ پوری طرح ان کی طرف متوجہ ہو گیا ___ پھر اس نے ہنگامی مرکز کے دو ہیلی کاپٹروں کو برف میں دھنسے ہوئے اس ہیلی کاپٹر کو نکالتے دیکھا۔ اور پھر وہ اس کے سامنے ہی باہر نکلا ___ اس میں سوار افراد سیڑھی کی مدد سے دوسرے ہیلی کاپٹر میں پہنچ گئے لیکن یہ ہیلی کاپٹر وزن زیادہ ہونے کی بنا پر ٹوٹ کر دوبارہ کافی گہرائی میں دھنس گیا ___ اور اُسی لمحے ایڈورڈ کو ایک خیال آ گیا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔

"راجر ___ جلدی کرو ___ سنو ___ ٹرالی باہر نکالو" ___ ایڈورڈ نے اس کمرے میں موجود ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا۔ اور نوجوان جو ایک میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا تیزی سے اٹھ کر کمرے کے ایک کونے کی طرف بھاگا۔ اس نے دیوار پر لگا ہوا ایک ہینڈل کھینچا تو دیوار درمیان سے ہٹتی چلی گئی۔ اب وہاں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک کیپسول نما گاڑی موجود تھی ___ راجر نے اس خفیہ بٹن کو دبا کر اس گاڑی کا ایک دروازہ کھولا اور ایڈورڈ اچھل کر گاڑی کے اندر سوار ہو گیا۔ راجر بھی اس کے پیچھے ہی داخل ہوا اور اس نے دروازہ بند کر کے اس

کے سامنے کے رخ پر موجود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ اس سیٹ کے سامنے ایک چھوٹی سی سکرین تھی جس کے نیچے بٹنوں کا پینل موجود تھا۔

"سر ___ لیبارٹری جانا ہے" ___ راجر نے مڑ کر پیچھے بیٹھے ہوئے ایڈورڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں ___ وادی ہنل کے عین مرکز میں ایک ہیلی کاپٹر برف میں دفن ہوا ہے وہاں تک جانا ہے" ___ ایڈورڈ نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس" ___ راجر نے کہا اور اس نے تیزی سے مختلف بٹن دبائے۔ اور ٹرالی تیزی سے حرکت میں آئی۔ اس کے حرکت میں آتے ہی سامنے والی دیوار خود بخود ہٹ گئی اور ٹرالی باہر برف میں آ گئی ___ ٹرالی یوں برف کے اندر دھنستی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیسے آبدوز پانی میں تیرتی ہے۔ اور پھر تقریباً دس منٹ بعد سکرین پر برف میں دھنسا ہوا ہیلی کاپٹر نظر آنے لگ گیا۔ اور راجر نے ٹرالی کا رخ اس ہیلی کاپٹر کی طرف موڑ دیا ___ راجر نے ٹرالی کی رفتار آہستہ کر لی اور ٹرالی آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی اس ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر رک گئی۔

"اسے سیکورٹی سیل میں لے جانا ہے۔ اسے ٹرالی کے ساتھ ہُک کر لو" ___ ایڈورڈ نے کہا اور راجر نے سر ہلاتے ہوئے کچھ اور بٹن دبا دیئے۔ بٹن دبتے ہی ٹرالی کی پشت سے لپٹی ہوئی تار نیزے کی طرح باہر کو نکلی اور راجر نے سوئچ پینل کے نیچے لگے ہوئے ایک چھوٹے

سے چکر کو آہستہ آہستہ گھمانا شروع کر دیا۔ تار تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر راجر نے ایک بٹن دبایا تو تار کا نیزے کی طرح کا سرا ہیلی کاپٹر کی پشت پر لگے ہوئے ایک بڑے سے کنڈے میں داخل ہو کر مڑتا چلا گیا۔ اور تار کو خود بخود گانٹھ لگتی چلی گئی۔

" اب لے چلو اسے "۔۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا اور راجر نے ٹرالی چلا دی۔ ٹرالی کے مڑ کر آگے بڑھتے ہی ہیلی کاپٹر بھی اس کے پیچھے برف میں دھنستا چلا گیا۔ اس بار ٹرالی کی رفتار خاصی سست تھی کیونکہ ہیلی کاپٹر کا حجم کافی سے زیادہ تھا۔ اور اسے برف کے اندر گھسیٹنا خاصا مشکل ثابت ہو رہا تھا۔۔۔۔ لیکن ٹرالی کی بے پناہ قوت اسے بہرحال گھسیٹے لئے آرہی تھی۔ اور پھر تھوڑی سی دیر بعد ٹرالی ہیلی کاپٹر سمیت واپس سیکورٹی سیل میں پہنچ گئی۔ ٹرالی کا دروازہ کھول کر ایڈورڈ باہر آیا۔ اور اس نے آگے بڑھ کر ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھولا اور اس میں داخل ہو گیا

اس کے ہاتھ تیزی سے ہیلی کاپٹر میں موجود سامان کی تلاشی لے رہے تھے اور پھر اس نے ایک بڑا سا کینوس کا تھیلا ڈھونڈھ نکالا جس میں بارہ خاصے طاقت ور بموں کے ساتھ ساتھ ڈائم بم بھی موجود تھا۔ ایڈورڈ وہ تھیلا اٹھائے ہیلی کاپٹر سے باہر آگیا۔۔۔۔ اور اس کمرے سے نکل کر وہ راہداری میں چلتا ہوا ایک اور کمرے میں پہنچا۔ یہاں کمرے کے درمیان میں ایک کافی وسیع و عریض مشین نصب تھی۔ اور ایک نوجوان اس مشین کے سامنے بیٹھا اس کی چیکنگ میں مصروف تھا۔ ایڈورڈ کو دیکھتے ہی وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" جیری "۔۔۔۔ ایڈورڈ نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" یس باس "۔۔۔۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں تھیلے پر جمی ہوئی تھیں۔

" اس تھیلے میں بارہ طاقت ور بم اور ایک ڈائم بم موجود ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ بم اس انداز سے ناکارہ ہوں کہ چلیں تو ضرور۔۔۔۔ لیکن ان کی کارکردگی صفر ہو جائے "۔۔۔۔ ایڈورڈ نے تھیلا جیری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے باس۔۔۔۔ ہو جائے گا "۔۔۔۔ جیری نے مسکراتے ہوئے ایڈورڈ کے ہاتھ سے تھیلا لیا اور پھر اسے بڑی احتیاط سے مشین کے ساتھ لگے ہوئے ایک بڑے سے ہک کے ساتھ لٹکا دیا۔ پھر اس نے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر ایک بم نکالا۔۔۔۔ اور اسے غور سے دیکھا۔ اور پھر مشین کے درمیان میں ایک خانے کو کھول کر اس نے وہ بم اس خانے کے اندر بڑی احتیاط سے رکھ کر خانہ بند کیا اور مشین کا بٹن دبا دیا۔ مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔۔۔۔ جیری تیزی سے مختلف بٹن دباتا چلا گیا۔ اور پھر اس کا ہاتھ ایک چھوٹے سے سٹرنگ پر جم گیا۔ اس کی نظریں مشین کے ڈائل پر جمی ہوئی تھیں۔ جس پر ایک سوئی تیزی سے مختلف ہندسے پھلانگتی ہوئی دائیں طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر سوئی جیسے ہی ایک مخصوص ہندسے پر پہنچی۔۔۔۔ مشین میں ایک ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا۔ اور ڈائل کے نزدیک ایک کافی بڑا سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ سوئی اب اس ہندسے پر ٹھہر گئی تھی۔ چند لمحے وہ بلب جلتا بجھتا رہا پھر اچانک مسلسل جلنے لگا۔ اور اس کا رنگ بھی سبز ہو گیا تھا۔

"لیجئے باس ——— یہ بم تو کارکردگی کے لحاظ سے ناکارہ ہو گیا۔
البتہ یہ بے حد طاقت ور بم تھا۔ میرے اندازے سے کہیں زیادہ" ——— جیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ایک اور بٹن دبایا۔ تو مشین میں ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ بلب بجھ گیا۔ اور سوئی بھی تیزی سے واپس چلی گئی۔ جیری نے تھیلے میں سے دوسرا بم نکالا اور اسے بھی مشین کے خانے میں ڈال کر وہی عمل دوہرایا ——— اس طرح باری باری اس نے سارے بم ناکارہ کر دیئے۔ اب تھیلے میں صرف ڈائم بم باقی رہ گیا تھا۔ یہ چوکور ساخت کا چھوٹا سا بم تھا۔ جیری نے وہ بم باہر نکالا ایک لمحے کے لئے اُسے غور سے دیکھتا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کسی نادر و نایاب چیز کو دیکھ رہا ہو۔

"باس ——— میری زندگی میں بڑی خواہش تھی کہ اس بم کو دیکھوں لیکن ہمیشہ حسرت ہی رہی۔ یہ بم بھی اپنی ایجاد میں ایک نادر چیز ہے" جیری نے بڑے توصیفانہ لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں ——— یہ بے حد قیمتی ہے۔ اور اس ایک بم میں اتنی طاقت ہے کہ پوری وادی کی برف کو پانی کا روپ دے دے" ——— ایڈورڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں" ——— جیری نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مشین کا خانہ کھول کر بم اس میں رکھا اور خانہ بند کر کے اس نے ایک طویل سانس لیا اور مشین کو آن کر دیا۔ اس بار ڈائل کی سوئی آخری ہندسے تک چلی گئی اور پھر دھماکے کے ساتھ بلب جل اٹھا ———

ڈائم بم بھی ناکارہ ہو چکا تھا۔

چند لمحوں بعد جیری نے مشین کا سب سے نچلا حصہ کھول کر سارے بم باہر نکالے اور انہیں تھیلے میں ڈال کر تھیلا ایڈورڈ کی طرف بڑھا دیا۔

"لیجئے باس ——— اب یہ چلیں گے تو ضرور ——— مگر کارکردگی کے لحاظ سے صفر ہیں بس صرف دھماکہ ہی ہو گا" ——— جیری نے کہا۔ اور ایڈورڈ نے سر ہلاتے ہوئے تھیلا اس کے ہاتھ سے لیا اور پھر تیزی سے اس کمرے سے نکل کر واپس ٹرالی والے کمرے میں آیا۔ اور اس نے ہیلی کاپٹر میں داخل ہو کر تھیلا واپس اُسی جگہ رکھ دیا جہاں سے اُس نے اُسے اٹھایا تھا۔ اور پھر ہیلی کاپٹر سے باہر آ کر اس نے اس کا دروازہ بند کیا۔ اور راجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"راجر ——— اس ہیلی کاپٹر کو واپس اُسی جگہ چھوڑ آؤ" ——— اس کے لہجے میں تحکم تھا۔

"بہتر باس" ——— راجر نے کہا اور وہ دوبارہ ٹرالی کا دروازہ کھول کر اس میں داخل ہو گیا۔ جب کہ ایڈورڈ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وادی نمل سے شمال مشرق میں تقریباً پانچ سو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا شہر وینزویلا تھا۔ وینزویلا یوں تو چھوٹا سا شہر تھا۔ لیکن اس شہر کی تعمیری منصوبہ بندی انتہائی خوب صورت طریقے سے کی گئی تھی ——— شہر کی تمام عمارتیں باقاعدہ انداز میں جدید طرز پر تعمیر کی گئی تھیں۔ وہاں صرف ایک ہی بازار تھا۔ بازار میں ہر قسم کی چیزوں کے بڑے بڑے سٹورز قائم تھے۔ یہ سٹورز اتنے بڑے تھے کہ وہاں سوئی سے لیکر ہوائی جہاز تک خریدے جاسکتے تھے۔ حالانکہ شہر کی آبادی اتنی زیادہ نہ تھی ——— یہی وجہ تھی کہ سیاحوں کو اس چھوٹے شہر میں اتنے بڑے سٹورز دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ لیکن اس وقت ان کی حیرت دُور ہو جاتی جب انہیں یہ بتایا جاتا کہ وینزویلا کے قریب اکثر ایکریمیا کی جنگی مشقیں ہوتی رہتی تھیں اور جنگی مشقوں کی وجہ سے وہاں خاصی خریداری ہو جاتی تھی۔ جب کہ عام دنوں میں یہ سٹورز گاہکوں کے لئے ترستے رہتے تھے۔

وینزویلا کا شیرف کیپٹن بوجوارڈ ایک سخت گیر چہرے کا مالک تھا۔ اور اس کے چہرے پر موجود زخموں کے بے شمار نشانات اس

کی بہادری اور جی داری کا پتہ دیتے تھے۔ کیپٹن بوجوارڈ اپنے خوب صورت دفتر میں بیٹھا سڑک کی طرف کھلنے والی کھڑکی کی طرف نظریں جمائے بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کیپٹن بوجوارڈ نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھالیا۔

"یس کیپٹن بوجوارڈ سپیکنگ" ——— کیپٹن کا لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"سر ——— پوائنٹ نمبر ۱ سے روتھم بول رہا ہوں ——— یہاں تین کاریں آئی ہیں۔ جن میں ایک عورت اور دس مرد ہیں۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں" ——— روتھم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں" ——— کیپٹن نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"سر ——— میں نے یہی بات ان سے پوچھی ہے لیکن وہ جواب سے انکاری ہیں۔ وہ کہتے ہیں اس کا جواب وہ صرف آپ کو ہی دیں گے" ——— روتھم نے جواب دیا۔

"اوکے ——— بات کراؤ" ——— کیپٹن نے جواب دیا۔

"ہیلو" ——— چند لمحے بعد ایک نسوانی آواز رسیور میں گونجی۔ لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"کیپٹن بوجوارڈ سپیکنگ ——— فرمائیے" ——— کیپٹن بوجوارڈ نے خشک لہجے میں کہا۔

"لیڈی انگلر" ——— دوسری طرف سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ اور کیپٹن بوجوارڈ یوں چونکا جیسے اُسے اچانک بھوت نظر آگیا ہو۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اوہ ——— میڈم آپ خود ——— فرمائیے ——— حکم دیجئے" ——— کیپٹن کا لہجہ اس بار نہ صرف مؤدبانہ تھا بلکہ کافی حد تک عاجزانہ بھی تھا۔

"تمہارے آدمی ہماری کاروں کی تلاشی لینے پر مُصر ہیں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ——— سوری میڈم ——— میں انہیں کہہ دیتا ہوں" ——— کیپٹن نے کہا اور دوسرے لمحے روتھم کی آواز سنائی دی۔

"روتھم ——— تینوں کاروں کو بغیر تلاشی شہر میں آنے دو" ——— کیپٹن نے خشک لہجے میں کہا۔

"مم ——— مگر سر وہ قانون" ——— روتھم نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"شٹ اپ ——— قانون وہ ہوتا ہے جس میں ہمارا فائدہ ہو۔ جو میں کہہ رہا ہوں اس کی تعمیل ہونی چاہئے" ——— کیپٹن نے اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر ——— حکم کی تعمیل ہوگی" ——— روتھم نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔ لیکن کیپٹن نے رسیور واپس کریڈل پر رکھا اور پھر اٹھ کر دفتر سے باہر نکلتے ہوئے برآمدے میں آ کھڑا ہوا۔ وہ بڑی بے چینی کے عالم میں دروازے کے آگے ٹہل رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دُور سے تین کاریں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں دفتر کی طرف آتی دکھائی دیں اور کیپٹن بوجوارڈ کی نظریں ان

کاروں پر جم کر رہ گئیں۔ کاریں دفتر کے سامنے آ کر رک گئیں۔ اور پھر کاروں کے دروازے کھلے اور لیڈی ایگلز اور اس کے نو ساتھی کاروں سے باہر آگئے۔ روتھم بھی ان کے ہمراہ تھا۔

"تم کیوں آئے ہو" ——— کیپٹن نے غصیلے انداز میں روتھم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر ——— لیڈی صاحبہ نے کہا تھا کہ انہیں دفتر تک پہنچا دوں" ——— روتھم نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"اندر چلو" ——— لیڈی ایگلز نے دفتر کی طرف بڑھتے ہوئے خشک لہجے میں کہا اور کیپٹن سر ہلاتا ہوا دفتر میں داخل ہوگیا۔ لیڈی ایگلز کے نو ساتھی اندر داخل ہوتے ہی تیزی سے دیواروں کے ساتھ پھیلتے چلے گئے۔ جب کہ لیڈی ایگلز ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ کیپٹن بوجوارڈ خاموشی سے سامنے کھڑا تھا۔ روتھم نے حیرت سے یہ منظر دیکھا اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

"اس نوجوان کو کس نے بھرتی کیا ہے" ——— لیڈی ایگلز نے روتھم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیپٹن سے پوچھا۔

"نمبر وَن نے اس کی تقرری کی تصدیق کر دی تھی۔ اسے تعینات ہوئے چند روز ہی ہوئے ہیں" ——— کیپٹن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اس کی فائل" ——— لیڈی ایگلز نے خشک لہجے میں پوچھا اور کیپٹن تیزی سے مڑ کر ایک الماری کی طرف بڑھا اور اس نے الماری کھول کر اس میں رکھی ہوئی بے شمار فائلوں میں سے ایک فائل

کھینچی اور اُسے لاکر لیڈی ایگلز کے سامنے رکھ دیا۔

روتھم کا چہرہ شدید حیرت سے بگڑ گیا تھا۔ وہ کبھی لیڈی ایگلز کو دیکھتا اور کبھی کیپٹن کو۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ عورت کون ہے۔

"اوہ —— اس کا مطلب ہے یہ باقاعدہ اشتہار کے جواب میں آیا ہے"۔ —— لیڈی ایگلز نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں"۔ —— کیپٹن نے جواب دیا۔ اور لیڈی ایگلز نے میز پر رکھے ہوئے قلم دان میں لگے ہوئے آفس قلم کو ہولڈر سے نکالا اور فائل پر کراس کا نشان لگا دیا۔

جیسے ہی اس نے کراس کا نشان فائل پر لگایا کیپٹن نے بڑی پھرتی سے سائیڈ ہولسٹر سے ریوالور کھینچا اور پھر اس سے پہلے کہ روتھم کچھ سمجھتا کیپٹن نے گولی چلا دی اور روتھم چیخ مار کر فرش پر گرا۔ اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ٹھنڈا ہو گیا۔

"دیکھو کیپٹن —— آئندہ کسی بھی سلسلے میں اشتہار نہ دیا جائے اگر آدمیوں کی ضرورت ہو تو ہیڈ کوارٹر سے منگوا لئے جائیں۔ ہمیں ہر قیمت پر اس شہر کو عام لوگوں کی نظروں سے بچانا ہے"۔ —— لیڈی ایگلز نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس میڈم —— آئندہ ایسا ہی ہو گا"۔ —— کیپٹن نے جواب دیا۔

"نمبر وَن کو کال کرو اور میرے آنے کی اطلاع دو۔ تاکہ وہ گاڑی بھجوا دے۔ اور میرے آدمیوں کو سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرا دو۔

جب ضرورت ہو گی میں بلوا لوں گی"۔ —— لیڈی ایگلز نے کہا۔

"یس میڈم"۔ —— کیپٹن بوجوارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ایک الماری کھول کر اس میں لگے ہوئے ایک تختے کو جھٹکا دے کر تیزی سے سائیڈ میں گھما دیا۔ اب اس تختے کے پیچھے بے شمار مختلف رنگوں کے بٹن قطاروں میں لگے ہوئے تھے۔ —— کیپٹن بوجوارڈ نے تیزی سے مختلف سوئچ دبانے شروع کر دیئے۔ وہ ہر قطار میں یکے بعد دیگرے دو یا تین بٹن دباتا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے آخری قطار کا درمیانی بٹن دبایا۔ تختہ تیزی سے نیچے کھسکتا چلا گیا۔ اس تختے کے پیچھے ایک اور سوئچ پینل موجود تھا۔ جس پر صرف تین سوئچ موجود تھے۔ کیپٹن بوجوارڈ نے پہلے درمیانی بٹن دبایا۔ اور اس کے بعد پہلے دایاں اور پھر بایاں بٹن دبا دیا۔ —— تینوں بٹن دبتے ہی کمرے میں پڑی ہوئی میز کے ایک کونے سے چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکل آیا۔ ٹرانسمیٹر میں سے زوں زوں کی آوازیں نکل رہی تھیں۔

"ہیلو — ہیلو — شیرف سپیکنگ اوور"۔ —— کیپٹن بوجوارڈ نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"نمبر وَن کالنگ اوور"۔ —— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"نمبر وَن —— لیڈی ایگلز میرے دفتر میں موجود ہیں۔ انہیں لینے کے لئے کار بھجوا دو اوور"۔ —— کیپٹن بوجوارڈ نے کہا۔

"اوہ — اچھا — میں ابھی بھجوا دیتا ہوں اوور"۔ —— دوسری طرف سے کہا گیا اور شیرف نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اور اس

کے بعد وہی تین بٹن دوبارہ دبائے تو ٹرانسمیٹر واپس میز میں غائب ہو گیا۔ شیرف نے بورڈ کو دوبارہ اپنی جگہ کھسکا کر تختہ گھما دیا اور اب وہ عام سی الماری بن گئی تھی جس میں سرکاری اسلحہ پڑا ہوا تھا۔

اس کے بعد شیرف نے میز پر پڑا ہوا ایک ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو — کیپٹن بوجوارڈ سپیکنگ" — رابطہ قائم ہوتے ہی شیرف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس کیپٹن — میں سٹیٹ گیسٹ ہاؤس سے بول رہا ہوں فرمایئے" — دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"لیڈی ایگلز کے نو ساتھی گیسٹ ہاؤس پہنچ رہے ہیں۔ ان کے آرام کا خیال رکھنا" — کیپٹن بوجوارڈ نے کہا۔

"یس سر — حکم کی تعمیل ہو گی" — لیڈی ایگلز کا نام سنتے ہی دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اور زیادہ مؤدبانہ ہو گیا۔

کیپٹن بوجوارڈ نے رسیور کریڈل پر ڈالا اور پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا۔ بٹن دبتے ہی دروازہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

"جارون — ان دوستوں کے ساتھ جاؤ اور انہیں سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں چھوڑ آؤ۔ میں نے انچارج کو فون کر دیا ہے۔ اور نوتنکی کو میرے پاس بھیج دو" — کیپٹن بوجوارڈ نے مسلح نوجوان کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"آیئے جناب" — نوجوان نے کمرے میں موجود لیڈی ایگلز کے

ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور لیڈی ایگلز کے سر ہلانے پر وہ سب تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں کمرے میں صرف کیپٹن بوجوارڈ اور لیڈی ایگلز رہ گئے۔ یا فرش پر روتھم کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ جس کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار جیسے جم سے گئے تھے۔

اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک لحیم شحیم نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے ہاتھ میں مضبوط پلاسٹک کا ایک بڑا سا تھیلا اٹھایا ہوا تھا۔

"یس سر" — اس آدمی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں البتہ فرش پر مردہ پڑے ہوئے روتھم پر جمی ہوئی تھیں۔

"اس کو اٹھا کر لے جاؤ اور برقی بھٹی میں ڈال دو اور سنو — بعد میں ریکارڈ میں لکھ دینا کہ وہ رخصت لے کر ویز ویلا سے چلا گیا ہے" — کیپٹن بوجوارڈ نے کہا اور نوتنکی نے سر ہلاتے ہوئے پلاسٹک کا تھیلا کھولا اور لاش کو بڑی بے دردی اور سرد مہری سے مروڑ تروڑ کر تھیلے میں ٹھونس دیا اور پھر کندھے پر پڑے ہوئے ربڑ نما کپڑے کو فرش پر ڈال دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس نے کپڑا اٹھایا تو فرش پر موجود روتھم کا تمام خون کپڑے نے چوس لیا تھا۔ اور پھر اس نے وہ کپڑا بھی تھیلے میں ڈالا اور اٹھا کر تھیلا کندھے پر ڈالا اور پھر تیزی سے دروازہ پار کر کے باہر نکل گیا۔

"کیپٹن بوجوارڈ — شہر کی کیا پوزیشن ہے۔ کوئی مشکوک آدمی تو داخل نہیں ہوا" — لیڈی ایگلز نے نوتنکی کے جانے کے بعد

پہلی بار زبان کھولی۔

"نہیں میڈم ——— سب ٹھیک ہے۔ شہر میں سیاح آتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کی باقاعدہ اور بھرپور نگرانی کی جاتی ہے اور باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے" ——— کیپٹن بوجوارڈ نے جواب دیا۔

"اوکے ——— بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ لیبارٹری کے متعلق دنیا کو علم ہو چکا ہے اور نہ صرف سیکرٹ سروسز حرکت میں آ گئی ہیں بلکہ ایک مجرم تنظیم بھی لیبارٹری سے ایکس بم کا فارمولا حاصل کرنے کے لئے نکل پڑی ہے" ——— لیڈی ایگلز نے کہا۔

"اوہ ——— لیکن یہاں تو ایسی کوئی تنظیم نہیں آئی" ——— کیپٹن بوجوارڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہاں آ بھی کیسے سکتے ہیں ——— انہیں کیا معلوم کہ لیبارٹری جانے کا اصل راستہ وینزویلا سے ہے۔ وہ تو وادی نمل میں سر کھپاتے مر جائیں گے۔ لیکن اس کے باوجود احتیاط کی ضرورت ہے" لیڈی ایگلز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم ——— ہم لوگ پوری طرح ہوشیار ہیں" ——— کیپٹن بوجوارڈ نے سر کو جھکاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے چونک کر سر اٹھایا کیونکہ باہر کار کے رکنے کی آواز سنائی دی تھی۔ اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔ اور ایک باوردی ملازم ڈرائیور دروازے میں نظر آیا۔ اس نے سفید رنگ کی وردی پہنی ہوئی تھی۔ جیب پر ایک چھوٹا سا بیج لٹک رہا تھا۔

جس پر نیلے رنگ کی دھاریاں ایک دوسرے کو کراس کر رہی تھیں۔ یہ لیبارٹری کا مخصوص نشان تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک کارڈ کیپٹن بوجوارڈ کے سامنے رکھ دیا۔ کارڈ بالکل سادہ تھا۔ کیپٹن بوجوارڈ نے جیب سے قلم نکالا اور کارڈ کے عین درمیان میں اپنے دستخط کر دیئے ——— دستخط کرنے کے بعد اس نے کارڈ کو اٹھا کر میز پر رکھ دیا۔ کارڈ دوسری طرف سے بھی سادہ تھا۔ لیکن چند لمحوں بعد وہاں بھی دستخط ابھر آئے۔ وہی دستخط جو کیپٹن بوجوارڈ نے کارڈ کی دوسری طرف کئے تھے۔

"ٹھیک ہے میڈم" ——— کیپٹن بوجوارڈ نے مطمئن لہجے میں کہا اور لیڈی ایگلز مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آئیے میڈم" ——— باوردی ڈرائیور نے کہا اور پھر وہ باہر نکل گیا۔ لیڈی ایگلز اس کے پیچھے چلتی ہوئی باہر کھڑی سفید رنگ کی بڑی سی کار تک پہنچ گئی۔ ڈرائیور نے پچھلا دروازہ کھولا۔ اور لیڈی ایگلز اندر بیٹھ گئی۔ ڈرائیور نے بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازہ بند کیا۔ اور پھر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر وہ سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ کیپٹن بوجوارڈ دفتر کے سامنے برآمدے میں موجود تھا۔ جب کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی تو کیپٹن بوجوارڈ نے باقاعدہ لیڈی ایگلز کو سلوٹ کیا۔ اور پھر اس وقت تک کھڑا رہا جب تک کار مڑ کر واپس نہ چلی گئی۔ ——— جب کار نظروں سے اوجھل ہو گئی تو کیپٹن بوجوارڈ نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی اور دوبارہ دفتر میں داخل ہو گیا۔ اُسے ہمیشہ لیڈی ایگلز کی موجودگی سے خوف

آتا تھا۔ کیونکہ لیڈی ایگلز بڑی سرد مہری سے انسانوں کے قتل کا فیصلہ کر دیتی تھی۔ جیسے کہ اس نے ایک لمحے میں دو شخصوں کی زندگی کا فیصلہ کر دیا تھا۔

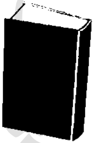

بڑے سے خیمے میں ٹائیگر کے ساتھی نائلون کی مضبوط رسیوں سے بندھے ہوئے پڑے تھے۔ جب کہ ٹائیگر کو ایک کرسی پر بٹھا کر باندھا گیا تھا۔ عمران اس کے مقابل کرسی پر بیٹھا تھا۔ جب کہ اس کے ساتھی اس کے پیچھے کھڑے تھے۔ البتہ تنویر اور کیپٹن شکیل چونکہ زخمی تھے اس لئے وہ دوسرے خیمے میں تھے ــــ عالم زیب کو بھی دوسرے خیمے میں رکھا گیا تھا۔ اور عمران نے اُسے یہاں آنے سے منع کر دیا تھا۔ ویسے وہ اس وقت سے سخت خوف زدہ دکھائی دے رہا تھا۔ جب سے ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھیوں کی خوفناک جنگ ہوئی تھی۔

ٹائیگر کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اُسے ہوش آنے ہی والا ہے۔ اور عمران بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ اور پھر عمران کی توقع کے عین مطابق ٹائیگر نے چند ہی لمحوں بعد آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند

لمحے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں میں شعور کی جھلکیاں نمایاں ہو گئیں۔ اور اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران پر جم گئیں۔

"تم کون ہو" ــــ ٹائیگر کے لہجے میں خاصی تلخی تھی۔

"بتایا تو ہے کہ ہمارا تعلق بین الاقوامی سروے ٹیم سے ہے" ــــ عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بکواس ــــ تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو" ــــ ٹائیگر کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔ اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خود بندھا ہوا نہ ہو بلکہ عمران کو باندھ کر اس سے سوال جواب کر رہا ہو۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم اس وادی میں یہ عجیب و غریب گاڑی لئے کیا کرتے پھر رہے ہو" ــــ عمران نے پوچھا۔

"میں احمقوں کا سروے کرتا پھر رہا ہوں" ــــ ٹائیگر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ آخر آئینہ ہی دیکھنا پڑا ہوگا" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر کے چہرے پر غصے کے آثار ابھر آئے۔

"دیکھو مسٹر ــــ تم جو کوئی بھی ہو۔ میری بات سن لو۔ اگر تم لوگ اپنی جانیں بچانا چاہتے ہو۔ تو میں تمہیں آخری بار موقع دیتا ہوں کہ تم لوگ اپنا سامان اٹھا کر وادی سے باہر نکل جاؤ۔ ورنہ دوسری صورت میں تمہاری لاشیں برف نے بھی قبول نہیں کرنی"۔

ٹائیگر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے جسم سے بندھی ہوئی رسیاں یوں کھلتی چلی گئی تھیں جیسے کسی بچے نے ویسے ہی لپیٹ دی ہوں۔ عمران کے ساتھیوں نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ریوالور اس کی طرف تان دیئے۔ ویسے ان سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات تھے۔ البتہ عمران کا چہرہ سپاٹ تھا۔ وہ بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"سنو ٹائیگر ——— تم ان چھوٹے چھوٹے شعبدوں سے مجھے حیرت زدہ نہیں کر سکتے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے جوتوں کی ایڑیوں میں سموتھ ریز گنیں نصب ہیں۔ جن کی مدد سے تم نے اپنے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں کھول لی ہیں۔ لیکن میں چاہوں تو تمہیں ایک لمحے میں واپس کرسی پر بٹھا سکتا ہوں۔ اور پھر میرا چیلنج ہوگا کہ تم کرسی سے اٹھنے کے قابل نہیں رہو گے ——— اس لئے تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم مجھے صاف صاف بتا دو۔ کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ ہو سکتا ہے میں تمہارے کسی کام آ جاؤں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— تم ضرورت سے زیادہ ہوشیار ہو۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ تمہاری موت اب یقینی ہو گئی ہے" ——— ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے اپنا ایک پیر اٹھا کر پوری قوت سے زمین پر دے مارا۔ اس نے یہ کام اتنی پھرتی اور تیزی سے کیا کہ عمران حرکت بھی نہ کر سکا اور اس کے پیر زمین پر پڑتے ہی ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے پورے خیمے میں نیلے رنگ کا دھواں انتہائی تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ اور پلک جھپکنے میں دھوئیں نے پورے

کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس طرح زمین پر ڈھیر ہوتے چلے گئے جیسے ان کے جسموں سے روحیں اچانک پرواز کر گئی ہوں۔ البتہ ٹائیگر اسی طرح خاموش کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس نے اپنا سانس روک رکھا تھا۔ دھواں جتنی تیزی سے پھیلا تھا۔ اتنی تیزی سے ہی غائب ہوتا چلا گیا ——— اور چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر نے آنکھیں کھول کر ایک طویل سانس لیا۔ اور پھر اس نے زمین پر پڑا ہوا ریوالور اٹھا لیا۔ یہ ریوالور عمران کے ہاتھوں سے نکل کر نیچے گرا تھا ——— ٹائیگر نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کیا اور پھر دانت بھینچتے ہوئے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ایک چیخ مار کر پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ اور خیمے میں عمران کا قہقہہ گونج اٹھا۔ عمران یوں اٹھ کھڑا ہوا تھا جیسے ڈرامہ ختم ہو جانے کے بعد سٹیج پر پڑے ہوئے اداکار اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں ——— ٹائیگر دونوں ہاتھ منہ پر رکھے بری طرح چیخ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کی بینائی چلی گئی ہو۔ عمران نے پھرتی سے زمین پر پڑا ہوا اپنا ریوالور اٹھایا۔ اور دوسرے لمحے اس نے زمین پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر کو گریبان سے پکڑ کر یوں ہوا میں اٹھا لیا جیسے بچے کسی کھلونے کو اٹھاتے ہیں ——— ٹائیگر نے آنکھیں کھول کر دیکھنے کی کوشش کی لیکن بے سود ——— اس کی آنکھیں بری طرح سوج گئی تھیں۔ پپوٹوں کے اوپر بڑے بڑے چھالے ابھرے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ اور ٹائیگر کے حلق سے مسلسل سسکاریاں نکل رہی تھیں۔

"تمہاری آنکھیں ٹھیک ہو سکتی ہیں ٹائیگر ——— اگر تم اصل بات

بتاؤ کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو" ـــــ عمران نے اُسے اٹھا کر دوبارہ کرسی میں دھکیلتے ہوئے کہا۔ مگر ٹائیگر دونوں ہاتھ منہ پر رکھے بُری طرح تڑپ رہا تھا۔ اس کی حالت سے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی روح تک لرز رہی ہو۔ نجانے ریوالور کی پشت سے کیا چیز نکل کر اس کی آنکھ میں پڑی تھی کہ اس کی حالت لمحہ بہ لمحہ خستہ تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔

عمران نے ریوالور کا رخ اس کی دائیں آنکھ کی طرف کیا اور پھر ٹریگر کے بیرونی حلقے کو انگوٹھے کی مدد سے دبا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ریوالور کی نال کے نیچے موجود ایک باریک سی نالی سے سرخ رنگ کے مائع کی پھوار سی نکل کر ٹائیگر کی دائیں آنکھ پر پڑی اور ٹائیگر نے چونک کر نہ صرف اس آنکھ پر سے ہاتھ ہٹا لیا بلکہ دوسرے لمحے بیٹ سے اس کی آنکھ بھی کھل گئی۔ آنکھ میں گہری سرخی نمایاں تھی۔

"دیکھو ـــــ اسی طرح تمہاری دوسری آنکھ بھی ٹھیک ہو سکتی ہے۔ شرط یہ ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر اس کا فقرہ ابھی پوری طرح مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ ٹائیگر نے اچانک اس پر چھلانگ لگا دی۔ عمران کو شاید ٹائیگر سے اس قسم کے اقدام کی توقع نہ تھی۔ اس لئے اس اچانک حملے کا دفاع نہ کر سکا۔ اور ٹائیگر نے اُسے خیمے کے ایک کونے کی طرف اچھال دیا۔ عمران نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھا۔ لیکن ٹائیگر اُسے اچھال کر خیمے سے باہر چھلانگ لگا چکا تھا۔ عمران اٹھ کر خیمے کے دروازے کی طرف بھاگا۔ لیکن دروازے کے سامنے رکھی ہوئی ایک ریوالونگ ٹیبل سے ٹکرا کر گر پڑا۔ جلدی میں ٹیبل کا

خیال ہی نہ رہا تھا۔ نیچے گرتے ہی وہ ایک بار پھر تیزی سے اٹھا اور خیمے سے باہر آیا مگر دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رک گیا۔ کیوں کہ ٹائیگر کی وہ کشتی نما گاڑی انتہائی تیزی سے وادی کی سرحد کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی ـــــ اور ظاہر ہے عمران کے لئے اس کا تعاقب کرنا بیکار تھا۔ ٹائیگر نے فوری طور پر راہِ فرار اختیار کرنا زیادہ مناسب سمجھا تھا۔ اس لئے وہ عمران کو گرا کر سیدھا گاڑی کی طرف دوڑا اور جب تک عمران باہر آتا وہ گاڑی لے کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ـــــ عمران تیزی سے واپس خیمے میں داخل ہوا۔ اور پھر اس نے ٹائیگر کے ساتھیوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ کیوں کہ ٹائیگر کے تمام ساتھی ہلاک ہو چکے تھے ـــــ اور عمران انہیں دیکھتے ہی اچھل کر اپنے ساتھیوں کی طرف بھاگا۔ اُسے شاید اپنے ساتھیوں کی ہلاکت کا خدشہ لاحق ہو گیا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ کیوں کہ اس کے ساتھی صرف بے ہوش پڑے ہوئے تھے ـــــ اور اس کے ساتھ ہی بات اس کی سمجھ میں آ گئی ـــــ ٹائیگر نے نیلے رنگ کی جو گیس خیمے میں پھیلائی تھی وہ پہلے سے بے ہوش افراد کے لئے تو ہلاکت کا باعث بن گئی۔ البتہ عمران کے ساتھی چونکہ پہلے ہوش میں تھے اس لئے وہ ہلاک ہونے کی بجائے صرف بے ہوش ہو گئے ـــــ اور ٹائیگر اور عمران سانس روک لینے کی وجہ سے اس گیس کے اثرات سے بالکل صاف بچ نکلے۔ عمران نے پھرتی سے اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لانا شروع کر دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد

وہ سب ہوش میں آگئے۔

"یار ۔۔۔ تم لوگ بے ہوش ہونے میں بڑے ماہر ہو گئے ہو۔ ذرا سا دھواں دیکھ لو تو فوراً ہی بے ہوش ہو جاتے ہو۔ کچھ خیال کیا کرو۔ اب اگر وہ ٹائیگر دوبارہ دھواں پھیلا دیتا تو اس کے ساتھیوں کی طرح تمہاری بھی چھٹی ہو چکی ہوتی"۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ گیا کہاں"۔۔۔ صفدر نے ندامت کی وجہ سے بات بدلنے کے لئے پوچھا۔

"وہ اپنی گاڑی میں سوار ہو کر وادی کی سیر کو نکل گیا ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ تو وہ نکل گیا ۔۔۔ مگر اس کے ساتھی"۔۔۔ نعمانی نے فرش پر پڑے ہوئے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس کے ساتھی ذرا زیادہ دور سیر کو نکل گئے ہیں۔ مطلب ہے عالم بالا کی سیر کرنے"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا خیمے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کا رخ ساتھ والے خیمے کی طرف تھا جس میں تنویر، کیپٹن شکیل اور عالم زیب موجود تھے۔ تنویر اور کیپٹن شکیل تو پٹیاں باندھے اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے تھے۔ البتہ عالم زیب ایک کونے میں سر جھکائے خاموش بیٹھا تھا۔

"مسٹر عالم زیب ۔۔۔ آپ کا وقت آگیا"۔۔۔ عمران نے خیمے میں داخل ہوتے ہی بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مم ۔۔۔ میرا وقت ۔۔۔ نہیں نہیں ۔۔۔ ابھی میں مرنا نہیں

چاہتا۔ ابھی تو میرے بچے چھوٹے ہیں"۔۔۔ عالم زیب نے چونک کر اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ خوف کی شدت سے زرد پڑ چکا تھا۔

"یعنی اگر تمہارے بچے بڑے ہوتے تب تمہیں مرنے میں کوئی اعتراض نہ تھا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ دیکھا میں نے تمہیں کیسے بے وقوف بنایا۔ میرے تو بچے ہی نہیں ۔۔۔ ظاہر ہے جب بچے ہی نہیں تو وہ بڑے کیسے ہوں گے۔ اور جب بڑے نہیں ہوں گے تو میں مروں گا کیسے"۔۔۔ عالم زیب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

"تم مجھے اپنا بچہ سمجھ لو قبلہ ۔۔۔ اور اب تیار ہو جاؤ"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ارے ارے ۔۔۔ خدا کے لئے مجھے کس مصیبت میں پھنسا دیا۔ میں یہاں سروے کے لئے آیا ہوں مرنے کے لئے نہیں"۔۔۔ عالم زیب نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو میں بھی سروے کے لئے ہی کہہ رہا ہوں۔ اپنا سامان اٹھاؤ اور باہر آؤ"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور عالم زیب کے چہرے پر رنگ سا آگیا۔ وہ تیزی سے خیمے کے کنارے کی طرف بڑھا اور پھر اس نے ایک بڑا سا بیگ اٹھا لیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ عمران کے ساتھ خیمے سے باہر آگیا۔ عمران کے ساتھی بھی خیمے سے باہر آگئے تھے۔ وہ ٹائیگر کے ساتھیوں کو باہر اٹھا لائے تھے۔

"ان لوگوں کا کیا کرنا ہے" ـــــ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اٹھا کر برف میں ڈال دو" ـــــ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے عمران کے ساتھیوں نے واقعی ٹائیگر کے مردہ ساتھیوں کو اٹھا کر یوں برف میں اچھال دیا جیسے سگریٹ کی خالی ڈبیہ کو اچھال دیا جاتا ہے۔

"ارے" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں اس جگہ پر جمی ہوئی تھیں جہاں ٹائیگر کے مردہ ساتھی کو اچھالا گیا تھا۔ کیونکہ لاش برف میں گرتے ہی یوں نیچے اترتی چلی گئی تھی جیسے اُسے برف کی بجائے بہت زیادہ وزن باندھ کر پانی میں پھینک دیا ہو۔

"کیا ہوا" ـــــ عالم زیب نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہاں برف اتنی نرم ہے کہ لاش اس میں تیزی سے گھس گئی ہے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور عالم زیب بھی چونک کر دیکھنے لگا۔

عمران کے ساتھی مسلسل لاشیں پھینک رہے تھے اور وہ سب برف میں غرق ہوتی چلی جا رہی تھیں۔

"حیرت انگیز برف ہے ـــ اتنی نرم" ـــــ عمران نے کان کھجاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے کے ساتھ ساتھ چہرے پر بھی شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

"میں ابھی چیک کر لیتا ہوں" ـــــ عالم زیب نے کہا اور اس

نے بیگ کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا ریڈیو نما آلہ نکالا۔ اور اس کے ایک سرے سے ایریل سا باہر نکالا وہ ایریل کو کھینچتا چلا گیا۔ اور پھر اس نے ایریل کو موڑ کر اس کا رخ نیچے کی طرف کر دیا۔ ریڈیو نما اس آلے کو اس نے زمین پر رکھا اور اس کے ایریل کے سرے کو برف میں ڈال دیا ـــ اس آلے پر ایک بڑا سا ڈائل بنا ہوا تھا جس پر ایک ترتیب میں سرخ رنگ سے ہندسے بنے ہوئے تھے۔ عالم زیب نے ریڈیو کا ایک بٹن دبایا۔ تو اس آلے میں زندگی سی جاگ اٹھی۔ اور پھر ایک اور بٹن دباتے ہی ڈائل کے دائیں طرف آخر میں سرخ رنگ کا ایک نقطہ آہستہ آہستہ بائیں طرف بڑھتا چلا گیا ـــ وہ مختلف نمبروں کے نیچے سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اور جیسے جیسے وہ نمبر کراس کرتا چلا جا رہا تھا۔ عالم زیب اور عمران کے چہروں پر حیرت کے آثار ابھرتے چلے جا رہے تھے۔ اور پھر انتہائی بائیں کونے میں لکھے ہوئے نمبروں سے چند نمبر قبل نقطہ رک گیا ـــ اور دونوں کی نظریں بیک وقت اس ہندسے پر جم گئیں جس کے نیچے نقطہ رکا ہوا تھا۔

"اوہ ـــ دو ہزار فٹ گہرائی تک نرم برف" ـــ عالم زیب نے حیرت سے پھٹے لہجے میں کہا۔

"یہ واقعی حیرت انگیز ہے۔ اتنی گہرائی تک نرم برف کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا" ـــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن رکے ہوئے نقطے کے اوپر موجود نمبر واضح طور پر بتا رہے تھے کہ واقعی وادی میں دو ہزار فٹ تک نرم برف موجود ہے۔

"اس کا مطلب ہے کہ کوئی بھی وزنی چیز اس وادی میں ڈالی

جائے تو وہ دو ہزار فٹ گہرائی تک برف میں اترتی چلی جائے گی "۔ عالم زیب نے کہا۔

"نہیں ——— یہ ضروری نہیں ہے ——— برف تو واقعی دو ہزار فٹ کی گہرائی تک نرم ہے۔ لیکن جوں جوں گہرائی ہوتی جاتی ہے۔ برف کی کثافت بڑھتی جاتی ہے۔ اس لئے ضروری نہیں کہ وزنی چیز ٹھیک دو ہزار فٹ تک اترتی چلی جائے وہ درمیان میں بھی رک سکتی ہے ——— لیکن اس کا انحصار اس چیز کے وزن پر ہے "——— عمران نے جواب دیا اور عالم زیب یوں چونک کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے اس کے سر پر سینگ اگ آئے ہوں۔

"اوہ ——— آپ تو جینئس ہیں جینئس "——— عالم زیب نے کہا۔

"نہیں بھئی ——— میں جن اور انسان کی ملاوٹ نہیں ہوں خالص انسان ہوں "——— عمران نے جینئس کو دوسرے معنے دیتے ہوئے کہا۔ اور عالم زیب یوں سر ہلانے لگا جیسے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔

"تم اب چیک کرو کہ اس وادی میں کوئی ٹھوس عمارت موجود ہے۔ تو اس کا محل وقوع کیا ہے اور اس کی گہرائی کتنی ہے "——— عمران نے عالم زیب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس وادی میں عمارت ——— یہ کیسے ممکن ہے "——— عالم زیب نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ ممکن ہے جناب ——— بین الاقوامی زیب صاحب "۔

عمران نے عالم کو بین الاقوامی کے مفہوم میں بدلتے ہوئے کہا۔

"نہیں صاحب ——— ایسا ہونا ناممکن ہے "——— عالم زیب اپنی بات پر اڑ گیا۔

"دیکھو عالم زیب ——— تمہیں کیا احکامات ملے تھے "——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے کہا گیا تھا کہ وادی نل میں سروے کرنا ہے۔ اور یہ کوئی بین الاقوامی مشن ہے "——— عالم زیب نے جواب دیا۔

"تو پھر کرو سروے ——— کہ اس میں کوئی عمارت ہے تو اس کا محل وقوع اور گہرائی کتنی ہے "——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اب تو آپ کے بس میں ہوں جو آپ کہیں وہ کروں گا۔ لیکن ہو گا یہ سب بے کار۔ میں نے سروے کے مضمون میں ڈاکٹریٹ کیا ہوا ہے۔ اس لئے مجھے معلوم ہے کہ بھربھری اور نرم برف میں کوئی عمارت نہیں بن سکتی "——— عالم زیب نے بڑبڑاتے ہوئے بیگ کھولنا شروع کر دیا۔

"کبھی موت کا سروے کیا ہے تم نے "——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کی بات پر عالم زیب بری طرح چونک پڑا۔ البتہ اس کے گرد اکٹھے ہوئے عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ آئی۔

"نہیں ——— بھلا موت کا سروے کیسے ہو سکتا ہے "——— عالم زیب نے جواب دیا۔ البتہ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔

"تم نے ڈائریکٹ کرنے کے باوجود موت کا سروے نہیں کیا جب کہ میں نے بغیر ڈائریکٹ کئے موت کا سروے کر رکھا ہے اور اگر تم چاہو تو میں بغیر سروے کے یہ نعمت تم تک پہنچا سکتا ہوں" ——— عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"مم — مم — معافی چاہتا ہوں — میں ابھی وادی کا سروے کر دیتا ہوں" — عالم زیب نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید عمران کا اصل مفہوم سمجھ گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھوں میں تیزی آ گئی۔ اس نے بیگ میں سے ایک چپٹا سا بکس نکالا اور اس کے ساتھ ہی ایک تہہ شدہ سٹینڈ تھی — پھر اس نے سٹینڈ کو کھول کر زمین پر رکھا اور اس چپٹے سے باکس کو اس سٹینڈ پر فٹ کر دیا۔ چپٹے باکس کے کونے کو انگوٹھے سے دباتے ہی باکس کا سامنے والا حصہ کسی ڈھکن کی طرح کھلتا چلا گیا۔ اب وہاں مستطیل انداز کی ایک سکرین سی نظر آنے لگ گئی — اور پھر عالم زیب نے اس باکس کے کنارے کے ساتھ ایک ہک کے ساتھ لٹکی ہوئی ایک لٹو نما چیز کو اتارا۔ اس کے ساتھ باریک سی تار کا گچھا تھا۔ جو اس چپٹے باکس کے اندر چلی گئی تھی — عالم زیب نے گچھے کو کھول کر اس لٹو نما چیز کو برف میں پھینک دیا۔ لٹو برف میں غائب ہو گیا اور تار کھلتی چلی گئی۔ پھر ایک جھٹکے سے تار سیدھی ہو کر رک گئی۔ عمران خاموش کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے دراصل یہ جدید ترین مشینری اسی لئے منگوائی تھی — کہ اُسے علم تھا کہ وادی نمل میں اس لیبارٹری کا سراغ سوائے جدید ترین مشینری کے لگایا نہ جا سکے گا۔ ویسے اُسے یہ علم نہ تھا کہ وادی نمل

کی برف اتنی نرم بھی ہوگی۔ عالم زیب پاکیشیا سروے ڈیپارٹمنٹ کا چیف تھا۔ اور عمران کی خصوصی درخواست پر چیف سیکرٹری نے اُسے ان کے ساتھ بھیجا تھا۔

عالم زیب نے بڑی پھرتی سے اس باکس کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سکرین روشن ہو گئی اور اس کے خود بخود دو حصے ہو گئے۔ ایک حصہ میں خالی روشنی تھی جب کہ دوسرے حصے پر مختلف ہندسے جگمگانے لگے تھے — عالم زیب نے پہلے بٹن کے ساتھ موجود ایک اور بٹن دبایا تو خالی سکرین پر روشنی کی ایک چھوٹی سی لکیر تیزی سے دائیں بائیں اور اوپر نیچے دوڑنے لگی تھی — ادھر سکرین کے دوسرے حصے میں تیزی سے مختلف رنگوں کے نمبر بدلنے شروع ہو گئے تھے — روشنی مختلف اطراف میں دوڑتی رہی اور نمبر بدلتے چلے گئے۔ یہ نمبر چار مختلف رنگوں میں ابھر اور مٹ رہے تھے۔ اور پھر اچانک روشنی کی لکیر سکرین کے ایک کونے میں جامد ہو گئی اور عالم زیب یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو — وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سکرین پر ایک جگہ رکی ہوئی روشنی کی لکیر کو دیکھ رہا تھا۔

"کمال ہے — واقعی اس برف کے اندر ایک عمارت موجود ہے — حیرت انگیز — انتہائی حیرت انگیز" — عالم زیب نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نے عمارت کی بجائے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔

"اس کا محل وقوع" — عمران نے کہا اور عالم زیب نے چونک

کر بیگ میں سے ایک کاپی نکالی جس پر گراف سے بنے ہوئے تھے۔ کاپی کے ساتھ پنسل ایک تار کے ساتھ منسلک تھی۔ عالم زیب نے سکرین کے دوسرے حصے میں موجود نمبروں کو تیزی سے گراف پر مختلف سائیڈوں میں درج کرنا شروع کر دیا ۔۔۔ وہ بار بار ان نمبروں کی جگہ بدل دیتا۔ اور اس کے ساتھ ہی گراف پر لکیریں ڈالنا شروع کر دیتا۔ اور پھر آہستہ آہستہ ایک واضح نقشہ سا سامنے آتا چلا گیا۔ چاروں طرف سے مختلف لکیریں ایک پوائنٹ پر جمع ہو گئیں اور عالم زیب نے پنسل ہٹا دی۔

"وادی نل کے شمال مشرق میں ایک ہزار فٹ کی گہرائی پر یہ عمارت موجود ہے"۔۔۔ عالم زیب نے نتیجہ نکالتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے اس عمارت کا فاصلہ کتنا ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"یہ وادی کے تقریباً عین درمیان میں بنی ہوئی ہے"۔۔۔ عالم زیب نے گراف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"عین درمیان میں ۔۔۔ پھر تو اس تک پہنچنا ناممکن ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ لیکن اگر عمارت ہے تو اس کا کوئی راستہ بھی ہوگا"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"ہاں راستہ بھی ہوگا اور وہ یقیناً اس نرم برف میں نہیں ہو سکتا"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کے علاوہ اور کوئی راستہ ہو بھی کیسے سکتا ہے"۔۔۔ عالم زیب نے جواب دیا۔

"اچھا ۔۔۔ اس بات کو چیک کرو کہ عمارت ایک ہی ہے یا زیادہ ہیں"۔۔۔ عمران نے کسی خیال کے تحت کہا۔

"ہاں ۔۔۔ اگر ایک ہو سکتی ہے تو دو بھی ہو سکتی ہیں"۔۔۔ عالم زیب نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے تار پکڑ کر برف میں دفن لٹو کو باہر کھینچ لیا۔ اس کے بعد اس نے تار کا وہ سرا جو مشین میں جا رہا تھا پلگ کی طرف کھینچ کر اس نے مشین کی دوسری سائیڈ میں فٹ کیا اور پھر لٹو کو پہلی جگہ سے ہٹا کر ذرا دوسری طرف برف میں پھینک دیا ۔۔۔ اور اس کے بعد اس نے مشین چلا دی۔ اسی طرح مشین کی سکرین کی ایک سائیڈ پر نمبر نمودار ہونے شروع ہو گئے اور دوسرے حصے پر روشنی کی لکیر دائیں بائیں اور اوپر نیچے تیزی سے دوڑنے لگی۔ عالم زیب۔ عمران اور باقی ممبران کی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور چند لمحوں بعد جب روشنی کی لکیر ایک جگہ رکی تو وہ چونک پڑے کیونکہ یہ جگہ پہلی جگہ سے ذرا ہٹ کر تھی۔

"یہ دوسری عمارت ہے"۔۔۔ عالم زیب نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

ادھر عالم زیب نے ایک بار پھر گراف کاپی اور پنسل سنبھال لی۔ اور ان سب کی نظریں اب گراف پیپر پر جم گئیں۔

پھر اس سے پہلے کہ عالم زیب اپنا حساب کتاب مکمل کرتا۔ ان کی پشت پر اچانک ایک خوفناک اور کان پھاڑ دھماکہ ہوا۔ اور ان کو سب کو یوں محسوس ہوا جیسے زمین ان کے پیروں تلے سے اچانک غائب ہو گئی ہو۔ وہ سب حقیر تنکوں کی طرح فضا میں اڑتے

چلے گئے اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ سب وادی کی برف میں ٹھیک اُسی طرح جا گرے جس طرح تھوڑی دیر پہلے انہوں نے ٹائیگر کے ساتھیوں کی لاشوں کو اٹھا کر برف میں پھینک دیا تھا۔ برف نے انہیں پلک جھپکنے میں نگل لیا۔ اور چند لمحوں بعد برف پر کسی قسم کے کوئی آثار موجود نہ تھے۔ وہ پہلے کی طرح صاف اور شفاف چمک رہی تھی۔

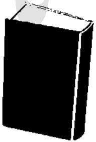

ھنگامی مرکز کے بند کمرے میں یو۔ ایف کی میٹنگ جاری تھی۔ یو۔ ایف کے تمام ممبران منہ لٹکائے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کیونکہ وہ سب اپنی اپنی حکومتوں کے انتہائی ذہین ترین اور تیز طرار ایجنٹ سمجھے جاتے تھے لیکن یہاں پہلے قدم پر ہی ناکامی نے ان کے منہ لٹکا دیئے تھے۔ صرف مس کیوی کی آنکھوں میں مخصوص سی چمک لہرا رہی تھی۔ لیکن بظاہر اس کے چہرے پر بھی اداسی تھی۔

مسٹر شولنگ نے بین الاقوامی ادارہ امن کے مرفی پاول سے ٹرانسمیٹر پر گفتگو کر لی تھی۔ اور اُسے اب تک پیش آنے والے تمام حالات سے مطلع کر دیا تھا۔ مرفی پاول نے جواب میں صرف یہی کہا تھا کہ وہ خود اچھی طرح جائزہ لے لیں۔ اگر وہ اپنے مشن کو آگے بڑھا سکتے

ہوں تو بڑھائیں۔ ورنہ ظاہر ہے مشن کی ناکامی کا اعلان کر دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد اس کے متعلق نئے سرے سے کچھ سوچا جائے گا۔ یہی وجہ تھی کہ شولنگ نے بند کمرے میں یو۔ ایف کی ہنگامی میٹنگ کال کی تھی۔

"ساتھیو —— حالات آپ کے سامنے ہیں۔ پلاننگ کا تمام تر انحصار اس بات پر تھا کہ برف کی سطح سخت ہو گی۔ اور ہم کیمپ لگا کر وادی میں جگہ جگہ طاقت ور بم ماریں گے اور پھر جدید مشینری سے اس بات کا جائزہ لیں گے کہ لیبارٹری میں موجود لوگ خطرہ محسوس کرتے ہوئے ہمیں پکڑنے کے لئے آئیں گے تو پھر وہ ان میں سے کسی آدمی کو پکڑ کر اس پر تشدد کر کے اس کے ذریعے لیبارٹری تک پہنچ جائیں گے اور لیبارٹری کو ڈائم بم کے ذریعے تباہ کر دیا جائے گا —— اس طرح ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا۔ لیکن ہمارا تمام مشن ہی اس بنا پر فیل ہو گیا کہ وادی نمل میں برف بے حد گہرائی تک بھربھری اور نرم ہے۔ ظاہر ہے وادی کی برف پر کیمپ نہیں لگایا جا سکتا" —— شولنگ نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند رکھیں اور وادی میں جگہ جگہ بم ماریں —— اور پھر جب کوئی آدمی ظاہر ہو تو اُسے پکڑ لیں" —— رامیش سنگھ نے تجویز پیش کی۔

"نہیں مسٹر رامیش سنگھ —— یہ تجویز بے کار ہے۔ کیوں کہ نرم برف میں اول تو بم پھٹ ہی نہیں سکتے اگر وہ کہیں گہرائی میں جا کر پھٹیں بھی تو وہ زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ دوسری بات یہ کہ اس نرم

برف میں سرنگ نہیں بن سکتی۔ اس لئے ظاہر ہے لیبارٹری میں سے کوئی آدمی برف کی سطح پر کسی طور بھی نہیں آسکتا"——شوگران کا چن پائی نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ مشن فیل ہو گیا"——مس کیوی نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آرہی کہ اول تو اس قدر نرم برف میں لیبارٹری کیسے بنائی جاسکتی ہے۔ اور اگر بفرض محال بن بھی گئی ہو تو پھر وہ لوگ کیسے بیرونی دنیا میں آتے جاتے ہوں گے——لیبارٹری کا کے لئے مشینری۔ وہاں کے رہنے والوں کے لئے خوراک اور دیگر ضروریات——تو آخر مہذب دنیا سے ہی انہیں سپلائی کی جاتی ہوں گی"——جولیا نے زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"میں تو شروع سے ہی کہہ رہی ہوں کہ ایسا ہونا ناممکن ہے نجانے کس نے ایک خط لکھ کر خواہ مخواہ سنسنی پھیلا دی۔ اور بین الاقوامی ادارہ امن نے خواہ مخواہ اس کو ایک مسئلہ بنا لیا۔ میری حکومت ایکریمیا نے مصنوعی سیاروں کی مدد سے اس لیبارٹری کی تلاش کی کوشش کی۔ لیکن ایسے کوئی آثار اس وادی میں تلاش نہیں ہو سکے۔ اسی طرح حکومت روسیاہ نے بھی کوشش کی لیکن نتیجہ وہی نکلا۔ لیکن بین الاقوامی ادارہ امن مطمئن نہیں ہوا اور یو۔ الیف کے ذریعے اس لیبارٹری کی تلاش کی مہم مرتب کی——لیکن اب نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ اس وادی میں مسلسل برف گرتی ہے۔ اور ہوا نہیں چلتی جو برف کو سخت کر دے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں انتہائی گہرائی

تک نرم برف ہے۔ جس میں نہ ہی کوئی داخل ہو سکتا ہے اور نہ ہی یہاں عمارت بن سکتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وادی میں کوئی خفیہ لیبارٹری سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ چنانچہ یہ تمام مشن بالکل فضول اور بے معنی ہے۔ اسے فوری طور پر ختم کر دینا چاہیئے"——ایکریمی حکومت کی نمائندہ مس کیوی نے پوری تقریر کر ڈالی۔

اور پھر تھوڑی سی بحث مباحثہ کے بعد اس کی تجویز مان لی گئی۔ اور اس طرح متفقہ طور پر اس بات کا اعلان کر دیا گیا کہ مشن ختم کر دیا گیا۔ سامان واپس بین الاقوامی ادارہ امن کو واپس کر دیا جائے۔ اور تمام ممبرز اپنے اپنے ملکوں کو روانہ ہو جائیں۔ اور اس طرح میٹنگ ختم ہو گئی۔ اور وہ سب کمرے سے باہر آگئے۔

جولیا کی نظریں بار بار مس کیوی پر پڑ رہی تھیں۔ جس کا چہرہ اس مشن کے خاتمے پر کھلا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے بے حد خوشی ہوئی ہو۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی——اور پھر میٹنگ ہال سے باہر نکلتے ہی مس کیوی تیزی سے چلتی ہوئی ریسٹ روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ یہ ریسٹ روم صرف عورتوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ تاکہ جولیا اور مس کیوی وہاں آرام کر سکیں——مس کیوی نے ریسٹ روم میں داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا تھا۔ چنانچہ جب جولیا وہاں پہنچی اور اس نے دروازہ کھولنا چاہا تو دروازہ اندر سے لاک کر دیا گیا تھا۔ جولیا کے ذہن میں مس کیوی کے متعلق شک کا بیج پھوٹ پڑا۔ وہ تیزی سے مڑی اور پھر راہداری میں سے ہوتی

ہوئی عمارت کے آخری حصے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ راہداری آگے جا کر بند ہو گئی تھی۔ اور ریسٹ روم کے پیچھے جو باتھ روم تھا۔ اس کی بڑی سی کھڑکی عمارت کی پچھلی طرف کھلتی تھی۔ اور جولیا نے اس کھڑکی کے راستے اندر داخل ہونے کا پروگرام بنا لیا تھا۔۔۔ اور پھر راہداری کے اختتام پر موجود کھڑکی کو کھول کر اس نے جیسے ہی باہر جھانکا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار پھیلتے چلے گئے۔ عمارت کے پچھلی طرف باتھ روم کے لئے بڑا سا پانی گرم کرنے والا گیزر نصب تھا۔ اور دو پائپ نیچے تک جا رہے تھے۔۔۔ جولیا کھڑکی سے باہر نکلی اور دوسرے لمحے وہ آسانی سے اس پائپ کو پکڑ کر گیزر کے بڑے سے سٹینڈ پر چڑھ گئی۔ اب اس کے ہاتھ آسانی سے کھڑکی تک پہنچ سکتے تھے۔ لیکن کھڑکی بند تھی۔ جولیا نے کھڑکی کو آہستہ سے دبایا تو کھڑکی جو اندر سے بند نہ تھی اس لئے اس میں ذرا سی درز پڑ گئی۔۔۔ جولیا نے ایک بار پھر اسے پوری طرح کھولنے کے لئے ہاتھ اٹھایا لیکن دوسرے لمحے وہ رک گئی۔ کھڑکی کی کھلی درز میں سے مس کیوی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ شاید باتھ روم میں ہی موجود تھی۔ جولیا نے سر اونچا کر کے کان کھڑکی سے لگا دیئے۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ کیوی سپیکنگ اوور"۔۔۔ مس کیوی بار بار کہہ رہی تھی۔

"یس۔۔۔ لیڈی ایگلز سپیکنگ اوور"۔۔۔ اچانک ایک مدھم سی نسوانی آواز ابھری۔

"کیوی سپیکنگ۔۔۔ ممبر آف یو۔ الیف۔۔۔ فرام ایکریمیا اوور"

مس کیوی نے کہا۔

"یس مس کیوی۔۔۔ کیا رپورٹ ہے اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میڈم۔۔۔ یو۔ الیف نے مشن ختم کر دیا ہے اور واپسی کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ ہمارا ہیلی کاپٹر برف میں دفن ہو گیا تھا۔ جسے باہر نکالتے وقت اس کے پنکھے کے دو پر ٹوٹ گئے اور پھر وہ دوبارہ گہرائی میں دفن ہو گیا۔ ہمیں باہر نکال لیا گیا۔ اور ہم اس وقت ہنگامی مرکز میں ہیں۔ یہاں یو۔ الیف نے میٹنگ کی جس میں میں نے ان پر دلائل سے ثابت کر دیا کہ اس وادی میں کسی لیبارٹری کا وجود ہی ناممکن ہے۔ چنانچہ مشن ختم کر دیا گیا۔ اور میں نے سوچا کہ آپ کو فوری رپورٹ کر دی جائے اوور"۔۔۔ مس کیوی نے جواب دیا۔

"کسی ممبر کو شک تو نہیں ہوا اوور"۔۔۔ لیڈی ایگلز نے پوچھا۔

"نہیں میڈم۔۔۔ سب کی یہی رائے تھی اوور"۔۔۔ مس کیوی نے جواب دیا۔

"آخر کس دلیل کی بنا پر یکدم اتنا بڑا مشن ختم کر دیا گیا اوور" لیڈی ایگلز شاید مطمئن نہیں ہو رہی تھی۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ اتنے بڑے مشن کو یوں پہلے ہی قدم پر ختم کر دینا کچھ غیر قدرتی اور عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔

"اس دلیل کی بنا پر کہ نرم برف میں عمارت نہیں بن سکتی۔ اور اگر ہے تو پھر نرم برف میں کوئی سرنگ نہیں بن سکتی۔ اور بغیر سرنگ کے اس لیبارٹری سے وادی کی سطح پر کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اور ظاہر

ہے اگر عمارت ہے تو اس میں سے لوگ بیرونی دنیا میں آتے جاتے ہوں گے۔ خوراک وغیرہ اور دیگر ضروری سامان بھی آتا جاتا ہوگا چونکہ ایسا ناممکن ہے اس لئے لیبارٹری کا وجود ہی ناممکن ہے اوور"۔۔۔۔ مس کیوی نے مختصر الفاظ میں تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ دلیل تو بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ اس آئیڈیے پر سوچ بچار شروع ہو جائے کہ برف کی بجائے کسی اور راستے سے لیبارٹری کو بیرونی دنیا سے لنک کیا گیا ہو اوور"۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے جواب دیا۔

"نہیں میڈم ۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی نے سوچا اوور"۔۔۔ مس کیوی نے جواب دیا۔

"وادی کے ارد گرد کا کوئی نقشہ تو سامنے رکھ کر غور نہیں کیا گیا کہ ساتھ والے شہروں کو چیک کیا جائے کہ شاید وہاں سے لنک ہو اوور"۔۔۔ لیڈی ایگلز نے سوال کیا۔

"نہیں میڈم ۔۔۔ اس طرف کسی کا خیال ہی نہیں گیا اوور"۔۔۔ مس کیوی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ویسے بھی وینز ویلا وادی سے بہت دور ہے۔ اگر نقشہ دیکھ بھی لیا جاتا تو کوئی سوچ بھی نہ سکتا۔ بہرحال ٹھیک ہے تم نے اچھی خبر سنائی ہے۔ اور تمہاری کارکردگی بھی اچھی رہی اوکے۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ دوسری طرف سے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز آنی بند ہوگئی۔

جولیا سمجھ گئی کہ بات چیت ختم ہوگئی ہے۔ اس لئے وہ تیزی سے

پس راہداری والی کھڑکی کی طرف بڑھی۔ اور پھر اس نے جیسے ہی پ کو پکڑنا چاہا اُسے پہلی بار احساس ہوا کہ سردی میں کھڑے رہنے وجہ سے اس کے ہاتھ سُن ہوگئے ہیں ۔۔۔ اور دوسرے لمحے وہ پ کے ساتھ کھسکتی ہوئی نیچے کی طرف گھسٹتی چلی گئی۔ اگر پائپ کی بجائے اس کا ہاتھ براہِ راست کھڑکی پر پڑ جاتا تو نتیجہ مختلف ہوتا اور وہ سری منزل سے نیچے جا گرتی ۔۔۔ مگر پائپ کی وجہ سے اتنا ہوا کہ س کی گرفت تو قائم نہ رہ سکی۔ لیکن وہ نیچے گرنے کی بجائے گھسٹتی چلی گئی۔

اور پھر چند لمحوں بعد اس کے پیر زمین پر ٹک گئے۔ اور ایک طویل سانس لے کر اس نے پائپ کو چھوڑ دیا۔ دوسرے لمحے اس نے دستانوں سمیت دونوں ہاتھوں کو تیزی سے ایک دوسرے سے رگڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتی عمارت کے سامنے والے حصے کی طرف بڑھتی چلی گئی ۔۔۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ مس کیوی دراصل ان لیبارٹری والوں کی ایجنٹ ہے۔ اور لیبارٹری کی انچارج کوئی لیڈی ایگلز ہے۔ اس کے ساتھ ہی اُسے یہ بھی علم ہو گیا تھا کہ وینز ویلا نامی شہر اس لیبارٹری سے متعلق ہے۔ اور اب وہ یہ خبر جلد از جلد ایکسٹو تک پہنچانا چاہتی تھی ۔۔۔ لیکن اس کے لئے بہت وسیع حیطہ عمل کے ٹرانسمیٹر کی ضرورت تھی جو اس کے پاس موجود نہ تھا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ وہ بین الاقوامی ادارہ امن کے مرفی پاول کو اس امر کی خفیہ رپورٹ دے دے۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ پہلے ایکسٹو سے بات کر لی جائے۔ ہو سکتا ہے وہ

اس خفیہ اطلاع دینے کے حق میں نہ ہو۔ اس لئے اس نے بھی یہی فیصلہ
کہ سوئٹزرلینڈ پہنچ کر وہ بین الاقوامی ادارہ امن کے ٹرانسمیٹر پر پہلے
کوڈ میں ایکسٹو کو رپورٹ دے گی اور اگر ایکسٹو نے مرفی یا ولیم کو
بتانے کی ہدایت کی تو وہ رپورٹ دے گی ورنہ نہیں۔ چنانچہ اپنے
فیصلے پر مطمئن ہو کر وہ عمارت کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی

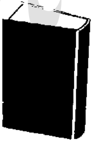

ٹائیگر خیمے سے نکلتے ہی تیزی سے دوڑتا ہوا گاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باوجود تکلیف کے وہ خاصی رفتار سے دوڑ رہا تھا۔ اور پھر اس نے پلک جھپکنے میں گاڑی کا دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے وہ گاڑی میں سوار ہو گیا ——— اور پھر اس نے گاڑی کا انجن سٹارٹ کیا۔ اور اسے تیزی سے وادی کے مخالف سمت بھگاتا چلا گیا۔ اس نے گاڑی میں لگی ہوئی آل ویو سکرین پر عمران کو خیمے سے باہر آتے دیکھا لیکن اب اسے معلوم تھا کہ عمران گاڑی پر قبضہ نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا ——— اس کی ایک آنکھ ابھی تک بند تھی۔ اور اس آنکھ میں اتنی شدید تکلیف ہو رہی تھی کہ اس کی کھوپڑی میں زلزلہ سا آیا ہوا تھا۔ نجانے اس پستول کی پشت سے

کون سا محلول نکل کر اس کی آنکھ میں گرا تھا کہ تکلیف برداشت سے باہر تھی۔ اس آدمی نے دوبارہ کوئی محلول اس کی آنکھ میں ڈال دیا اور اس طرح اس کی ایک آنکھ کھل گئی اور اسی آنکھ کے کھلنے کی وجہ سے ہی وہ خیمے سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

کافی دور آ کر اس نے گاڑی کو روک لیا۔ اس نے سب سے پہلے گاڑی میں موجود میڈیکل باکس نکالا اور پھر اس نے ایک طاقتور آئی لوشن آنکھ میں ڈالا۔ اس آئی لوشن کی وجہ سے اسے کافی حد تک آرام آ گیا ——— لیکن تکلیف مکمل طور پر دور نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ تقریباً پندرہ منٹ کا وقفہ ڈال کر اس نے ایک بار پھر آئی لوشن کے چند قطرے آنکھ میں ٹپکائے۔ اور اس کی آنکھ میں تکلیف بالکل ہی جاتی رہی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی دوسری آنکھ بھی کھل گئی۔ اب دونوں آنکھوں کے باہر سوجن تو تھی لیکن تکلیف ختم ہو چکی تھی۔ اور وہ آسانی سے اور صاف طور پر دیکھ سکتا تھا۔

تکلیف ختم ہونے کے بعد اس نے پہلی بار ٹھنڈے دماغ سے صورت حال پر غور کرنا شروع کیا اور پھر پہلی بار اسے اپنے ساتھیوں کا خیال آیا اور دوسرے لمحے اس کے جسم میں سردی کی لہریں دوڑتی چلی گئیں۔ اسے دراصل غصے اور اشتعال میں اس بات کا خیال تک نہ رہا تھا کہ اس کے ساتھی خیمے میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور اس نے فارموکل گیس کا وار کر دیا ——— اب وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ گیس ہوش میں موجود افراد کو تو پلک جھپکنے میں بے ہوش کر دیتی تھی لیکن پہلے سے بے ہوش افراد اس گیس سے فوری طور پر ہلاک ہو جاتے تھے۔

اس وقت اسے اس بات کا خیال تک نہ آیا تھا۔ اور اس نے نوجوان اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کرنے کی خاطر بغیر سوچے سمجھے فاز ہوکل گیس کا کیپسول توڑ دیا تھا ـــــ اب ظاہر ہے اس نوجوان اور اس کے ساتھیوں کا تو وہ کچھ نہ بگاڑ سکا تھا۔ البتہ اس کے تمام ساتھی یقیناً ہلاک ہو گئے ہوں گے۔ اور اب وہ اکیلا ہی باقی رہ گیا تھا۔ اپنے ساتھیوں کی اس طرح سے موت پر اس کا ذہن غصے کی شدت سے بُری طرح ابلنے لگا ـــــ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کا انتقام اس نوجوان اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے لے گا۔ چنانچہ اس نے گاڑی کا ایک خانہ کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا کیپسول باہر نکال لیا۔ کیپسول کا پچھلا حصہ کسی ڈھکن کی طرح کھول کر اس نے اس میں نصب دو تاروں کے سروں کو آپس میں جوڑ دیا ـــــ اور پھر اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے گاڑی کے سامنے والے حصے پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبایا تو سرر کی آواز سے ایک چھوٹا سا خانہ کھلتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے وہ کیپسول اس خانے میں ڈال دیا اور بٹن کو ایک بار پھر بند کر دیا۔ یہ کیپسول ایک خوفناک اور طاقتور بم تھا ـــــ اور ٹائیگر نے یہ بم دُور سے ہی نوجوان اور اس کے ساتھیوں کے خیموں پر پھینکنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اُسے اس بم کی تباہی کا اچھی طرح علم تھا کہ اس کے پھٹتے ہی ان سب کے پرخچے اڑ جائیں گے۔ اس نے خانہ بند کرنے کے بعد ایک اور بٹن دبایا تو گاڑی کی سکرین پر ایک ٹارگٹ سا ابھر آیا ـــــ اور پھر اس نے گاڑی کو واپس موڑا اور تیزی سے اُسے بھگاتا ہوا عمران کے خیموں کی طرف لے چلا۔

اور پھر اُسے دُور سے ہی خیمے نظر آنے لگ گئے۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی دور آگے بڑھا تھا کہ اس نے سکرین پر اس نوجوان اور اس کے ساتھیوں کو وادی کی برفانی ڈھلان پر کھڑے ہوئے پایا وہ سب نیم دائرے کی صورت میں ایک جگہ اکٹھے تھے اور کسی مشین پر جھکے ہوئے تھے۔ ٹائیگر نے سوچا کہ اگر وہ گاڑی کو اور زیادہ نزدیک لے گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی موجودگی کو محسوس کر لیں اور پھر ادھر ادھر بھاگ نکلیں ـــــ اس لئے اس نے وہیں سے ہی انہیں ٹارگٹ بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے سکرین کے ساتھ لگی ہوئی ایک ناب کو تیزی سے گھمایا تو سکرین پر موجود ٹارگٹ اپنا رخ بدلتا چلا گیا۔ اور جب نوجوان اور اس کے ساتھیوں کا گروپ ٹارگٹ کے عین مطابق ہوا تو اس نے ناب چھوڑ دی ـــــ اب ظاہر ہے کیپسول بم اگر ٹارگٹ پر پھٹتا تو ان میں سے ایک ایک جسم ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جاتا۔ اور پھر اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے سرخ رنگ کے بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور دوسرے لمحے اس کی انگلی نے بٹن کو ایک جھٹکے سے دبا دیا ـــــ بٹن دبتے ہی سکرین پر اُسے کیپسول نما بم تیزی سے اڑ کر نوجوان اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیوں کہ بم کا رخ بدل گیا تھا اور پھر وہ ٹارگٹ سے دو سو گز پہلے ہی زمین پر گرا اور دوسرے لمحے اس نے نوجوان اور اس کے ساتھیوں کو تنکوں کی طرح ہوا میں اڑ کر وادی کی برف میں گرتے دیکھا۔ گو اس کا ٹارگٹ فیل ہو گیا تھا کیوں کہ اس نے فاصلے کا اندازہ غلط

لگایا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ اس برفیلی وادی میں گرنے کے بعد کوئی شخص زندہ سلامت اس میں سے واپس نہیں نکل سکتا۔ اس لئے اس نے گاڑی کو تیزی سے واپس موڑ دیا —— وہ اپنے ساتھیوں کا انتقام لے چکا تھا۔ اس لئے اب وہ واپس سرحد کی طرف جا رہا تھا۔ گو اس کا مشن فیل ہو چکا تھا۔ کیوں کہ ایک تو برف نرم تھی۔ اس میں وہ خود نیچے نہ اتر سکتا تھا۔ دوسری بات یہ کہ اس کی گاڑی کو اس لیبارٹری سے کنٹرول کیا جا سکتا تھا اس لئے وہ گاڑی کے ذریعے بھی وہاں تک نہ پہنچ سکتا تھا —— اور اس کے ساتھی بھی ختم ہو چکے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے اب اس کے سوا اس کے پاس اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ کوئی نیا پلان بنائے۔ اُسے یہ تو پتہ لگ گیا تھا کہ لیبارٹری وادی کے عین درمیان میں خاصی گہرائی پر موجود ہے —— لیکن اس تک پہنچنے کا مسئلہ تھا یہی سوچتا ہوا وہ گاڑی دوڑاتا سرحد کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور اس نے پھرتی سے گاڑی روک دی۔ اور اس نے پچھلی سیٹ پر موجود ایک بڑا سا تھیلا اٹھایا۔ اور اُسے کھولنا شروع کر دیا —— بیگ کے اندر لوہے کے بنے ہوئے مختلف قسم کے پارٹس بھرے ہوئے تھے۔ ٹائیگر نے ان حصوں کو باہر نکالا اور پھر اس نے ان حصوں کو تیزی سے جوڑنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہاں ایک لوہے کی کیپسول نما گاڑی وجود میں آ گئی —— جس میں کی نوک پنسل نما تھی۔ یہ گاڑی اتنی بڑی تھی کہ اس میں ایک آدمی آسانی سے بیٹھ سکتا تھا۔ ٹائیگر نے یہ کیپسول نما

گاڑی برف میں سے گزرنے کے لئے خصوصی طور پر بنوائی تھی۔ اس نے گاڑی کے مختلف حصوں سے مخصوص قسم کا اسلحہ نکالا اور اُسے کیپسول کے پچھلے خانے میں رکھ کر اس نے گاڑی کا رخ واپس وادی کی طرف موڑ دیا —— اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس کیپسول کی مدد سے وہ اکیلا ہی لیبارٹری تک پہنچ جائے گا۔ اور پھر وہاں پہنچ کر فارمولا حاصل کرنا اس کا کام تھا۔ کیوں کہ اس کی طبیعت ہی کچھ ایسی تھی کہ وہ کام کو ادھورا نہ چھوڑ سکتا تھا۔ اور اب تو بظاہر کوئی راستہ تک نہ تھا —— کیوں کہ گاڑی پر واپس سوئٹزرلینڈ جانا اور وہاں سے جہاز پر ایکریمیا جانا۔ اور پھر نیا پلان بنانے کا مطلب تھا کہ ایک طویل عرصے تک مشن مکمل نہ ہو سکتا۔ جب کہ وہ جلد از جلد اس قیمتی فارمولے کو حاصل کرنا چاہتا تھا —— اس لئے اس نے یہی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس مشینی کیپسول کی مدد سے لیبارٹری تک پہنچے گا۔ اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

چنانچہ وہ گاڑی دوڑاتا ہوا دوبارہ وادی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے گاڑی کا رخ موڑ دیا۔ وہ اب پہلے ٹارگٹ سے ہٹ کر وادی میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ کیوں کہ اُسے خیال آ گیا تھا کہ اس ٹارگٹ پر لیبارٹری والوں نے اُسے دھکیل دیا تھا —— اس لئے ظاہر ہے وہ ٹارگٹ ان کی نظروں میں ہو گا۔ چنانچہ اس نے اس ٹارگٹ سے ہٹ کر وادی میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ سے کافی دور جا کر وادی کی ڈھلان پر جا کر رک گیا۔ اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور وہ کیپسول نکال کر باہر رکھ دیا۔

اس کے بعد اس نے گاڑی کو مخصوص انداز میں لاک کر دیا۔ اب وہ گاڑی ہر طرف سے بند ہو چکی تھی۔ اور اُسے کسی بھی صورت میں باہر سے نہ کھولا جا سکتا تھا۔ اس کے کھولنے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا اور وہ طریقہ ظاہر ہے صرف اُس کو معلوم تھا۔ اس لئے وہ گاڑی کی طرف سے پوری طرح مطمئن تھا۔

گاڑی کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد اس نے کیپسول کو دھکیل کر برفانی ڈھلان پر رکھا اور اس کا دروازہ کھول کر خود سمٹ سمٹ کر اندر داخل ہو گیا۔ کیپسول میں پوری طرح بیٹھ جانے کے بعد اس نے اس کا دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر اس نے کیپسول کی پنسل نما نوک کی طرف لگے ہوئے چھوٹے سے انجن کو سٹارٹ کر دیا۔ اس چھوٹے سے کیپسول کے اندر اس نے انتہائی طاقت ور مگر چھوٹا سا ایٹمی طاقت سے چلنے والا انجن نصب کر دیا تھا۔ پورا انجن جوتے کے ایک ڈبے جتنے سائز کا تھا ——— لیکن اس انجن میں بے پناہ طاقت تھی۔ ڈبے کے ساتھ سٹیرنگ راڈ نصب تھا۔ جس کی مدد سے وہ کیپسول کا رخ آسانی سے پھیر سکتا تھا۔ انجن سٹارٹ ہوتے ہی اس نے ڈبے کے باہر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو ڈبے کے اوپر نصب ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی ——— اور سکرین پر سامنے کا منظر ابھر آیا۔ سکرین پر ہر طرف برف ہی برف نظر آ رہی تھی۔ اور پھر جیسے ہی ٹائیگر نے ایک اور بٹن دبایا تو کیپسول کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ ڈھلوان سے پھسل کر نوک کے بل برف میں دھنستا چلا گیا۔ اسکی سپیڈ آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی۔ اور اب سکرین پر

برف ہی برف نظر آ رہی تھی۔ کیپسول تیزی سے نرم برف کے اندر اپنا راستہ بناتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اور ٹائیگر اب پوری طرح مطمئن تھا کیونکہ اُسے یقین تھا کہ وہ جلد ہی لیبارٹری کو ڈھونڈھ نکالے گا۔

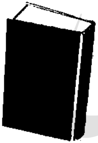

دھماکے کے بعد چند لمحوں تک تو عمران کے ذہن پر تاریکی سی چھائی رہی۔ البتہ اُسے صرف اتنا احساس ضرور ہوا کہ اس کا جسم نرم برف میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔ لیکن پھر ایک جھٹکے سے نہ صرف اس کا جسم نیچے اترنے سے رک گیا بلکہ اس کے ہوش و حواس پر سے بھی غفلت کا پردہ کھسکتا چلا گیا ——— اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی اور پھر بڑی مشکل سے وہ آنکھیں کھولنے میں کامیاب تو ہو گیا لیکن برف اس کی آنکھوں میں گھستی جا رہی تھی۔ اور اُسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں کسی نے سرخ مرچوں کی خاصی مقدار ڈال دی ہو ——— اور ویسے بھی آنکھیں کھولنے پر سوائے برف کے اور کچھ نظر بھی نہ آتا تھا۔ عمران نے اوپر اٹھنے کیلئے اپنے جسم کو حرکت دی۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن پر مایوسی

کا غلبہ ہوتا چلا گیا۔ کیوں کہ جتنا وہ اوپر اٹھنے کی کوشش کرتا۔ اتنا ہی وہ نیچے دھنستا چلا جا رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ برف کی دلدل میں پھنس گیا ہو۔ اور اب آہستہ آہستہ اس کا سانس بھی رکتا جا رہا تھا —— اس کے گرنے کی وجہ سے برف میں جو خلا پیدا ہوا۔ اُسے تو ہوا نے پُر کر لیا اور وہی ہوا کچھ دیر اس کے کام آتی رہی لیکن آہستہ آہستہ برف دوبارہ ملتی جا رہی تھی۔ اور ہوا ختم ہوتی جا رہی تھی۔ اور عمران کو یہ بھی معلوم تھا کہ اگر وہ جلد ہی اس برفیلی دلدل سے باہر نہ نکلا تو حفاظتی لباس کے باوجود اس کا جسم برف بن جائے گا اور اس طرح موت اس کا مقدر بن جائے گی —— لیکن اب اس دلدل سے باہر نکلنے کا کوئی طریقہ بھی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ وہ جتنا ہاتھ پیر مارتا اتنا ہی نیچے چلا جاتا۔ اور آہستہ آہستہ اس کا ذہن مفلوج ہوتا چلا جا رہا تھا۔ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی اس موقع پر کوئی کام نہ دکھا رہی تھی —— اور پھر عمران نے مزید جسمانی جدوجہد چھوڑ کر اس دلدل سے نکلنے کے لئے کوئی ترکیب سوچنی شروع کر دی۔ لیکن یوں لگ رہا تھا جیسے دماغ بھی برف کا بنتا جا رہا ہو۔ موت اب تیزی سے اپنے پنجے پھیلاتی چلی جا رہی تھی اور عمران کو زندگی میں پہلی بار بے بسی کا احساس ہو رہا تھا اور پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور وہ ذہنی طور پر موت کے استقبال کے لئے تیار ہو گیا۔ لیکن اُسی لمحے اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپکا اور اس کے مفلوج ہوتے ہوئے جسم میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی —— قدرت نے عین موقع پر اس کی مدد کی تھی۔ اس نے تیزی سے اپنے جسم کو ترچھا

کیا اور جسم کا زاویہ تھوڑا سا اوپر کی طرف رکھ کر اس نے مخالف سمت میں جسم کو دھکیلا۔ تو اس کا جسم گو برف میں گھستا چلا گیا لیکن ترچھا ہونے کی وجہ سے رخ اوپر کی طرف ہی تھا۔ عمران نے مسلسل یہ عمل جاری رکھا —— اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کا سر برف کی بیرونی سطح سے باہر آ گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اور پھر اس نے اپنے جسم کو وادی کی سرحد کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد اس نے دونوں ہاتھ باہر نکال کر سخت زمین پر جمائے اور پھر اس کا جسم قلابازی کھا کر باہر سخت زمین پر جا گرا —— وہ موت کے منہ سے نکل آیا تھا۔ لیکن اس کا جسم برف ہو رہا تھا۔ اُسے وہیں پڑے ہوئے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ اس کے کانوں میں کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب —— آپ باہر آ گئے —— ہم سب آپ کے لئے فکرمند تھے" —— کیپٹن شکیل کے لہجے میں مسرت کی جھلکیاں تھیں۔

"اوہ —— لیکن باقی ساتھی" —— عمران نے آنکھیں کھول کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"ان کے بارے میں بے فکر رہیں —— ہم نے انہیں نکال لیا ہے۔ اور وہ اس وقت خیمے میں پڑے ہوئے ہیں" —— کیپٹن شکیل نے عمران کو سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"مگر کیسے نکال لیا" —— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

دراصل ہُوا یہ کہ ـــــ دھماکہ ہوتے ہی میں اور تنویر خیموں سے باہر آگئے اور ہم نے آپ سب کو برف میں گرتے دیکھ لیا۔ چنانچہ ہم دوڑتے ہوئے یہاں تک آ گئے۔ تو صفدر اور نعمانی چوں کہ بہت پیچھے کھڑے تھے اس لیئے وہ تو بالکل کنارے پر گرے تھے۔ ان کے ہاتھ باہر تھے۔ میں نے اور تنویر نے ان دونوں کو فوراً ہی باہر نکال لیا۔ عالم زیب مشین کے ساتھ گرا تھا ـــــ اور اس کی تار جس پہ لٹو تھا۔ وہ ہمیں برف کے اوپر نظر آگئی چنانچہ جب ہم نے اس تار کو کھینچا تو مشین باہر آگئی۔ اور عالم زیب چوں کہ اس مشین سے چمٹا ہوا تھا۔ اس لیئے وہ بھی باہر آگیا ـــــ صدیقی۔ چوہان اور آپ کا کوئی پتہ نہ چل رہا تھا۔ جس پر میں نے اپنے جسم سے رسی باندھی اور اس کا سرا تنویر نے پکڑا اور میں نے برف میں چھلانگ لگا دی۔ میرا اندازہ درست ثابت ہوا۔ اور میں عین اُسی جگہ جا گرا۔ جہاں صدیقی اور چوہان دونوں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر موجود تھے ـــــ وہ جتنی اوپر آنے کی جدوجہد کر رہے تھے۔ اتنا ہی نیچے دھنستے جا رہے تھے۔ اور تقریباً مردہ ہو چکے تھے۔ میں نے رسی کو زور سے کھینچا اور پھر ان دونوں کے ہاتھ پکڑ لیئے۔ تنویر نے زور لگا کر رسی کھینچی اور اس طرح ہم تینوں باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب صرف آپ رہ گئے تھے۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ ان دونوں کو خیموں میں چھوڑ کر آپ کو تلاش کیا جائے۔ لیکن آپ خود ہی باہر آ گئے" ـــــ کیپٹن شکیل نے اُسے سہارا دے کر خیمے میں لے جاتے ہوئے ساری صورت حال بتا دی اور عمران دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کرنے لگا کہ قدرت کی مہربانی وجہ سے

وہ سب اس خوف ناک برفیلی دلدل سے زندہ سلامت باہر آ گئے ہیں۔

"مگر یہ دھماکہ ہوا کیسے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"جب ہم باہر نکلے تو ہم نے ٹائیگر کی گاڑی کو واپس سرحد کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ دھماکہ اُسی نے کیا تھا۔ میرا خیال ہے اس نے کوئی بم پھینکا تھا۔ لیکن وہ آپ لوگوں سے کافی پہلے ہی پھٹ گیا۔ اور اس سے نکلنے والی لہروں نے آپ کو اچھال دیا" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ کیوں کہ اس کے سوا اور کوئی آئیڈیا بھی نہ بنتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ خیمے میں پہنچ گیا جہاں سب ساتھی پڑے ہوئے تھے۔ تنویر نے درمیان میں گیس کے دونوں بڑے ہیٹر جلا رکھے تھے۔ یہ ہیٹر عمران ہنگامی صورت حال کے لیئے اپنے ساتھ لایا تھا۔ اور ان ہیٹروں کی وجہ سے خیمے کی فضا خاصی حد تک گرم ہو چکی تھی۔

اور پھر عمران بھی ہیٹر کے قریب لیٹ گیا۔ اور آہستہ آہستہ اس کے جسم میں خوشگوار حرارت دوڑتی چلی گئی۔ خوشگوار حرارت جو زندگی کی دلیل تھی۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب" ـــــ اچانک صفدر کی آواز سنائی دی جو دوسرے ہیٹر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

"میرا خیال ہے ـــــ اگر ہم وادی کی تمام برف کو پگھلا دیں۔ تو آسانی سے عمارت تک تیرتے ہوئے پہنچ سکتے ہیں" ـــــ عمران نے اب اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"خدا کی پناہ —— نجانے میں کن احمقوں میں آپھنسا ہوں۔ بھلا اتنی بڑی وادی کی برف بھی پگھلائی جا سکتی ہے" —— اچانک عالم زیب نے زور زور سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے علاوہ باقی سب ممبر اس کے اس بات پر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"ورلڈ زیب صاحب —— یہ کون سا مشکل کام ہے۔ اگر ہم سورج کو کھینچ کر وادی کے عین اوپر چند گز کے فاصلے پہ کھڑا کر دیں تو کیا وادی کی برف پگھل نہیں جائے گی" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں ترکیب بتاتے ہوئے کہا۔

"بالکل پگھل جائے گی۔ لیکن ہمارا کیا حشر ہوگا۔ ہم تو جل بھن جائیں گے" —— عالم زیب نے بڑے فلسفیانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں اتنی ساری برف ہے۔ ہم برف میں چھپ جائیں گے۔ پھر بھلا گرمی ہمیں کیا کہہ سکتی ہے" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں —— واقعی اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا۔ لیکن سورج کو ہم نیچے کیسے کھینچیں گے" —— عالم زیب نے اس طرف سے مطمئن ہونے کے بعد دوسرے رخ پر سوچنا شروع کر دیا۔

"اس میں سوچنے والی بات کون سی ہے۔ ہم اللہ میاں کو تمہارے ہاتھ درخواست بھیج دیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ہماری درخواست منظور ہو جائے گی" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرے ہاتھ —— مم —— مگر میں کیسے جاؤں گا" —— عالم زیب نے سوچتے ہوئے کہا۔

"صرف ایک گولی کافی ہوگی۔ تمہیں اللہ میاں کے پاس پہنچانے کے لئے" —— عمران نے کہا اور عالم زیب یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی بجائے سپرنگ لگ گئے ہوں۔

"ارے ارے —— اتنی بھی کیا جلدی —— آرام سے جانا —— بیٹھ جاؤ —— بھئی بیٹھ جاؤ" —— عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"مم —— مگر وہ گولی" —— عالم زیب نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ہاں صفدر —— اسپرین کی گولیاں تو ہمیں سوئٹزرلینڈ سے لینی پڑیں گی" —— عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور عالم زیب یوں دھب سے واپس بیٹھ گیا جیسے زندگی میں پہلی بار بیٹھنے کا موقع ملا ہو۔ اس بار اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

"عمران صاحب —— آخر ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس برف کے ذریعے تو ہم کسی صورت بھی اس عمارت تک نہیں پہنچ سکتے۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کا فائدہ" —— کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پھر میں نے کب کہا ہے۔ کہ ہم وقت ضائع کریں" —— عمران

ضرورت سے زیادہ سنجیدہ تھا۔

"تو پھر اب آپ نے کیا سوچا ہے" ــــ صفدر نے عمران کو سنجیدہ ہوتے دیکھ کر پوچھا۔

"اب یہ بات تو طے شدہ ہے کہ برف کی اس وادی کے اندر رتھہ میں دو پراسرار عمارتیں موجود ہیں اور برف کی پوزیشن بتا رہی ہے کہ وادی کی طرف سے اس عمارت کا کوئی راستہ نہیں ہو سکتا۔ ادھر سے آنا جانا قطعاً ناممکن ہے۔ اور اگر یہ کسی طور پر راستہ ہوتا بھی تو اب تک نظروں میں آچکا ہوتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان عمارتوں کا راستہ کسی اور طرف سے ہے۔ جو کم از کم یہ وادی نہیں ہو سکتی" ــــ عمران نے دلائل دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب ــــ وادی کے ارد گرد پھیلے ہوئے کسی شہر میں اس پراسرار لیبارٹری کا راستہ ہوگا۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی دیہی فارم ہاؤس ہی اس کا دہانہ ہو" ــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تو پھر میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اس لیبارٹری کے راستے کے لئے کسی نجومی سے مدد حاصل کرنی پڑے گی" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور ان سب کے چہرے لٹک گئے۔ کیوں کہ عمران کی بات میں وزن تھا۔ پوری دنیا کو کھنگالنے کے لیے تو ظاہر ہے نجومی والی بات ہی درست ہو سکتی تھی۔

ابھی خیمے میں خاموشی کو طاری ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے

کہ اچانک تیز سیٹی کی آواز نے خاموشی کا پردہ چاک کر دیا اور عمران کے ساتھ ساتھ باقی سب ساتھی بھی بری طرح چونک پڑے۔ یہ آواز خیمے کے ایک کونے میں پڑے ہوئے ایک بیگ سے نکل رہی تھی۔ عمران اٹھ کر تیزی سے اس بیگ کی طرف بڑھا اور پھر اس نے بیگ کھول کر اس میں سے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا ــــ یہ وسیع حلقہ عمل کا ٹرانسمیٹر تھا۔ عمران نے اس کا ایک بٹن دبایا۔ تو سیٹی کی آواز پر ایکسٹو کی آواز غالب آگئی۔

"ہیلو ــــ ایکسٹو کالنگ اوور" ــــ ایکسٹو کا لہجہ حسب دستور سپاٹ ہی تھا۔ لیکن اتنے دور دراز فاصلے پر ایکس ٹو کی آواز سن کر سارے ممبران کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں میں نئی زندگی کی لہر دوڑ گئی ہو۔

"عا ــ عا ــ عم ــ عمران ــ سپی ــ سپی ــ سپیکنگ اوور" ــــ عمران نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے سردی کے مارے اس کے دانت بج رہے ہوں۔

"عمران ــــ تمہیں کتنی بار سمجھایا کہ میرے ساتھ یہ بچگانہ حرکتیں نہ کیا کرو۔ اور یہ میری آخری وارننگ ہے۔ اس کے بعد اگر تمہارے دانت ٹوٹ کر تمہارے حلق میں اتر گئے تو مجھے افسوس نہ ہوگا اوور" ــ ایکسٹو کے لہجے میں بے پناہ کرختگی عود کر آئی تھی۔

"جج ــ جج ــ جناب ــ آپ خواہ مخواہ نن ــ نن ــ ناراض ہو رہے ہیں۔ سس ــ سردی کے مارے دو دو دانت میوزک بج ــ بج ــ بجا رہے ہیں اوور" ــــ عمران بھلا کہاں

باز آنے والا تھا۔ اس نے فقرے کو جان بوجھ کر کچھ اور لمبا کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارے مشن کی کیا پوزیشن ہے اوور" ــــ ایکسٹو نے شاید موضوع بدلنے کے لئے پوچھا۔

"سس ــ سس ــ سردی لگ گئی ہے۔ مم ــ مشن ٹھٹھر گیا ہے اوور" ــــ عمران نے قریب بیٹھے صفدر کو دائیں آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"تمہارے لئے ایک اطلاع ہے ــــ یو۔ الیف کا مشن ناکام ہو گیا ہے۔ مگر جولیا ایک کلیو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ لیبارٹری کے راستے کا تعلق ایک شہر وینز ویلا سے ہے ــ اور یو۔ الیف میں شامل ایکریمین سیکرٹ سروس کی ایجنٹ مس کیوی کی کسی لیڈی ایگلز سے بات چیت کے دوران اس کا پتہ چلا ہے۔ اوور" ــــ ایکسٹو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیڈی ایگلز ــــ کیا جولیا نے واقعی یہی نام لیا تھا اوور" ــــ عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اب اس کی سردی دور ہو گئی تھی۔

"تو کیا میں تمہارے ساتھ مذاق کر رہا ہوں اوور" ــــ ایکسٹو نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

"سوری سر ــ مجھے دراصل اس نام پر حیرت ہوئی تھی۔ بہرحال جولیا کی یہ اطلاع بے حد اہم ہے اوور" ــــ عمران نے ایکسٹو کی غراہٹ سنتے ہی بھیگی بلی بنتے ہوئے جواب دیا۔ اور خیمے میں موجود

سیکرٹ سروس کے باقی ممبران کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ عمران جو انہیں انگلیوں پر نچاتا تھا ایکسٹو کے سامنے یوں بھیگی بلی بنا دیکھ کر ان کے دلوں میں خواہ مخواہ مسرت کی لہر دوڑ گئی تھی۔ انہیں یوں محسوس ہوا جیسے عمران ان کے سامنے دب گیا ہو۔ اور کیوں نہ ہو آخر ایکسٹو ان کا باس تھا۔

"تو ٹھیک ہے ــــ تم یہاں سے بوریا بستر باندھو اور وینز ویلا میں کوشش کرو۔ جولیا کو میں نے واپس بلا لیا ہے اوور" ــــ ایکسٹو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ــــ ویسے ایک بات پوچھوں اوور" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ــــ کیا بات ہے اوور" ــــ ایکسٹو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"سر ــــ جولیا اور آپ کیلئے .... اوور" ــــ عمران نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت کی مہک نمایاں تھی۔

"شٹ اپ ــــ یو نانسنس ــــ اوور اینڈ آل" ــــ ایکسٹو نے اسے انتہائی سختی سے ڈانٹتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔

"دیکھا ــــ کیسے بھگا دیا میں نے اسے ــــ ہمیں وینز ویلا کا چکر دے کر خود ...." ــــ عمران نے ابھی تبصرہ مکمل نہ کیا تھا کہ اچانک تنویر ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔

"ارے ارے — تمہیں کیا ہوا — تم فکر نہ کرو — ایکسٹو تو خود پردہ نشین ہے" —— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب اگر تم نے ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا" —— تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"اچھا بھئی اچھا — مجھے تسلیم ہے کہ تم سے بُرا کوئی نہیں" عمران نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تو دوستو — اٹھو — اس سردی سے تو جان چھوٹی۔ وینز ویلا میں پکنک منائیں گے" —— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب بھی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ شاید خود اس شدید سردی سے بھاگنا چاہتے تھے۔

ایڈورڈ یو۔ ایف کے ہیلی کاپٹر میں موجود بموں کو ناکارہ کرنے کے بعد جب واپس اپنے کمرے میں پہنچا تو اس نے اس مشین کے سامنے جگہ سنبھال لی جس پر ٹائیگر اور عمران کے گروپوں کو اس نے چیک کیا — مشین پر لگی ہوئی سکرین آن تھی۔ مگر جیسے ہی اس کی نظر سکرین پر پڑی وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیوں کہ اس نے کشتی نما گاڑی پہلے ٹارگٹ سے ہٹ کر کافی فاصلے پر برفانی ڈھلان کے قریب رکی ہوئی دیکھی اور ایک لحیم شحیم آدمی اس گاڑی میں سے ایک کیپسول نما گاڑی نکال کر باہر ڈھلوان پر رکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کشتی نما گاڑی کو بند کیا اور اس کیپسول میں بیٹھ گیا — دوسرے لمحے وہ کیپسول نما گاڑی برفانی ڈھلوان سے لڑھک کر برف میں گری اور کسی آبدوز کی طرح برف میں تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

ایڈورڈ کچھ دیر اس کیپسول نما گاڑی کو دیکھتا رہا پھر اس نے آنے والی گاڑی کو کنٹرول کرنے والی مشین کا بٹن آن کر دیا۔ وہ اس کیپسول نما گاڑی کو بھی اُسی طرح طاقت ور شعاعوں کی مدد سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

دھکیل کر واپس سرحد کی طرف بھیجنا چاہتا تھا جس طرح اس نے کشتی نما گاڑی کو دھکیلا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اس مشین سے نکلنے والی کنٹرولنگ لہروں کا اس کیپسول نما گاڑی کے انجن پر کوئی اثر نہ تھا۔ اور مشین سے نکلنے والی لہریں اس کے انجن کو کنٹرول نہ کر سکی تھیں۔

”ہوں ـــ اس کا مطلب ہے۔ اس گاڑی میں کوئی ایسا پرزہ فٹ ہے جس کی وجہ سے اس پر باہر سے کنٹرول نہیں کیا جا سکتا۔ اب ایک ہی صورت ہے کہ اس کیپسول نما گاڑی کو برف میں ہی تباہ کر دیا جائے“ ـــ ایڈورڈ نے سوچتے ہوئے کہا۔

چنانچہ اس نے سنوتارپیڈو آپریٹنگ مشین کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس مشین کے ذریعے ایک مخصوص بم کسی بھی ٹارگٹ پر پھینکا جا سکتا تھا۔ اور یہ بم برف میں بالکل اسی طرح حرکت کرتا تھا۔ جیسے پانی میں تارپیڈو کام کرتا ہے۔ اس بنا پر اسے سنوتارپیڈو کہا جاتا تھا ـــ لیکن دوسرے لمحے ایڈورڈ نے ہاتھ ہٹا لیا۔ چونکہ وہ بنیادی طور پر سائنس دان تھا۔ اس لئے اس کے ذہن میں یہ خلش موجود تھی کہ آخر اس کیپسول نما گاڑی میں ایسی کون سی مشین نصب ہے جس پر کنٹرولنگ شعاعیں اثر نہیں کر رہیں ـــ وہ اس مشین کی ساخت اور کارکردگی کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ یہ اس کے نقطہ نظر سے اہم ایجاد تھی۔ چنانچہ اس نے چند لمحوں کے تذبذب کے بعد یہی فیصلہ کیا کہ اس کیپسول نما گاڑی کو ٹھیک ٹھاک حالت میں سیکورٹی سیل میں لایا جائے اور پھر اس میں موجود آدمی کو تو ختم کر دیا جائے اور اس گاڑی

کو مزید ریسرچ کے لئے محفوظ کر لیا جائے۔

چنانچہ اس نے یہ سوچ کر سنوتارپیڈو آپریٹنگ مشین کو استعمال کرنے کا خیال چھوڑ دیا۔ اور خاموش بیٹھا برف میں دوڑتی ہوئی گاڑی کو دیکھنے لگا۔ جو برف میں یوں دوڑتی پھر رہی تھی جیسے آبدوز پانی کے اندر دوڑتی ہے ـــ اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ گاڑی ایک مخصوص زاویے پر پہنچ کر مڑی تو ایڈورڈ چونک پڑا۔ کیونکہ اس زاویے پر اس کیپسول نما گاڑی کے مڑتے ہی وہ سمجھ گیا کہ اب وہ سیدھی سیکورٹی سیل کی طرف ہی آئے گی ـــ اور یہی ہوا چند لمحوں بعد وہ کیپسول نما گاڑی سیکورٹی سیل کی بیضوی عمارت کے سامنے پہنچ گئی۔ ایڈورڈ جانتا تھا کہ کیپسول نما گاڑی والا چاہے ساری عمر سر پٹختا رہے تب بھی اس عمارت کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ لیکن چونکہ وہ خود گاڑی حاصل کرنا چاہتا تھا ـــ اس لئے وہ تیزی سے اٹھ کر میز کے پیچھے پڑی ہوئی کرسی پر آ بیٹھا اور اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن تیزی سے دبا دیا۔ دوسرے لمحے دیوار پر لگی ہوئی ایک سکرین روشن ہو گئی۔ اس پر ایک نوجوان کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔

” راجر ـــ ایک کیپسول نما گاڑی سیکورٹی سیل کے مشرق کی طرف موجود ہے“ ـــ ایڈورڈ نے کہا۔

” یس باس ـــ میں اسے سکرین پر چیک کر رہا ہوں۔ لیکن آپ نے اسے یہاں تک کیوں آنے دیا۔ اسے راستے میں ہی تباہ کیا جا سکتا تھا“ ـــ راجر نے جواب دیا

"میں نے اسے کنٹرول کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کنٹرولنگ شعاع نے کام نہیں کیا۔ میں اس عجیب وغریب گاڑی پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں اس لئے اسے آپریٹنگ روم میں ٹریپ کر دو۔ اور اس آدمی کو بیہوش کر دو۔ میں اس سے بھی پوچھ گچھ کروں گا" ——— ایڈورڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے —— جیسا آپ حکم کریں" ——— راجر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ایڈورڈ نے سکرین آف کر کے ایک اور بٹن دبایا تو ایک اور سکرین روشن ہو گئی۔ اب اس سکرین کے ایک حصے پر کیپسول نما گاڑی اور دوسرے حصے پر آپریٹنگ روم کا منظر نمایاں تھا۔ —— اور پھر ایڈورڈ نے آپریٹنگ روم کا بیرونی دروازہ کھلتے دیکھا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا۔ کیپسول نما گاڑی تیزی سے آگے بڑھی اور اس دروازے میں داخل ہو گئی۔ اور ایڈورڈ کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تیرنے لگی۔ ظاہر ہے کیپسول نما گاڑی میں موجود خود بخود پھندے میں آ پھنسا تھا۔

آپریٹنگ روم ایک چھوٹا کمرہ تھا۔ جو بظاہر ہر قسم کے ساز و سامان سے عاری تھا۔ لیکن اس کی دیواروں میں بے شمار ایسے سائنسی آلات نصب تھے جن کے ذریعے دور بیٹھے ہر قسم کا کام سرانجام دیا جا سکتا تھا۔

کیپسول نما گاڑی آپریٹنگ روم میں داخل ہوتے ہی رک گئی۔ اور آپریٹنگ روم کا بیرونی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اب گاڑی اس سپاٹ دیواروں والے خالی کمرے میں موجود تھی۔ دوسرے

لمحے کیپسول نما گاڑی کا دروازہ کھلا اور ایک لحیم شحیم آدمی بڑے محتاط انداز میں گاڑی سے باہر نکل آیا۔ گاڑی سے باہر آ کر اس نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا —— مگر ابھی وہ پوری طرح شاید کمرے کی چاروں دیواروں کو نہ دیکھ سکا تھا کہ اچانک کمرے کی شمالی دیوار پر چھت کے قریب ایک خانہ کھلا اور اس میں سے ایک چمک سی ابھری اور ایڈورڈ نے اس لحیم شحیم آدمی کو کٹے ہوئے شہتیر کی طرح فرش پر گرتے دیکھا —— ایڈورڈ سمجھ گیا کہ راجر نے بلوفوم کا وار کیا ہے۔ بلوفوم کی مخصوص شعاعوں کے ذریعے کسی بھی جاندار کو ایک لمحے میں اعصابی طور پر مفلوج کیا جا سکتا تھا۔ اور ایسا آدمی ایک گھنٹے تک حرکت کرنے سے معذور رہتا تھا۔ صرف اس کی زبان چل سکتی تھی۔ کیونکہ وہ جبڑوں کے اندر ہونے کی وجہ سے بلوفوم کی براہِ راست زد میں نہ آتی تھی۔ اور ظاہر ہے دماغ بھی کام کرتا رہتا تھا۔

اس لحیم شحیم آدمی کے فرش پر گرتے ہی آپریٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے اس لحیم شحیم آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور چند لمحوں میں آپریٹنگ روم سے نکل گئے —— ایڈورڈ جانتا تھا کہ اب اس لحیم شحیم آدمی کو انکوائری روم میں لے جا کر اچھی طرح باندھ دیا جائے گا۔ اسی لمحے راجر والی سکرین دوبارہ روشن ہو گئی۔

"باس —— آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے۔ وہ آدمی انکوائری روم میں پہنچ چکا ہے۔ آپ اس سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں" —— راجر کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں" ۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا اور سکرین تاریک ہو گئی۔

ایڈورڈ ابھی کرسی سے اٹھ کر انکوائری روم میں جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اچانک سامنے والی دیوار کے درمیان نصب بڑی سی سکرین روشن ہو گئی۔ اور ایڈورڈ چونک کر سیدھا ہو گیا کیونکہ اس سکرین کا تعلق براہِ راست لیبارٹری سے تھا۔ سکرین پر نمبر ون کی تصویر ابھر آئی۔

"ہیلو ۔۔۔ نمبر ون سپیکنگ اوور" ۔۔۔ نمبر ون کی کرخت آواز سنائی دی۔

"یس سر ۔۔۔ ایڈورڈ اٹنڈنگ یو اوور" ۔۔۔ ایڈورڈ نے مؤدبانہ لہجے میں میز کے کنارے پر لگا ہوا ٹرانسمیٹر آپریٹنگ بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے رپورٹ ملی ہے کہ سیکورٹی سیل میں کوئی کیپسول نما گاڑی گھسی ہے اوور" ۔۔۔ نمبر ون نے پوچھا۔

"یس سر ۔۔۔ میں نے اُسے ٹریپ کیا ہے" ۔۔۔ راجر نے کہا اور پھر اس نے کشتی نما گاڑی کی آمد سے لے کر اب تک کے حالات کی تمام رپورٹ تفصیل سے سنا دی۔

"اوہ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے لیبارٹری کے خلاف سرگرمیاں شروع ہو چکی ہیں۔ اور اس میں دو گروپ کام کر رہے ہیں۔ ایک گروپ تو وہ جو کشتی نما گاڑی میں سوار تھا۔ اور جس کا ایک آدمی اس وقت جو تمہارے قبضے میں ہے۔ اور دوسرا گروپ وہ جو خیمے

وادی کی سرحد پر لگائے ہوئے ہے اوور" ۔۔۔ نمبر ون نے کہا۔

"سر ۔۔۔ خیموں والے گروپ کے متعلق میں نے تحقیق کی ہے وہ ٹیم بین الاقوامی سروے پر آئی ہوئی ہے۔ اور بے ضرر سے لوگ ہیں۔ البتہ یہ کشتی والے مجھے خطرناک لگتے ہیں" ۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔

"تم نے ان خیمے والوں کے ویژن وساؤنڈ فلم بنوائی ہے اوور" نمبر ون نے پوچھا۔

"جی ہاں ۔۔۔ وہ مشین آن ہے ویژن وساؤنڈ فلم بن رہی ہے اوور" ۔۔۔ ایڈورڈ نے جواب دیا۔

"او۔ کے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ ان خیموں والے گروپ کی نگرانی کرو۔ اور ان کی فلم لیبارٹری میں بھجوا دو۔ اور اس کیپسول نما گاڑی والے کو بھی لیبارٹری میں بھجوا دو۔ چیف باس آج کل بذاتِ خود لیبارٹری میں موجود ہے۔ وہ خود انہیں چیک کرے گا اوور" ۔۔۔ نمبر ون نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"او۔ کے باس ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ایڈورڈ نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ نمبر ون نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی۔ ایڈورڈ نے راجر سے رابطہ ملا کر کیپسول کے ذریعے آنے والے کو لیبارٹری بھجوانے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اب تک خیمے والے گروپ کی فلم بھی لیبارٹری بھجوانے کا حکم دے دیا۔ اور خود اٹھ کر آپریٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں وہ کیپسول نما گاڑی موجود تھی۔ تاکہ اس کی مشینری کو

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جانچ سکے۔

"ایڈورڈ آخر کیا کر رہا ہے۔ اس نے اب تک ٹائیگر کے متعلق کوئی رپورٹ نہیں دی۔ جب کہ ٹائیگر کے متعلق مجھے رپورٹ ملی تھی کہ وہ اس مشن پر روانہ ہو چکا ہے"۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے نمبر وَن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میڈم۔۔۔۔ ایڈورڈ بے حد ذہین اور ہوشیار ہے۔ وادی کی طرف دو گروپ کام کر رہے ہیں۔ اس نے ان دونوں گروپوں کو کور کیا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی کو اس نے ٹریپ کر لیا ہے۔ جب کہ دوسرے گروپ کے متعلق اس نے ویڈیو ساؤنڈ فلم تیار کی ہے۔ میں نے ابھی چند لمحے پہلے ہی اس سے رپورٹ لی ہے۔ اور اُسے کہا ہے۔ کہ اس آدمی اور اس فلم کو یہاں بھیج دے۔ اس فلم کو دیکھنے کے بعد ہی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ آیا وہ گروپ جو بظاہر بین الاقوامی سروے ٹیم سے متعلق ہے ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور اس آدمی سے پوچھ گچھ کی جا سکتی ہے"۔۔۔۔ نمبر وَن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ لیڈی ایگلز کوئی جواب دیتی۔ اچانک میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور نمبر وَن نے پھرتی سے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔۔۔ نمبر وَن سپیکنگ"۔۔۔۔ نمبر وَن نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس۔۔۔ سیکورٹی سیل سے فلم اور ایک مفلوج آدمی لیبارٹری میں پہنچ چکے ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ فلم آپریٹنگ روم میں پہنچا دو۔ اور اس آدمی کو بلیو روم میں رکھا جائے اور مجھے اطلاع دی جائے"۔۔۔۔ نمبر وَن نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور واپس رکھ دیا۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر ٹائیگر کہاں غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ پوری ٹیم تھی۔ نو دس افراد تھے"۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے کہا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے مادام۔۔۔ بہرحال جب بھی وہ وادی میں پہنچا۔ اس کی رپورٹ مل جائے گی"۔۔۔۔ نمبر وَن نے جواب دیا۔

"نمبر وَن۔۔۔ تم ٹائیگر کو نہیں جانتے۔ وہ انتہائی خطرناک۔ عیار اور سفاک مجرم ہے۔ وہ پوری ٹیم کے ساتھ لیبارٹری کو تباہ کرنے اور ایکس بم کا فارمولا حاصل کرنے آیا ہے۔ اس لئے مجھے اس کی طرف سے زیادہ فکر ہے۔ اور ٹائیگر کی وجہ سے ہی میں یہاں آئی ہوں۔ کیوں کہ مجھے علم ہے کہ تم چاہے کچھ بھی کر لو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

باقی یو۔ الیف کی طرف سے تو مجھے ذرا برابر بھی فکر نہ تھی کیونکہ اس میں مس کیوری موجود تھی۔ وہ حالات کو کنٹرول کر سکتی تھی اور وہی ہوا۔ اس نے مشن ناکام کرا کر مجھے رپورٹ دے دی" ـــــ لیڈی ایگز نے کرخت لہجے میں کہا۔

"آپ درست کہہ رہی ہیں مادام ـــــ یہ ہو سکتا ہے کہ بین الاقوامی سروے ٹیم کے روپ میں وہی ٹائیگر ہی ہو" ـــــ نمبر ون نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں ـــــ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ مجھے وہ فلم دکھاؤ" ـــــ لیڈی ایگز نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آئیے" ـــــ نمبر ون نے اٹھتے ہوئے کہا اور لیڈی ایگز بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

لیڈی ایگز کو لیبارٹری میں پہنچے ہوئے دوسرا دن تھا۔ اور جب سے وہ آئی تھی۔ اس نے ٹائیگر کے متعلق نمبر ون کو کھینچ رکھا تھا۔ نمبر ون چونکہ سرکاری طور پر اس کے ماتحت تھا۔ اس لئے وہ کچھ بول نہ سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے جہاں چند کرسیاں پڑی ہوئی تھیں اور ایک طرف کونے میں ایک پروجیکٹر رکھا ہوا تھا۔ یہ آپریٹنگ روم تھا۔ وہاں سفید وردی میں ملبوس ایک آپریٹر بھی موجود تھا۔ لیڈی ایگز اور نمبر ون نے چہروں پر نقاب چڑھائے ہوئے تھے۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے اور

نمبر ون کے اشارے پر آپریٹر نے فلم چلا دی۔ کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔ اور پھر سامنے موجود بڑی سی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ہر طرف برف ہی برف نظر آ رہی تھی۔ پھر اچانک سکرین پر ایک کشتی نما گاڑی ابھری جو کہ تیزی سے برف سے چند انچ اوپر اڑی چلی جا رہی تھی۔ دوسرے لمحے گاڑی کا اندرونی منظر بھی سکرین پر واضح ہو گیا۔

"ٹائیگر ـــــ یہ ٹائیگر اور اس کے ساتھی ہیں" ـــــ اچانک لیڈی ایگز چیخ پڑی۔ اس کے لہجے میں بے چینی تھی۔

"یہی ٹائیگر ہے" ـــــ نمبر ون نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں ـــــ جو شخص گاڑی چلا رہا ہے یہ ٹائیگر ہے۔ اور باقی اس کے ساتھی ہیں" ـــــ لیڈی ایگز نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

گاڑی تیزی سے برف پر تیرتی ہوئی وادی کے عین درمیان میں رک گئی اور پھر جب گاڑی کے اندر لگی ہوئی سکرین پر لیبارٹری کی عمارت کا منظر ابھرا تو لیڈی ایگز اور نمبر ون دونوں چونک پڑے۔

"اوہ ـــــ ٹائیگر نے لیبارٹری کا سراغ لگا لیا" ـــــ لیڈی ایگز کی آواز سنائی دی۔

مگر دوسرے لمحے گاڑی کو ایک جھٹکا لگا۔ اور وہ تیزی سے آگے بڑھی۔

"ایڈورڈ نے اس کے کمپیوٹر کو کنٹرول کر لیا ہے" ـــــ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

نمبر دَن نے گاڑی کو آگے بڑھتے دیکھ کر کہا۔

"اسے تباہ کر دینا چاہیئے تھا۔ فوراً تباہ کر دینا چاہیئے تھا" ــــــ لیڈی ایگلز نے کرخت مگر بے چین لہجے میں کہا۔

"میں نے اسے منع کر دیا تھا کہ جب تک کوئی ایمرجنسی نہ ہو وہ کسی پر حملہ نہ کرے۔ کیوں کہ اس طرح لیبارٹری کا وجود ظاہر ہو جاتا ہے"۔ نمبر دَن نے جواب دیا۔

"یہ تمہاری حماقت تھی نمبر دَن ــــ ٹائیگر نے سکرین پر لیبارٹری کو چیک کر لیا تھا۔ پھر اس سے چھپانے کا کیا مطلب"۔ ــــ لیڈی ایگلز نے غراتے ہوئے کہا۔ اور نمبر دَن خاموش ہو گیا۔ کیونکہ واقعی اس بات کا تو اُسے خیال تک نہ آیا۔

برف پر پھسلنے والی گاڑی تیزی سے شمالی سرحد کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر چند لمحوں بعد وہ ڈھلان پر چڑھ کر دو بڑے بڑے خیموں کے پاس پہنچ کر رک گئی۔

"یہ خیمے کس کے ہیں"۔ ــــ لیڈی ایگلز نے غور سے خیموں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ شاید دوسرا گروپ ہے جو بظاہر بین الاقوامی سروے ٹیم ہے"۔ ــــ نمبر دَن نے جواب دیا۔

اور پھر فلم چلتی رہی اور ٹائیگر اور ان کے درمیان ہونے والی جنگ ــــ وہ دونوں خاموشی سے دیکھتے رہے۔

"یہ سروے ٹیم نہیں ہو سکتی ان کے لڑنے کا انداز بتا رہا ہے کہ ان کا تعلق جرائم کی دنیا سے ہے"۔ ــــ لیڈی ایگلز نے تبصرہ

کیا اور پھر ان کے سامنے ٹائیگر کے ساتھیوں کی لاشیں برف میں پھینک دی گئیں۔ جب کہ ٹائیگر گاڑی لے کر بھاگ گیا۔

اور پھر جب خیموں والوں نے کسی جدید ترین مشین کے ذریعے وادی میں موجود سیکورٹی سیل اور لیبارٹری کی عمارت چیک کر لی تو وہ دونوں بُری طرح چونک پڑے۔

"اوہ ــــ یہ سروے ٹیم واقعی حیرت انگیز ہے" ــــ لیڈی ایگلز اور نمبر دَن نے بیک آواز ہو کر کہا۔ اور دوسرے لمحے انہوں نے ان کے پیچھے آئی ہوئی ٹائیگر کی کشتی نما گاڑی دیکھی اور پھر بم چلنے اور ان سب کے برف میں گرنے کا منظر دیکھا۔

"یہ بھی گئے ــــ اب ان کے باہر نکلنے کا بھی کوئی امکان نہیں ہے"۔ ــــ لیڈی ایگلز نے کہا۔

لیکن پھر اس نے ان لوگوں کے باہر نکلنے کی جدوجہد دیکھی تو ان دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ جب انہوں نے تھوڑی دیر بعد ان سب کو صحیح سلامت باہر نکل کر خیموں میں پہنچتے دیکھا۔

"حیرت انگیز ــــ انتہائی حیرت انگیز ــــ یہ لوگ بے حد ذہین اور تیز ہیں"۔ ــــ لیڈی ایگلز نے کہا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چونک پڑی جب اس نے ٹرانسمیٹر کال پر ان کی گفتگو کو سنا۔

"اوہ ــــ تو ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور یہ نوجوان جوان کا انچارج ہے۔ عمران ہے۔ مس کیوی کی میرے ساتھ گفتگو بھی سن لی گئی ہے۔ اور وینزویلا کے متعلق انہیں علم ہو گیا ہے۔

یہ بہت بُرا ہوا۔ مس کیوی کو اس غفلت کی عبرت ناک سزا ملے گی : لیڈی ایگلز کے لہجے میں زخمی درندے جیسی غراہٹ تھی۔

"ان کا یہیں خاتمہ ضروری ہے ـــــ وینز ویلا پہنچنے سے پہلے"ـــــ لیڈی ایگلز نے کہا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فلم ختم ہو گئی اور پھر چند لمحوں بعد ایک اور فلم شروع ہو گئی۔ اس میں ایک کیپسول نما گاڑی کو برف میں حرکت کرتے دیکھا گیا اور پھر وہ کیپسول نما گاڑی جب سیکورٹی سیل میں گھسی تو لیڈی ایگلز چونک پڑی ـــ مگر دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی جب اس نے کیپسول نما گاڑی سے ٹائیگر کو باہر نکلتے دیکھا۔

"ٹائیگر سیکورٹی سیل میں پہنچ گیا۔ اوہ ـــ یہ بہت خطرناک ہے"ـــــ لیڈی ایگلز نے کہا۔ مگر پھر جب اس نے اُسے مفلوج ہو کر نیچے گرتے دیکھا تو اطمینان کی ایک طویل سانس لے کر وہ واپس کرسی پر بیٹھ گئی۔ اُسی لمحے فلم بھی ختم ہو گئی اور کمرے میں روشنی پھیل گئی۔

"یہ وہی آدمی ہے میڈم ـــــ جو اس وقت انکوائری روم میں موجود ہے"ـــــ نمبر ون نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ویل ڈن ـــ ایڈورڈ واقعی کام کا آدمی ہے۔ اب صرف یہ عمران کا گروپ رہ گیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے کلوز اپ لے کر وینز ویلا کے شیرف کو بھجوا دو۔ اور ساتھ ہی سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں گروپ کے ممبران کو بھی۔ اور انہیں میری طرف سے ہدایات دے دو کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو وینز ویلا

کی حدود سے باہر ہی ختم کر دیں۔ اور اگر بفرض محال ایسا نہ ہو سکے تو پھر شیرف کو کہو کہ وینز ویلا میں ان کا خاتمہ اس طرح کیا جائے کہ یہ ایک حادثہ معلوم ہو۔ میں اس وقت تک انکوائری روم میں جا کر ذرا ٹائیگر کی مزاج پُرسی کرتی ہوں"ـــــ لیڈی ایگلز نے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ون نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک لافانی شاہکار

موت کا جال

مصنف :- مظہر کلیم ایم۔اے

- برف کی تہہ میں موجود عظیم الشان لیبارٹری جہاں تک پہنچنا کسی غیر کے بس میں نہ تھا۔
- عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران خود ہی موت کے جال میں پھنس گئے۔ موت جوان کے لئے مقدر ہو چکی تھی۔
- لیڈی ایگلز۔ جس کے مقابلے میں جان بچانے کے لئے عمران کو زندگی میں پہلی بار رحم کی بھیک مانگنی پڑی۔
- عمران اپنے ساتھیوں سمیت لیبارٹری میں پہنچ گیا لیکن اُسے تباہ کرنے کی بجائے اُسے جان بچانے کے لئے خود ہی باہر بھاگنا پڑا۔
- کیا عمران اپنے ساتھیوں سمیت موت کے اس جال سے باہر نکل آنے میں کامیاب ہوا یا نہیں۔؟
- عمران کی زندگی کا پہلا مشن جسے پورا کرنے کی بجائے عمران کو جان بچانے کی فکر پڑ گئی۔

ایک ایسی کہانی جس کی ہر سطر انوکھی ہر فقرہ دلچسپ اور ہر صفحہ ایکشن سے لبریز ہے۔

ناشران :- یوسف برادرز پبلشرز بکسیلرز پاک گیٹ ملتان

بلیک تھنڈر کے سلسلے کا انتہائی دلچسپ اور منفرد ناول

سپر مائنڈ ایجنٹ

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

ٹامور ۔۔۔ بلیک تھنڈر کا ایسا ایجنٹ جسے عمران بھی سپر مائنڈ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا ۔۔۔ کیوں ۔۔۔ ؟

ٹامور ۔۔۔ جس نے بے پناہ ذہانت سے عمران کو پے درپے اور واضح شکستیں دیں کیسے؟

ٹامور ۔۔۔ سپر مائنڈ ایجنٹ جس کے مقابلے میں آکر عمران کو پہلی بار معلوم ہوا کہ دراصل ذہانت کسے کہتے ہیں۔

ٹامور ۔۔۔ جس نے تمام تر حفاظتی اقدامات اور بلیک زیرو کی موجودگی کے باوجود صرف اپنی ذہانت سے دانش منزل سے اہم ترین فارمولا اڑا لیا اور عمران نے بلیک زیرو کو ہمیشہ کے لئے دانش منزل سے نکال دیا۔ حیرت انگیز سچوئشن۔

ٹامور ۔۔۔ جس نے عمران کے فلیٹ میں پہنچ کر انتہائی ذہانت سے فارمولا حاصل کر لیا اور عمران سر پیٹتا رہ گیا۔

ٹامور ۔۔۔ جس نے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار عمران کو اپنی ذہانت سے واضح شکست دیدی۔

- ایک ایسا مشن ۔۔۔ جس میں آخر کار عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حقیقتاً واضح شکست کا مزہ چکھنا پڑا ۔۔۔ کیا واقعی ۔۔۔ ؟
- لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات۔ بے پناہ اور حیران کر دینے والا سسپنس۔

ذہانت سے بھرپور ایکشن ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے منفرد اور یادگار حیثیت کا حامل ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول

فورسٹارز

مصنف ــــ مظہر کلیم ایم اے

فورسٹارز ــ سیکرٹ سروس کا ایک نیا گروپ ــ جس کا سربراہ صدیقی تھا۔

فورسٹارز ــ ایک ایسا گروپ ــ جو پاکیشیا کے مجرموں کے لئے دہشت کا نشان بن گیا ــ کیسے ــ ؟

عمران ــ جو اپنے آپ کو سپرسٹار کہلوانے پر مصر تھا لیکن صدیقی اور فورسٹارز نے اُسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ــ کیوں ــ ؟

نواب بہادر ــ منشیات کے انتہائی فعال اور وسیع نیٹ ورک کا سربراہ جس نے پاکیشیا کے ہزاروں لاکھوں خاندانوں کو تباہ کر دیا۔ نواب بہادر کون تھا ــ ؟

نواب بہادر ــ جس کا نام سب جانتے تھے لیکن کوئی اس کی اصل شخصیت سے واقف نہ تھا۔

فورسٹارز ــ جب نواب بہادر کو تلاش کرنے نکلا تو یکسر ناکام ہو گیا ــ کیوں ــ ؟

شارفورس ــ عمران کی درخواست پر ایکسٹو نے سرکاری طور پر ایک نئی فورس قائم کر دی ــ یہ فورس کیا تھی ــ اور اس کے ممبران کون تھے ــ ؟

گلشن جہاں ــ نواب رضا کی اکلوتی صاحبزادی ــ جس سے عمران شادی کے لئے انتہائی سنجیدہ ہو گیا اور اس نے سرسلطان کی معرفت گلشن جہاں سے شادی کا پیغام بھجوا دیا۔

- وہ لمحہ ــ جب عمران نے جولیا کو گلشن جہاں کے ساتھ ہونے والی اپنی شادی کی تقریب میں چلنے کے لئے رضامند کر لیا ــ کیا واقعی جولیا رضامند ہو گئی ــ ؟

ارباب ــ گرین کارڈ نامی تنظیم کا سربراہ ــ جو مزاحیہ باتیں کرنے میں عمران سے بھی دو جوتے آگے تھا ــ ایک دلچسپ، انوکھا اور منفرد کردار۔

- کیا فورسٹارز اور عمران، نواب بہادر کی اصل شخصیت کو ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو گئے ــ یا ــ ؟
- غنڈوں۔ بدمعاشوں کے ساتھ فورسٹارز کی انتہائی ہولناک اور لرزہ خیز فائٹس۔ مزاح۔ ایکشن اور سسپنس سے بھرپور۔ قطعی منفرد انداز میں لکھا گیا

ایک دلچسپ ناول

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

سپاٹ فلم

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

○ سر سلطان کی تحویل سے اہم مسودات کی مسلسل چوری نے سر سلطان کو ذہنی پریشانی کی اس نہج تک پہنچا دیا کہ وہ خود کشی کرنے پر تیار ہو گئے، کیا سر سلطان نے واقعی خود کشی کر لی......؟

○ پاکیشیا اور شوگران کے درمیان ہونے والا ایک ایسا معاہدہ جس کے وجود میں آنے سے پہلے ہی اس کی نقل کے حصول کے لئے انتہائی تیز رفتار سرگرمیاں شروع ہو گئیں۔ یہ سرگرمیاں کیا تھیں؟

○ پاکیشیا اور شوگران کے درمیان اہم ترین معاہدہ جس سے سر سلطان اور پاکیشیا سیکرٹ سروس دونوں کو بے خبر رکھا گیا۔ کیوں۔؟ کیا سر سلطان اور پاکیشیا سیکرٹ سروس دونوں حکومت کا اعتماد کھو چکے تھے؟

○ فیروزہ۔ ایک پاکیشیائی لڑکی، جو سر سلطان کے دفتر میں آفیسر تعینات ہوئی ایک دلچسپ اور حیرت انگیز کردار۔

○ فیروزہ۔ جو پاکیشیا کے صدر کی رشتہ دار بھی تھی۔ سر سلطان کے دفتر میں آفیسر بھی تھی اور ایک بین الاقوامی تنظیم کی ایجنٹ بھی تھی۔ سہ رخی کردار کی حامل ایک ایسی لڑکی، جس نے اپنی حیرت انگیز کارکردگی سے عمران کو بھی چکرا کر رکھ دیا۔

○ فیروزہ۔ جس پر عمران انتہائی سفاکانہ اور بے رحمانہ تشدد کرنے پر مجبور ہو گیا۔ کیوں۔؟

○ سپیشل ایجنٹ واک۔ ایک ایسا ایجنٹ جو اپنی بے پناہ ذہانت، اور انتہائی تیز رفتار کارکردگی کی بنا پر عمران کو بھی پیچھے چھوڑ گیا........ کس طرح؟

○ سپیشل ایجنٹ۔ واک۔ جس نے رانا ہاؤس میں داخل ہو کر اپنی ذہانت اور کارکردگی سے عمران کو بھی چکرا کر رکھ دیا اور عمران، واک کے ہاتھوں شکست کھا جانے کے باوجود شکست سے لاعلم رہا۔ انتہائی حیرت انگیز سچوئشن۔

○ سپیشل ایجنٹ۔ واک۔ جس نے فیروزہ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابل اکیلے کام کرتے ہوئے سب کو شکست دے دی۔ واضح اور کھلی شکست۔

○ فیروزہ۔ سپیشل ایجنٹ واک۔ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان ہونے والی ایک ایسی جنگ، جس کے نتیجے پر پاکیشیا کی سلامتی کا انحصار تھا۔ آخری فتح کس کے حصے میں آئی۔؟

○ سپاٹ فلم۔ ایک ایسی سادہ فلم جس نے عمران جیسی شخصیت کو بھی پاگل پن کی حد تک پہنچا دیا۔ انتہائی حیرت انگیز سچوئشن۔

ذہانت سے بھرپور ایکشن، تیز رفتار اور ہولناک جدوجہد، اعصاب کو چٹخا دینے والا سسپنس۔ ایک منفرد اور یادگار جاسوسی کہانی۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

عمران سیریز
ظہر کلیم
ایم اے
موت کا جال

چند باتیں

محترم قارئین! لیڈی ایگلز سے شروع ہونے والی کہانی اب اپنے پورے عروج پر پہنچ چکی ہے۔ بین الاقوامی تنظیموں کے درمیان ہونے والی کش مکش اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کی بے مثال جدوجہد نے اس کہانی کو جاسوسی ادب میں یقیناً شاہکار کا درجہ بخش دیا ہے۔ برف کی تہہ میں بنی ہوئی عظیم الشان لیبارٹری کی تباہی کا مشن اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی یہ حالت کہ وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے دوڑتے پھر رہے ہیں اور زمین لمحہ بہ لمحہ ان پر تنگ ہوتی جا رہی تھی۔ اور پھر عمران لیبارٹری میں داخل ہونے کے باوجود بے بسی سے مفلوج ہو کر دشمنوں کے رحم و کرم پر پڑا رہ گیا اور موت کے اندھے جال میں اُسے پھڑ پھڑانے کی بھی مہلت نہ مل سکی۔ عمران اور اس کے ساتھی اپنے مشن کو مکمل کرنے کی بجائے اپنی جانیں بچانے کے لئے دشمنوں سے معاہدہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ایک ایسا معاہدہ جو سراسر عمران کی شکست تھا۔ جی ہاں اُسی عمران کی شکست جسے ہمیشہ ناقابل شکست سمجھا جاتا رہا ہے۔ کیا واقعی عمران نے یہ ذلت آمیز شکست

گوارا کر لی۔ یا اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی نے کوئی کارنامہ دکھا ہی دیا۔ یہ سب کچھ تو آپ کو کتاب پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہوگا۔ بہرحال اتنا ضرور ہے کہ عمران آپ کو مایوس نہیں کرے گا۔ یقین نہ آئے تو پڑھ کر دیکھ لیجئے۔

والسلام
مخلص
مظہر کلیم ایم اے

ٹائیگر کیپسول نما گاڑی میں بیٹھ کر برف میں مسلسل سفر کرتا رہا۔ وہ کبھی اس کا رخ ایک طرف پھیر دیتا اور کبھی دوسری طرف۔ کیوں کہ اس کیپسول نما گاڑی میں لیبارٹری کو تلاش کرنے والا سسٹم چوں کہ موجود نہ تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ گھوم پھر کر ہی اُسے تلاش کر سکتا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد جب اس نے گاڑی کا رخ موڑا تو اچانک اُسے سامنے وہ بیضوی سی عمارت نظر آگئی۔ اور اس کی آنکھوں میں مسرت کی چمک ابھر آئی۔ وہ اپنی تلاش میں کامیاب ہو گیا تھا۔ مگر اس بیضوی عمارت کا کوئی دروازہ نظر نہ آ رہا تھا۔ اس لئے وہ گاڑی کو لے کر تیزی سے اس کے چاروں طرف گھومتا رہا۔ ابھی وہ اس عمارت کے گرد گھوم کر اس کے اندر جانے کی کوئی تجویز سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کے سامنے عمارت میں ایک دروازہ سا کھلتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ اندر جائے یا نہیں۔ لیکن پھر اس نے اندر جانے کا فیصلہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کرلیا۔ کیوں کہ ظاہر ہے باہر رہ کر تو وہ کچھ بھی نہ کرسکتا تھا چنانچہ وہ گاڑی سمیت اس دروازے میں گھستا چلا گیا۔ دروازے میں داخل ہو کر وہ ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ بالکل خالی تھا۔ چاروں طرف دیواریں تھیں جس دروازے سے وہ داخل ہوا تھا وہ بھی اب بند ہو چکا تھا ـــــ اس نے گاڑی میں موجود مختلف قسم کا اسلحہ اپنی جیبوں میں منتقل کیا اور پھر بٹن دبا کر کیپسول گاڑی کا دروازہ کھولا اور پھر وہ باہر نکل آیا۔ باہر آکر وہ ابھی کمرے کی پوزیشن کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک اسے یوں لگا جیسے کسی نے اُسے دھکا دے دیا ہو۔ اور وہ دوسرے لمحے دھڑام سے فرش پر آگرا ـــــ اس کا تمام جسم مفلوج ہو چکا تھا۔ وہ صرف دیکھ سکتا تھا۔ سوچ سکتا تھا لیکن حرکت کرنے سے معذور تھا۔ اور اُسی لمحے کمرے کی ایک دیوار کھلی اور اس میں سے دو افراد اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے اُسے اٹھا کر کاندھے پر لادا ـــــ اور پھر اس کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں داخل ہوئے۔ راہداری کا اختتام ایک کمرے کے دروازے پر ہوا۔ ان دونوں نے اس کمرے میں داخل ہو کر وہاں پڑی ہوئی ایک بنچ پر اُسے لٹایا اور پھر بنچ کے ساتھ لگے ہوئے چمڑے کے مضبوط تسموں سے اُسے اچھی طرح باندھ دیا گیا۔ اور اس کے بعد وہ دونوں ہٹ کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔

"کیا یہ لیبارٹری ہے" ـــــ ٹائیگر نے پہلی بار زبان کھولی۔ اور اُسے یہ دیکھ کر خاصی مسرت ہوئی کہ وہ بول سکتا ہے۔

"نہیں ـــ یہ سیکورٹی سیل ہے" ـــــ ان میں سے ایک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کچھ اور پوچھتا کہ کمرے میں ایک آواز گونج اٹھی۔

"سارک ـــ قیدی کو اٹھا کر لیبارٹری پہنچا دو" ـــــ بولنے والے کا لہجہ تحکمانہ تھا۔

"یس باس" ـــــ ان دونوں میں سے ایک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر انہوں نے آگے بڑھ کر ٹائیگر کے تسمے کھولنے شروع کر دیئے۔ ایک بار پھر اُسے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا گیا۔ اور کمرے سے باہر نکل کر وہ راہداری میں آگئے ـــــ مگر اس بار وہ راہداری کے دائیں طرف گھوم کر ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کمرے کی جنوبی دیوار پر لگے ایک ہینڈل کو کھینچا تو دیوار اپنی جگہ سے ہٹتی چلی گئی۔ دیوار کی دوسری طرف ایک سرنگ سی دور تک چلی گئی تھی ـــــ انہوں نے ٹائیگر کو اسی سرنگ کے فرش پر رکھ کر دیوار دوبارہ برابر کر دی۔ جیسے ہی دیوار برابر ہوئی اور وہ دونوں نظروں سے اوجھل ہوئے۔ وہ سرنگ یوں تیزی سے سمٹتی چلی گئی جیسے کوئی اُسے اپنی طرف کھینچ رہا ہو ـــــ اور پھر چند منٹوں بعد وہ ایک اور کمرے میں پہنچ گیا۔ جہاں سے ایک اور آدمی نے اُسے اٹھایا۔ اور مختلف راہداریوں سے گزر کر اُسے ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ یہاں اُسے ایک بنچ پر لٹا دیا گیا۔ اور پھر وہ لوگ کمرے سے باہر چلے گئے۔ اب ٹائیگر اکیلا اس چھوٹے سے کمرے میں پڑا تھا ـــــ کمرے کی دیواروں کے ساتھ مختلف قسم کی چھوٹی چھوٹی مشینیں نصب تھیں۔ اور ٹائیگر ان کی ساخت کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ مشین راز اگلوانے اور

کسی پر تشدد کرنے کے لئے لگائی گئی ہیں۔ ٹائیگر اب اتنا تو جانتا تھا کہ وہ لیبارٹری میں پہنچ گیا ہے۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اس کا پورا جسم بالکل مفلوج تھا۔ حرکت کرنے کی شدید خواہش کے باوجود حرکت نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ خاموش پڑا آنے والے حالات کا انتظار کرتا رہا۔

ابھی اُسے وہاں پڑے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک اُسے محسوس ہوا کہ اس کا مفلوج جسم آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگا وہ چونک پڑا اور پھر اس نے حرکت کرنے کی ارادی طور پر کوشش شروع کر دی ——— اور پھر چند لمحوں بعد اس کے دل میں مسرت کی لہر سی دوڑ گئی جب اس کا پورا جسم مکمل طور پر حرکت میں آگیا۔ شاید اسے اس خیال سے نہ باندھا گیا تھا کہ وہ مفلوج ہے۔ لیکن ان کے اندازے کی غلطی ہو گئی اور اس کا جسم جلد حرکت میں آگیا ——— ٹائیگر اچھل کر بنچ سے نیچے اتر آیا۔ اور پھر ابھی وہ اپنے جسم کو ورزش کے انداز میں موڑ کر سیدھا کر ہی رہا تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے کمرے میں لیڈی ایگلز داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ایک مسلح آدمی تھا جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

اندر داخل ہوتے ہی لیڈی ایگلز ٹھٹھک کر رک گئی۔ کیوں کہ ٹائیگر کو اس طرح آزاد کھڑے دیکھنے کا تو وہ شاید تصور بھی نہ کر سکتی تھی۔ اُسے تو یہی بتایا گیا تھا کہ وہ مفلوج ہو چکا ہے۔

"اسے گولی مار دو"——— لیڈی ایگلز نے ایک لمحے میں اپنے

آپ کو سنبھالتے ہوئے اپنے ساتھ کھڑے مسلح آدمی سے کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ آدمی ٹریگر دباتا۔ ٹائیگر نے اچانک اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور بجلی کی سی تیزی سے اڑتا ہوا وہ لیڈی ایگلز کے ساتھ جا ٹکرایا۔ اس نے چھلانگ ایسے اینگل سے لگائی تھی کہ لیڈی ایگلز سے ٹکرا کر وہ اُسے اپنے ساتھ لیتا ہوا مسلح آدمی سے بھی ٹکرایا اور پھر وہ تینوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ لوٹ پوٹ ہو کر نیچے گر گئے ——— اس کے بعد لیڈی ایگلز اور ٹائیگر دونوں نے اٹھنے میں انتہائی پھرتی دکھائی۔ اور مسلح آدمی چند لمحے دیر کر گیا۔

ٹائیگر نے اٹھتے ہی اپنی لات کو مخصوص انداز میں گھمایا اور دیر سے اٹھتا ہوا مسلح آدمی چیخ مار کر اچھلا اور سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ لیڈی ایگلز نے انتہائی پھرتی سے اس جگہ پر چھلانگ لگائی۔ جہاں مشین گن اس آدمی کے ہاتھوں سے نکل کر جا گری تھی ——— لیکن ٹائیگر اس کی توقع سے زیادہ ہوشیار نکلا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے جھک کر لیڈی ایگلز کی ٹانگ پکڑی اور اُسے یوں اپنی طرف گھسیٹ لیا جیسے مچھلی کو کانٹا لگ جانے کے بعد کھینچا جاتا ہے۔ مگر لیڈی ایگلز بھی لڑائی کے فن میں اناڑی نہ تھی ——— چنانچہ جیسے ہی ٹائیگر نے اس کی ٹانگ پکڑی۔ اس کا جسم یوں تیزی سے مڑا۔ جیسے اس کی ہڈیاں ربڑ کی بنی ہوئی ہوں۔ اور لیڈی ایگلز کی دوسری ٹانگ پوری قوت سے ٹائیگر کے سینے پر پڑی اور وہ لڑکھڑا کر پشت کے بل فرش پر جا گرا ——— ایک بار پھر ان دونوں نے اٹھنے میں پھرتی کی۔ لیکن اس بار مسلح آدمی ان سے بازی لے گیا۔ وہ دیوار کے ساتھ ٹکرا

کرتیزی سے اچھلا اور اپنی پوری قوت سے اٹھتے ہوئے ٹائیگر پر آگرا ——
ٹائیگر نے دونوں بازوؤں کی مدد سے اُسے کسی گیند کی طرح واپس اچھالا
لیکن اس جدوجہد میں اُسے چند لمحے بہرحال لگ گئے اور انہی چند
لمحوں میں لیڈی ایگلز مشین گن پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

"خبردار —— ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ ٹائیگر —— ورنہ گولیوں سے
جسم چھلنی کر دوں گی" —— لیڈی ایگلز نے چیختے ہوئے کہا اور ٹائیگر
نے موقع محل کی مناسبت دیکھتے ہوئے اپنے ہاتھ بلند کر دیئے۔

"دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو جاؤ" —— لیڈی ایگلز نے
ایک اور ہدایت دی۔ اور ٹائیگر پیچھے ہٹ کر دیوار سے لگ کر
کھڑا ہو گیا۔

"تم جا کر دو مسلح افراد کو بلا لاؤ" —— لیڈی ایگلز نے اپنے
ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا جو اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو
گیا تھا۔ اور وہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے دروازہ کھول کر باہر
نکل گیا۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم خود لیبارٹری میں آپھنسے ہو۔ ورنہ یقین جانو
میں تمہاری طرف سے بے حد پریشان تھی" —— لیڈی ایگلز نے
زہریلے انداز میں کہا۔

"میں تو اس لئے مار کھا گیا کہ تمہیں دیکھتے ہی میں حیرت سے
سُن ہو گیا —— ورنہ تم مجھ پر قابو نہیں پا سکتی تھیں۔ میرا خیال تھا
کہ کار کے تباہ ہونے کے ساتھ ساتھ تم بھی ختم ہو چکی ہو گی" ——
ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ذرہ برابر

بھی پریشانی کے آثار نہ تھے۔

"لیڈی ایگلز ناقابل تسخیر ہے ٹائیگر —— اور اس کا ثبوت
تمہارے سامنے ہے۔ البتہ موت تمہارا مقدر ہو چکی ہے۔ میں نے
تمہیں پہلے ہی آفر کی تھی کہ تم معاوضہ لے کر اس مشن سے باز آ
جاؤ۔ لیکن موت تمہارے سر پر منڈلا رہی تھی" —— لیڈی ایگلز
نے کہا۔

"لیکن تم وادی میں تو کہیں نظر نہیں آئیں۔ پھر تم نے لیبارٹری پر
کیسے قبضہ کر لیا" —— ٹائیگر کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"اب چونکہ موت تمہارا مقدر بن چکی ہے۔ اس لئے تمہیں تفصیل
بتا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے لیبارٹری پر قبضہ نہیں کیا
بلکہ اس لیبارٹری کی چیف باس ہی میں ہوں۔ میں بظاہر ایک مجرم
تنظیم کی سربراہ ہوں۔ لیکن میں حکومت ایکریمیا کی سپیشل ایجنٹ بھی
ہوں۔ اور اسی لیبارٹری کی چیف باس بھی" —— لیڈی ایگلز
نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— تو یہ مسئلہ ہے" —— ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔ اور اُسی لمحے دروازہ کھلا اور دو مشین گنوں سے مسلح آدمی
تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ ٹائیگر شاید انہی کے انتظار میں تھا ——
کیونکہ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے۔ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی
سے حرکت کی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ لیڈی ایگلز کچھ سمجھتی۔ ایک
مسلح آدمی رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح اڑتا ہوا لیڈی ایگلز سے
جا ٹکرایا۔ اور ٹائیگر نے دوسرے آدمی کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن

جھپٹ لی۔ اور پھر کمرے میں بیک وقت دو مشین گنیں چلنے کی آوازیں سنائی دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی انسانی چیخیں بھی۔ ٹائیگر کی مشین گن نے لیڈی ایگلز اور اس سے ٹکرانے والے آدمی کو نشانہ بنایا تھا۔ اور دوسری مشین گن جو دروازے میں سے چلی تھی اس نے ٹائیگر کا نشانہ لے لیا تھا ——— دراصل ٹائیگر اس آدمی کو بھول گیا تھا۔ جو ان دو آدمیوں کو بلانے گیا تھا۔ اس کی مشین گن چونکہ لیڈی ایگلز کے پاس تھی اس لئے وہ شاید دوسری مشین گن حاصل کرنے کی وجہ سے ان دونوں سے ذرا دیر بعد داخل ہو رہا تھا ——— اور یہ عین وہی لمحہ تھا جب ٹائیگر نے لیڈی ایگلز پر اس آدمی کو پھینک کر مشین گن سے ان دونوں کا نشانہ لیا تھا۔ ٹائیگر کی مشین گن سے نکلنے والی گولیوں سے لیڈی ایگلز سے ٹکرانے والے آدمی کے جسم کو تو چھلنی کر ڈالا تھا ——— مگر دو گولیاں لیڈی ایگلز کے جسم میں بھی راستہ بنا گئی تھیں۔ اور آنے والے کی مشین گن نے تو ٹائیگر کے جسم کو شہد کی مکھیوں کے چھتے میں تبدیل کر دیا تھا۔ لیڈی ایگلز پہلے تو چیختی ہوئی نیچے گری۔ لیکن پھر جلد ہی اٹھ کر کھڑی ہونے میں کامیاب ہو گئی۔

ایک گولی اس کے بازو اور دوسری ران میں لگی تھی۔ باقی جسم اس لئے بچ گیا تھا۔ کہ دوسرا آدمی اس کے جسم کے عین سامنے تھا۔ اگر وہ ذرا سا بھی ہٹا ہوا ہوتا تو لیڈی ایگلز کا بھی صفایا ہو چکا تھا۔

"میڈم ——— آپ زخمی ہیں" ——— آنے والے نے تیزی سے لیڈی ایگلز کی طرف جھپٹتے ہوئے کہا جو کہ کھڑی ہو جانے کے باوجود لڑکھڑا رہی تھی۔

"وہ آدمی ختم ہو گیا یا ابھی زندہ ہے" ——— لیڈی ایگلز نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"ختم ہو گیا ہے میڈم" ——— اس آدمی نے جواب دیا۔

"او کے ——— اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دو" ——— میڈم نے کہا اور پھر اس آدمی کا سہارا لے کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس کے بازو اور ران سے خون بہہ رہا تھا۔ لیکن حرکت کرنے سے اسے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ گولیاں صرف گوشت میں گھسی ہیں ہڈیاں محفوظ رہی ہیں۔

دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکی اور پھر اس کی نظریں فرش پر پڑی ہوئی ٹائیگر کی لاش پر جم گئیں۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے ساتھ ساتھ حقارت بھری مسکراہٹ رینگ گئی۔ اس کا ایک بہت بڑا دشمن ختم ہو چکا تھا۔ اور پھر وہ اس آدمی کا سہارا لے کر کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بڑی سی ویگن خاصی تیز رفتاری سے اڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف جما ہوا تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ عمران بیٹھا ہوا تھا۔ پچھلی سیٹوں پر تنویر۔ کیپٹن شکیل۔ صفدر۔ چوہان۔ اور نعمانی بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے سامنے ڈیش بورڈ پر ایک نقشہ پھیلا رکھا تھا۔ اور ہاتھ میں پنسل پکڑے وہ اس پر نشانات لگانے میں مصروف تھا۔

ویگن اس وقت وینز ویلا کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے ایکسٹو کی کال ملتے ہی سامان سمیٹ لیا تھا اور پھر جیپوں پر سوار وہ راکستان کے دارالحکومت پہنچ گئے۔ جہاں سے انہوں نے عالم زیب کو واپس پاکیشیا بھجوا دیا تھا ——— اور وہاں سے یہ ویگن اور مختلف قسم کا سامان خرید کر انہوں نے وینز ویلا کی طرف سفر کا آغاز کر دیا تھا۔ دارالحکومت سے وینز ویلا کا سفر آٹھ سو کلو میٹر کا تھا۔ جب کہ وادی نمل سے وینز ویلا کا فاصلہ نقشے کے مطابق پانچ سو کلو میٹر تھا ——— اور عمران دراصل اسی الجھن میں پھنسا ہوا تھا۔ کہ کیا واقعی جولیا کی اطلاع درست ہے۔ کہ لیبارٹری جو وادی نمل

میں ہے اس کا راستہ وینز ویلا میں ہے۔ کیوں کہ پانچ سو کلو میٹر خاصا طویل فاصلہ تھا۔ اور اتنی طویل سرنگ بنانا تقریباً ناممکن تھا۔ اور اگر سرنگ کہیں نزدیک تھی تو پھر اس کی تلاش ایک ناممکن امر تھا۔ لیکن اس نے فی الحال یہی فیصلہ کیا تھا کہ وینز ویلا پہنچ کر لائحہ عمل طے کیا جائے۔

"عمران صاحب ——— وادی میں جانے کی تو تمام جدوجہد فضول ہی رہی"۔ ——— صفدر نے کہا۔

"کیسے فضول رہی ——— ہم نے وہاں یہ سروے کیا ہے کہ برف میں تیرنا ناممکن ہے۔ اور ہمارا یہ سروے پوری انسانیت کے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے"۔ ——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ سروے کچھ اور زیادہ فائدہ مند ہو سکتا تھا اگر ہم برف سے باہر نہ آ سکتے"۔ ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر ظاہر ہے خط لکھ کر ہی سروے کے نتائج بیرونی دنیا کو بھیجتے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ وینز ویلا تو وادی سے بہت دور ہے۔ اتنی دور جا کر لیبارٹری کا راستہ بنانا کچھ سمجھ میں نہیں آتا"۔ ——— اچانک کیپٹن شکیل نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"دراصل اس کا مقصد یہ ہے کہ نہ کسی کے پاس اتنا پٹرول ہو گا کہ وہاں تک پہنچ سکے اور نہ کوئی پہنچ سکے گا"۔ ——— عمران نے جواب دیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"باس ـــــ دینز ویلا اب نزدیک آگیا ہے" ـــــ اچانک جوزف نے کہا۔

"ارے ـــــ اتنی جلدی نزدیک آگیا ـــــ کہیں اُسے کھینچ تو نہیں لیا" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس ـــــ بورڈ پر لکھا ہوا ہے کہ دینز ویلا بیس کلومیٹر ہے" جوزف نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ بورڈ پر لکھا ہوا تھا ـــــ تب تو ٹھیک ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور سب اس کے اس ایکشن پر بے اختیار ہنس پڑے۔

لیکن تھوڑی دیر بعد وہ سب چونک کر سیدھے ہو گئے کیونکہ انہیں دور سے سڑک بلاک نظر آ رہی تھی۔ سڑک کے درمیان لوہے کا راڈ موجود تھا اور دائیں طرف باقاعدہ گارڈ روم بنا ہوا تھا۔ سڑک کے دونوں اطراف میں باوردی سپاہی ہاتھوں میں برین گنیں سنبھالے نظر آ رہے تھے ـــــ راڈ کے عین درمیان میں سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ اور جوزف نے رفتار آہستہ کرنی شروع کر دی۔ اور ویگن آہستہ آہستہ اس راڈ کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ اور دونوں اطراف سے مسلح سپاہی تیزی سے ویگن کے گرد پھیلتے چلے گئے۔ ان میں سے ایک نے جوزف کے قریب آ کر انتہائی کرخت لہجے میں ان سب کو باہر آنے کا حکم دیا۔

"لیکن باہر بہت سردی ہے سنتری جی" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باہر نکلو ـــــ ہم نے تمہاری اور ویگن کی تلاشی لینی ہے" ـــــ اس آدمی نے مشین گن کی نال کھڑکی کے اندر گھساتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"چلو بھئی ـــــ اب مجبوری ہے" ـــــ عمران نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ ظاہر ہے باقی افراد نے بھی اس کی پیروی کرنی تھی۔ اس لئے چند لمحوں بعد وہ سب ویگن سے باہر آ گئے۔

"گارڈ روم میں جا کر اپنے کاغذات چیک کراؤ" ـــــ اسی انچارج نے گارڈ روم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا گارڈ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم سب جاؤ ـــــ تمہاری وہاں تلاشی لی جائے گی" ـــــ انچارج نے باقی ممبروں سے کہا اور وہ سب بھی عمران کے پیچھے چل پڑے۔ گارڈ روم جو باہر سے چھوٹا سا نظر آ رہا تھا در اصل خاصا وسیع و عریض تھا۔ وہ سب جیسے ہی اندر داخل ہوئے گارڈ روم میں موجود ایک چھوٹی سی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا باوردی آدمی چونک پڑا۔

"ہم سیاح ہیں اور دینز ویلا کی سیر کے لئے آئے ہیں" ـــــ عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ لوگ قطار بنا کر سامنے والی دیوار کے پاس کھڑے ہو جائیں" ـــــ اس انچارج نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مگر کیوں ـــــ ہم کوئی مجرم ہیں" ـــــ عمران نے احتجاج

کرتے ہوئے کہا۔

"جو تم سے کہا جا رہا ہے وہ کرو" ——— انچارج نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور عمران الجھے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر ان کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے۔ باقی ممبران بھی خاموشی سے دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔

میز کے پیچھے بیٹھا ہوا آدمی چند لمحے انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک لفافہ نکال کر اس نے میز پر رکھ دیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے لفافہ کھول کر اس میں موجود کاغذات پر نظر ڈالی اور پھر انہیں لفافے میں دھکیل دیا۔

"تم لوگ وادی نمل میں بھی گئے تھے" ——— اچانک انچارج نے پوچھا۔

"ہاں کیوں" ——— عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے اس کی چھٹی حس نے خطرے کا سائرن بجانا شروع کر دیا۔

"تمہارے متعلق ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ تم منشیات کے سمگلر ہو۔ اور تم نے وادی نمل میں کسی پارٹی سے مال وصول کیا ہے اور اب اس مال کو وینز ویلا میں کھپانے آ رہے ہو" ——— انچارج نے بغور عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک کمرے میں چار مسلح افراد داخل ہوئے۔ انہوں نے سر کے مخصوص اشارے سے انچارج سے کوئی بات کی۔

"ٹھیک ہے ——— یہی ہمارے مطلوبہ آدمی ہیں" ——— انچارج نے سرد لہجے میں کہا۔ اور پھر اس کی بات سنتے ہی وہ چاروں مسلح افراد برق رفتاری سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف گھومے اور انہوں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی برین گنوں کا رخ ان کی طرف کر دیا۔ ان کے چہروں پر موت کی سفاکی یک دم جھلک اٹھی تھی۔

"فائر" ——— اچانک انچارج نے چیخ کر کہا۔ اور ان چاروں کی برین گنوں کے ٹریگروں پر جمی ہوئی انگلیاں حرکت میں آ گئیں۔ اور پھر ظاہر ہے چاروں برین گنوں کی بیک وقت فائرنگ سے کمرہ گونج اٹھا۔ اور اس کے ساتھ ہی انسانی چیخیں بھی بلند ہوئیں۔ مگر یہ انسانی چیخیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی نہیں بلکہ چاروں مسلح افراد اور انچارج کے حلق سے برآمد ہوئی تھیں ——— اور ان کی برین گنوں سے نکلنے والی گولیوں نے کوٹھڑی کی چھت کو چھلنی کر دیا تھا۔

دراصل وادی نمل کا حوالہ سنتے ہی عمران کے ذہن میں خطرے کا الارم بج اٹھا تھا۔ اس لئے جیسے ہی وہ چاروں برین گنوں سمیت ان کی طرف مڑے۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر برین گنوں کے ٹریگر دبنے سے ایک لمحے پہلے اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا بم نکال کر ان چاروں کے قدموں میں اچھال دیا تھا۔ اور یہ اس بم کا ہی کارنامہ تھا۔ کہ جس لمحے ٹریگر دبے اسی لمحے ان کے پیر زمین سے اکھڑ چکے تھے۔ اس لئے برین گنوں کا رخ چھت کی

طرف ہو گیا۔ اور عمران اور ساتھی ان سے نکلنے والی گولیوں سے بال بال بچ گئے۔ بم گو حجم میں انتہائی مختصر تھا لیکن اس کی طاقت کا یہ حال تھا کہ برین گن والوں کے حلق سے بس ایک چیخ ہی نکل سکی۔ اور اس کے بعد ان کے جسم کئی ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر کمرے میں بکھرتے چلے گئے۔

اور دوسرے لمحے عمران اور اس کے ساتھیوں نے جھپٹ کر ان کے ہاتھوں سے نکل جانے والی برین گنیں اٹھائیں اور پھر وہ تیزی سے باہر نکلتے چلے گئے۔ باہر اس وقت چار افراد موجود تھے اور وہ سب ویگن کے سامنے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے ——— چوں کہ بم دھماکے سے پھٹنے والا نہیں تھا۔ اور پھر برین گنوں کے چلنے اور انسانی چیخوں کی آوازیں بھی انہوں نے سنی تھیں اس لیے وہ اطمینان سے وہیں کھڑے رہے۔ انہوں نے یقیناً یہی سمجھا تھا کہ یہ چیخیں ویگن والوں کی ہوں گی ——— یہی وجہ ہے کہ جب عمران اور اس کے ساتھی برین گنیں سنبھالے باہر آئے تو وہ ایک لمحے کے لئے حیرت سے بت بنے انہیں دیکھتے رہ گئے۔ اور یہی لمحہ ان کے لئے فیصلہ کن ثابت ہوا۔ کیوں کہ عمران نے باہر نکلتے ہی ہاتھ میں پکڑی ہوئی برین گن کا ٹریگر دبا دیا اور پہلے ہی برسٹ نے ان چاروں کے جسموں میں بے شمار سوراخ بنا دیئے ——— عمران کے ساتھی تیزی سے کوٹھی کے ارد گرد اور راڈ کے گرد پھیلتے چلے گئے۔ لیکن ان چاروں کے علاوہ اور کوئی آدمی وہاں موجود نہ تھا۔

"ان کی لاشوں کو اٹھا کر گارڈ روم سے دور ریت میں پھینک دو

تاکہ فوری طور پر کوئی چیک نہ کر سکے" ——— عمران نے تیز لہجے میں ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر خود تیزی سے دوڑتا ہوا واپس گارڈ روم میں داخل ہو گیا۔ انچارج کے سامنے رکھی ہوئی لوہے کی میز ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر بکھر چکی تھی۔ عمران نے وہاں کھڑے ہو کر غور سے ادھر اُدھر دیکھا۔ اُسے اس لفافے کی تلاش تھی ——— جو انچارج نے میز کی دراز سے نکال کر میز پر رکھا تھا۔ اور پھر وہ لفافہ اُسے انچارج کی لاش کے سر کے قریب پڑا ہوا نظر آ گیا۔ عمران نے جھپٹ کر وہ لفافہ اٹھایا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گارڈ روم سے باہر نکل آیا ——— عمران کے ساتھی ویگن کے قریب پڑی ہوئی لاشوں کو اٹھا کر دور پھینک آئے تھے اور اب وہ گارڈ روم میں جا رہے تھے تاکہ وہاں موجود لاشوں کو ہٹا سکیں ——— عمران نے لفافہ کھول کر اس میں موجود کاغذات نکالے تو اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ لفافے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی تصویریں موجود تھیں۔ یہ تصویریں وادی نمل میں ہونے والے اقدامات کی تھیں۔ عمران اپنی تصویر میں ٹائیگر سے لڑ رہا تھا ——— اسی طرح مختلف ساتھیوں کی تصویریں مختلف موقعوں کی تھیں۔ اور اس نے تصویریں واپس لفافے میں ڈالیں اور لفافہ جیب میں ڈال لیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ حالات اس کی توقع سے کہیں زیادہ خطرناک ہیں۔ کسی خفیہ ذریعے سے نہ صرف ان کی تصویریں اتار لی گئی ہیں بلکہ یہ تصویریں ان سے پہلے وینز ویلا بھی پہنچا دی گئی ہیں۔ اور ان کے خاتمے کے لئے مجرم بھی میدانِ عمل میں اتر چکے ہیں۔

چند لمحوں بعد سب ساتھی واپس آ گئے۔ انہوں نے بڑی گنیں کاندھوں سے لٹکائی ہوئی تھیں اور پھر جوزف نے آگے بڑھ کر سڑک کے درمیان لگا ہوا راڈ ہٹا دیا۔ اور دوسرے لمحے وہ ویگن میں سوار ہو کر ویگن کو چلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

"جوزف ——— ویگن کو سڑک سے ہٹا کر کسی ٹیلے کی آڑ میں لے چلو ہمیں وینز ویلا میں داخلے سے پہلے میک اپ کرنا پڑے گا" ——— عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں ——— وینز ویلا والے ہمیں پہچانتے ہیں" ——— صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"یہ دیکھو ——— ہماری تصویریں" ——— عمران نے جیب سے لفافہ نکال کر صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور جب صفدر نے لفافے سے تصویریں نکالیں تو سب دیکھنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔

"یہ تصویریں گارڈ روم سے ملی ہیں۔ اور ظاہر ہے وینز ویلا میں اور کتنے لوگ ہماری تصویریں لئے ہمارے استقبال کے لئے موجود ہوں گے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— ان حالات میں میک اپ ضروری ہے" ان سب نے بیک زبان ہو کر کہا۔

جوزف نے اب ویگن سڑک سے ہٹا کر دائیں طرف پھیلی ہوئی ریت میں ڈال دی تھی اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ایک بڑے سے ٹیلے کی آڑ میں ویگن روک لی۔ اب ویگن کو سڑک پر سے نہ دیکھا جا سکتا تھا۔

عمران نے ویگن کے خفیہ خانے سے میک اپ باکس نکالا اور پھر اس نے خود ہی سب کے چہروں پر میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ خاصی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔

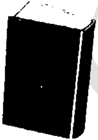

جسٹن میز کے پیچھے بیٹھا ہوا بڑی گہری نظروں سے میز پر رکھے ہوئے بڑے سے ٹرانسمیٹر کو گھور رہا تھا۔ میز پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی تصویریں بکھری پڑی تھیں۔ میز کی دوسری طرف وینز ویلا کا شیرف کیپٹن لوجوارڈ تنا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"ابھی تک پوائنٹ نمبر دو ان سے کوئی اطلاع نہیں ملی" ——— جسٹن نے شیرف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے آدمی بے حد ہوشیار ہیں۔ جیسے ہی ہمارے مطلوبہ آدمی وہاں پہنچے وہ فوراً ان کا خاتمہ کر دیں گے" ——— کیپٹن لوجوارڈ نے بڑے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا واقعی وہ لوگ ادھر کا رخ کریں گے۔ ویسے مجھے یقین نہیں

آرہا کہ وادی نمل میں بیٹھے بیٹھے انہیں کیسے الہام ہو گیا کہ لیبارٹری کا کوئی تعلق وینزویلا سے ہے ۔" ——— جسٹن نے جو کہ لیڈی اگلز کے ساتھ آنے والے نو آدمیوں کا لیڈر تھا پریشان سے لہجے میں کہا ۔

"لیڈی اگلز ہزار آنکھیں رکھتی ہے مسٹر جسٹن ——— آپ تو اس کے ساتھی ہیں ۔ آپ کو تو کم از کم ایسا نہیں سوچنا چاہیئے ۔" ——— شیرف نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"تمہاری بات درست ہے مسٹر شیرف ——— واقعی لیڈی اگلز ہزار آنکھیں رکھتی ہے ۔" ——— جسٹن نے مُسکراتے ہوئے جواب جواب دیا ۔

مگر اس سے پہلے کہ شیرف کوئی جواب دیتا ۔ ٹرانسمیٹر میں سے تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی ۔ اور جسٹن نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا ۔

"ہیلو ——— رابرٹ فرام پوائنٹ نمبر ٹو سپیکنگ اوور ۔" ——— دوسری طرف سے ایک آواز گونجی ۔

"جسٹن سپیکنگ اوور ۔" ——— جسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"سر ——— پاکستان کے دارالحکومت کی طرف سے ایک ویگن وینزویلا میں داخل ہوئی ہے جس میں آٹھ افراد سوار ہیں ۔ وہ سیاح ہیں ۔ ان کی ویگن کی تلاشی لی گئی ہے ۔ کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی ۔ اس لئے ہم نے انہیں وینزویلا میں داخل ہونے کی اجازت دے دی ہے اوور ۔" رابرٹ نے کہا ۔

"ان کے حلیے تصویروں سے ملتے تھے اوور ۔" ——— جسٹن نے پوچھا ۔

"نہیں جناب ——— تصویروں سے بالکل مختلف تھے ۔ لیکن تھے ایشیائی ہی اوور ۔" ——— رابرٹ نے جواب دیا ۔

"پھر کال کرنے کا کیا مقصد ہے ۔ وینزویلا میں سیاح تو آتے جاتے رہتے ہیں ۔ ویسے بھی پوائنٹ نمبر ون سے وہ لوگ گزر کر ہی آئے ہوں گے ۔ اور ظاہر ہے انہوں نے انہیں کلیر کر دیا ہو گا ۔" اوور ۔" ——— جسٹن نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"باس ——— دراصل کال کرنے کا مقصد صرف ایک شبہ ہے ۔ جب ویگن ہم نے گزار دی ۔ تب رماک نے بتایا ہے کہ اُسے ویگن پر انسانی خون کے چھینٹے نظر آئے تھے ۔ لیکن اس نے اُسے کیچڑ سمجھا اوور ۔" ——— رابرٹ نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا ۔

"اوہ ——— رماک احمق ہے ۔ قطعاً احمق ہے ۔ تم فوراً پوائنٹ نمبر ون پہ کال کرو ۔ ہو سکتا ہے وہاں کوئی جھگڑا ہوا ہو اوور ۔" ——— جسٹن نے تیز لہجے میں کہا ۔ کیپٹن بوجوارڈ بھی چونک کر سیدھا ہو گیا تھا ۔

"باس ——— میں نے وہاں کال کیا ہے ۔ مگر وہاں سے کوئی جواب نہیں آ رہا ۔ چنانچہ میں نے موٹر سائیکل پہ آدمی بھیجا ۔ لیکن وہ ابھی واپس نہیں لوٹا ۔ ایک منٹ باس ——— وہ آدمی واپس آ رہا ہے ۔ ایک لمحے ہولڈ کیجئے اوور ۔" ——— رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آواز دوبارہ گونجی ۔

"باس —— حیرت انگیز رپورٹ ہے ۔ گارڈ روم خالی پڑا ہے ۔ البتہ وہاں انسانی جسموں کے کچھ ٹکڑے اور خون موجود ہے ۔ میز اور کرسی کے بھی پرزے اڑ گئے ہیں ۔ سڑک کے کنارے پر بھی انسانی خون کے دھبے موجود ہیں ۔ لیکن وہاں نہ کوئی لاش ہے اور نہ کوئی آدمی اوور" —— رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا ۔

"اوہ —— اس کا مطلب ہے پوائنٹ نمبر ون کے سارے آدمی ختم کر دیئے گئے اور ان کی لاشیں کہیں دور پھینک دی گئی ہوں گی ۔ یہ ویگن والے یقیناً ہمارے مطلوبہ آدمی ہیں اوور" —— جسٹن نے انتہائی تیز لہجے میں کہا ۔

"مگر باس —— ان کے حلیے اوور" —— رابرٹ نے جھجکتے ہوئے کہا ۔

"نانسنس —— حلیے میک اپ سے بھی تبدیل کئے جا سکتے ہیں ۔ تم فوراً سٹیٹ گیسٹ ہاؤس پہنچ جاؤ ۔ تم نے وہ ویگن بھی دیکھی ہے اور وہ آدمی بھی ۔ ہم فوراً انہیں تلاش کریں گے اوور" —— جسٹن نے تیز لہجے میں کہا ۔

"کیا تمام گروپ آجائے یا میں اکیلا آؤں اوور" —— رابرٹ نے پوچھا ۔

"تمام گروپ آجائے —— اب وہاں ٹھہرنے کا کیا فائدہ اوور اینڈ آل" —— جسٹن نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔

"یہ لوگ تو انتہائی خطرناک معلوم ہوتے ہیں ۔ جنہوں نے میرے نو آدمی اڑا ڈالے ۔ میں ابھی پتہ کرتا ہوں کہ یہ لوگ کہاں ہیں" ——

کیپٹن بوجوارڈ نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنی بیلٹ کے ساتھ لٹکا ہوا ٹرانسمیٹر کھینچا اس کا راڈ باہر نکال کر اس نے اس کا بٹن آن کر دیا ۔

"ہیلو —— شیرف کالنگ اوور" —— کیپٹن بوجوارڈ نے بار بار یہی فقرہ دہراتے ہوئے کہا ۔

"یس —— نمبر تھرٹی اٹنڈنگ یو اوور" —— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی ۔

"نمبر تھرٹی —— تم کہاں ڈیوٹی دے رہے ہو اوور" —— شیرف نے پوچھا ۔

"پوائنٹ تھرٹی پر جناب —— اوور" —— نمبر تھرٹی نے جواب دیا ۔

"تمہارے نزدیک ہی ہوٹل شوبرا ہے ۔ وہاں جا کر معلوم کرو کہ کوئی ویگن آئی ہے ۔ جس میں آٹھ سیاح ہوں ۔ اگر آئے ہوں تو ان کے کمروں کے نمبر معلوم کر کے رپورٹ دو اوور" —— شیرف نے کہا ۔

"یس باس —— اوور" —— دوسری طرف سے کہا گیا ۔

"اوور اینڈ آل" —— شیرف نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اسے میز پر رکھ دیا ۔

"وینز ویلا میں کتنے ہوٹل ہیں" —— جسٹن نے پوچھا ۔

"چار ہوٹل ہیں" —— شیرف نے جواب دیا ۔

"ہو سکتا ہے وہ شوبرا کی بجائے کسی اور ہوٹل میں ٹھہرے ہوں" ——

جسٹن نے پوچھا۔

"اگر ہوٹل شوبرا میں ان کا پتہ نہ چلا تو نمبر تھرٹی تمام ہوٹلوں سے پتہ کر کے رپورٹ دے گا۔ وہ احکامات کی تعمیل کو سمجھتا ہے۔ اُسے تفصیلی طور پر احکامات دینے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔۔ شیرف نے بُرا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور آٹھ مسلح افراد اندر داخل ہوئے یہ جسٹن کے ساتھی تھے۔

"کچھ پتہ چلا ان لوگوں کا"۔۔۔۔ ان میں سے ایک نے جسٹن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ کیپٹن نے رپورٹ طلب کی ہے ابھی پتہ چل جائے گا"۔۔۔۔ جسٹن نے جواب دیا۔ اور آنے والے کمرے میں موجود کرسیوں پر بیٹھتے چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد شیرف کے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ اور شیرف نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔۔۔ نمبر تھرٹی کالنگ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے نمبر تھرٹی کی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ شیرف سپیکنگ رپورٹ دو اوور"۔۔۔۔ شیرف نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔۔۔ ویگن اور اس میں سوار آٹھ سیاح ہوٹل ہنی مون میں ٹھہرے ہیں ان کے کمرے چوتھی منزل پر ۱۱۲ سے لے کر ۱۱۹ تک

ہیں۔ اور وہ سب اپنے اپنے کمروں میں موجود ہیں۔ ان کی ویگن باہر ہوٹل کی پارکنگ میں موجود ہے اوور"۔۔۔۔ نمبر تھرٹی نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔۔۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ شیرف نے جواب دیا اور بٹن آف کر دیا۔

"میرا خیال ہے ان سب کو اس ہوٹل میں ہی ختم کر دیا جائے"۔۔۔۔ جسٹن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔ اس طرح وینز ویلا کی حیثیت مشکوک ہو جائے گی۔ میں بطور شیرف انہیں تحقیقات کے لئے یہاں لے آتا ہوں۔ اس کے بعد ان کا خاتمہ آسانی سے ہو سکے گا"۔۔۔۔ شیرف نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ اس طرح وہ بچ کر بھی نہ نکل سکیں گے"۔۔۔۔ جسٹن نے اس کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔۔۔ آپ لوگ یہاں ٹھہریں میں انہیں لے آتا ہوں"۔۔۔ کیپٹن لوجوارڈ نے کہا اور پھر وہ تیزی سے اٹھا اور ٹرانسمیٹر کو بیلٹ کے ساتھ لٹکا کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ویگن تیز رفتاری سے چلتی ہوئی ویٹز ویلا کی سرحدی چوکی پر پہنچ گئی۔ یہاں بھی گارڈ روم اور مسلح افراد موجود تھے۔ لیکن انہوں نے صرف ان سب کے چہرے دیکھنے اور ویگن کی تلاشی لینے پر ہی اکتفا کیا۔ اور پھر ویگن کو ویٹز ویلا میں داخلے کی اجازت مل گئی۔

"بڑا خوب صورت شہر ہے۔ باقاعدہ نقشے کے مطابق آباد کیا گیا ہے"۔ صفدر نے شہر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ جس نے اس شہر کا نقشہ بنایا ہے وہ بھی خاصا ذہین معلوم ہوتا ہے"۔ ــــ عمران نے پسندیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس ــــ اب کہاں جانا ہے"۔ ــــ جوزف نے جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جو ہوٹل پہلے نظر آجائے وہیں رک جانا"۔ ــــ عمران نے جواب دیا اور جوزف نے سر ہلا دیا اور پھر دو تین موڑ کاٹنے کے بعد ایک چار منزلہ خوب صورت عمارت سامنے آگئی جس پر سنی مون ہوٹل کا نیون سائن چمک رہا تھا۔ اور جوزف نے ویگن اس کے پورچ میں

جا کر روک دی۔ اور پھر عمران کے ساتھ ہی وہ سب نیچے اتر آئے۔ چند لمحوں بعد ہی انہیں چوتھی منزل پر آٹھ کمروں کی چابیاں دے دی گئیں اور پھر جدید ترین لفٹ کے ذریعے وہ اپنے کمروں میں پہنچ گئے۔ اس ہوٹل کے ہر کمرے کے درمیان دروازہ تھا اور سب کمرے سنگل تھے ــــ درمیانی دروازہ کھول کر ایک دوسرے کمرے میں آسانی سے آیا جا سکتا تھا۔ چوں کہ ان کے کمرے ایک ہی قطار میں تھے۔ اس لئے انہوں نے درمیانی دروازے کھول دیئے۔ اس طرح آٹھوں کمرے ایک ہی بلاک میں تبدیل ہو گئے ــــ اور سب عمران کے کمرے میں جمع ہو گئے۔ عمران نے سب سے پہلے گائیگر کی مدد سے ہر کمرے کو چیک کیا لیکن کسی میں مائیکرو فون موجود نہ تھا۔ چنانچہ وہ سب اطمینان سے بیٹھ گئے۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب"۔ ــــ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے۔ پہلے اس شہر کو گھوم پھر دیکھا جائے۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس شہر کا حدود اربعہ کیا ہے۔ اس کے بعد اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ لیبارٹری میں جانے کا راستہ کہاں ہو سکتا ہے"۔ ــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس راستے پر کوئی بورڈ تو نہیں لکھا ہوا ہو گا کہ ہم دیکھ لیں اور سمجھ جائیں۔ ظاہر ہے اگر کوئی راستہ ہو گا تو وہ انتہائی خفیہ ہو گا"۔ ــــ صفدر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر شہر میں کسی نجومی کو تلاش کرنا پڑے گا۔ جو زائچہ بنا کر بتلائے

کہ راستہ کہاں ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ۔۔۔ اگر واقعی اس لیبارٹری کا راستہ یہاں سے ہے تو پھر یقیناً لیبارٹری کے لئے اشیائے خورد و نوش کی خریداری بھی اسی شہر سے ہوتی ہے۔ اس اگر ہم کسی بڑے سٹور کے مالک پر ہاتھ ڈالیں تو شاید اس سے کوئی کلیو مل جائے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب کیپٹن شکیل ۔۔۔ واقعی تم نے بے حد اچھی تجویز پیش کی ہے"۔۔۔ صفدر نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں تعریف کی چمک نمایاں تھی۔

"بھئی ۔۔۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں شہر کی سیر کرو راستہ مل ہی جائے گا"۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اچھا اب آپ نے اپنے لفظوں کے معنی تبدیل کر لیے"۔ صفدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"چھوڑو ان باتوں کو صفدر ۔۔۔ میرے ساتھ آؤ۔ ہم شہر کے جنرل سٹوروں کا سروے کریں۔ اس طرح سیر بھی ہو جائے گی اور کام بھی"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور صفدر بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

ان کے جانے کے بعد عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تنویر ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ شہر میں گھومو پھرو۔ اور اس بات کا پتہ لگاؤ کہ یہاں کتنی ٹرک کمپنیاں ہیں۔ اور کوشش کرو کہ کوئی ایسا

آدمی مل جائے جو ان ٹرکوں پر سامان لاد کر کسی خفیہ جگہ جاتا ہو"۔۔۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں جلد ہی معلوم کر دوں گا۔ میرا خیال ہے چھوٹا سا شہر ہے۔ ایک آدھ ٹرک کمپنی ہو گی۔ اس کے منیجر نے ایک ہی مکے میں سب کچھ بتا دینا ہے"۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میری طرف سے اجازت ہے چاہے لات مار دو چاہے ٹکر۔ مگر اپنے ہاتھ پیر بچا کر رکھنا"۔۔۔ عمران نے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیزی سے درمیانی دروازے سے ہوتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"ہمارے لئے کیا حکم ہے عمران صاحب"۔۔۔ نعمانی اور چوہان نے پوچھا۔

"آرام سے جا کر سو جاؤ ۔۔۔ اور اچھے اچھے خواب دیکھو"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور نعمانی، صدیقی اور چوہان ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ کیوں کہ وہ عمران کی بات سمجھ گئے تھے کہ ان کے لئے فی الحال کوئی کام نہیں ہے۔

"باس ۔۔۔ یہاں پینے کے لئے مل جائے گی"۔۔۔ جوزف جو اب تک خاموش بیٹھا تھا بول پڑا۔

"کیوں نہیں ۔۔۔ غسل خانے میں ٹونٹی لگی ہوئی ہے جا کر منہ لگا لو"۔۔۔ عمران نے کہا اور خود کرسی سے اٹھ کر بستر پر لیٹ گیا۔ اس کے انداز سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں ہے۔ ابھی اس نے آنکھیں بند ہی کی تھیں کہ دروازے پر زور سے دستک

ہوئی۔ اور عمران نے جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں اور جوزف کو دروازہ کھولنے کا اشارہ کیا۔ جوزف نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔

"ہیلو" ——— دروازے میں کھڑے ہوئے باوردی آدمی نے بڑے بااخلاق لہجے میں کہا۔

"سوری ——— میں بہت تھکا ہوا ہوں اس لئے ہل نہیں سکتا" ——— عمران نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں اس شہر کا شیرف ہوں ——— کیپٹن ہچووانڈ" ——— آنے والے نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ اور قدم بڑھا کر کمرے کے اندر آ گیا۔

"اوہ ——— تو آپ جیسے ہوتے ہیں شیرف ——— بھئی واہ ——— پہلے ہم صرف فلموں میں دیکھتے رہتے تھے۔ آج سچ مچ کا شیرف نظر آ گیا" ——— عمران نے اٹھ کر کیپٹن کو یوں سر سے پیر تک دیکھنا شروع کر دیا جیسے نظروں ہی نظروں میں اس کا قد ناپ رہا ہو۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ سیاح ہیں۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو بتا سکوں کہ اس شہر کا قانون ہے کہ تمام سیاح پہلے سپیشل انکوائری سٹیشن پر کاغذات چیک کرائیں۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے آپ میرے ساتھ چلیں اور اپنے کاغذات ہمراہ لے لیں" ——— شیرف نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ہمارے کاغذات لے جائیں اور انہیں چیک کرتے رہیں" ——— عمران نے کہا۔

"نہیں ——— آپ کو خود اپنے ساتھیوں سمیت وہاں جانا ہو گا"

شیرف نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مگر میرے ساتھی تو شہر کی سیر کو گئے ہوئے ہیں" ——— عمران نے اُسے ٹالتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— انہیں ہال میں روک لیا گیا ہے۔ آپ چلیں" ——— شیرف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے سوچا کہ شہر کی پولیس سے بگاڑ اچھا نہیں۔ نجانے کتنے دن یہاں رہنا پڑے اور کیسے حالات پیش آ جائیں۔

"جوزف ——— وہ بلیک بیگ اٹھا لو" ——— عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر شیرف کی طرف رخ کر کے کہا۔

"چلیئے جناب شیرف صاحب" ——— اور شیرف سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد جب عمران نیچے ہال میں پہنچا تو اس نے اپنے ساتھیوں کو پولیس کے افراد کے گھیرے میں دیکھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پولیس جیپ میں سوار تیزی سے شہر کی سڑکوں پر سے گزرتے چلے گئے۔ عمران کے ساتھ شیرف بیٹھا ہوا تھا۔ اور پھر جیپ ایک بڑی سی عمارت کے گیٹ میں داخل ہوئی۔ پورچ میں جیپ رکتے ہی شیرف نیچے اتر آیا۔ اور پھر اس کی رہنمائی میں وہ سب برآمدے سے ہو کر ایک ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں دیوار کے ساتھ صوفے رکھے ہوئے تھے۔

"تشریف رکھیئے" ——— شیرف نے بڑے بااخلاق لہجے میں صوفوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب خاموشی سے ان صوفوں پر بیٹھ گئے۔ اُسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور نو مسلح افراد

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اندر داخل ہوئے ان کے چہروں سے سخت گیری نمایاں تھی۔

"کیا یہی لوگ تھے رابرٹ —— جن کی ڈیگن پر خون کے چھینٹے تھے" —— آنے والوں میں سے ایک نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" —— دوسرے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کا میک اپ صاف کیا جائے" —— اس باس نے شیرف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آخر چکر کیا ہے" —— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

"چکر کا ابھی پتہ لگ جائے گا۔ آپ لوگوں نے راستے میں چیکنگ سٹاف کو ہلاک کیا ہے۔ اور پھر میک اپ کر کے یہاں آ گئے ہیں" —— اسی باس نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ ہم نے میک اپ کر رکھا ہے" —— عمران نے باقاعدہ جرح کرتے ہوئے کہا۔

"میں ایک ہی نظر میں میک اپ کو پہچان لیتا ہوں مسٹر" —— اس باس نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کو یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم تو سیاح ہیں اور گھومنے پھرنے یہاں آ گئے ہیں۔ مسٹر شیرف کاغذات کی چیکنگ کے لئے ہمیں یہاں لائے ہیں اور اب آپ ہمیں قاتل بنا رہے ہیں" —— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ اپنا میک اپ چیک کرا دیجئے۔ اگر ہم غلطی پر ہوئے تو آپ سے معافی مانگ لیں گے" —— اس باس نے تیز نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے —— اپنا اطمینان کر لیجئے" —— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسے دراصل یقین تھا کہ سپیشل میک اپ ان لوگوں سے اتارنا ممکن نہیں۔ چنانچہ عمران کے کہنے پر ایمونیا کی بوتلیں اور تولیے لائے گئے۔ اور پھر امونیا سے ان کے منہ دھلوا کر تولیوں سے خوب رگڑا گیا —— لیکن ظاہر ہے سپیشل میک اپ ایمونیا سے کہاں اترتا تھا۔ اس لئے چند ہی لمحوں میں میک اپ چیک کرنے والے پیچھے ہٹ گئے۔ شیرف اور اس باس کے چہرے پر بھی مایوسی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"میرا خیال ہے —— ہمیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ آپ لوگ وہ نہیں جن کے متعلق ہمیں رپورٹ ملی تھی۔ آپ جا سکتے ہیں" —— باس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر شیرف کے اشارے پر ایک آدمی انہیں عمارت کے بیرونی دروازے کی طرف لے گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب واپس اپنے ہوٹل میں پہنچ گئے۔

"ابھی اپنی سرگرمیاں صرف تفریح کی حد تک محدود رکھو یہ لوگ یقیناً ہماری نگرانی کریں گے" —— عمران نے کہا اور پھر وہ اپنے کمرے میں داخل ہو گیا۔ چونکہ شام ہونے والی تھی۔ اس لئے اس نے چند گھنٹے نیند لینے کا پروگرام بنا لیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اور پھر شاید رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی جب عمران کی آنکھ کھلی۔ وہ چند لمحے بستر پر لیٹا ہوا سوچتا رہا۔ پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے بیگ سے سیاہ رنگ کا لباس نکال کر پہنا۔ اور بیگ کے خفیہ خانے سے ریوالور نکال کر اس نے کوٹ کی خفیہ جیب میں ڈالا۔ اور احتیاط سے قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس نے لفٹ کی طرف جانے کی بجائے فائر اسکواڈ والی سیڑھی کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کی پشت پر موجود ایک پتلی سی گلی میں موجود تھا ـــــ گلی میں سے گزر کر وہ سڑک پر آیا۔ اور پھر عمارت کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ رات ہونے کے باوجود شہر کی رونقوں میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ اور تھوڑی دور جانے کے بعد اُسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی اور عمران نے اس کی پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے ڈرائیور کو اگلن روڈ پر چلنے کے لئے کہا ـــــ وہ دراصل اُسی عمارت میں جانا چاہتا تھا جس میں صبح شیرف اُسے لے کر گیا تھا۔ اس عمارت کی سائیڈ میں اس نے ایک دکان کے بورڈ پر سڑک کا نام پڑھ لیا تھا۔ ڈرائیور نے سر ہلایا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جب وہ ایک سڑک پر آیا تو اُس نے عمران کی طرف مڑ کر پوچھا۔

" اگلن روڈ آگئی ہے جناب ـــــ آپ نے کہاں اترنا ہے " ـــــ

" اگلے چوک پر اتار دو " ـــــ عمران نے جواب دیا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ذرا آگے بڑھ کر چوک پر عمران کو اتار دیا عمران نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھایا۔ ڈرائیور

نے باقی رقم واپس کی اور پھر اس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ جب ٹیکسی آگے بڑھ کر عمران کی نظروں سے غائب ہو گئی تو عمران تیزی سے واپس مڑا ـــــ اس نے راستے میں آتے ہوئے وہ عمارت دیکھ لی تھی۔ اس لئے وہ پیدل چلتا ہوا جلد ہی اس عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ عمارت خاصی وسیع و عریض تھی۔ اس کا بڑا سا گیٹ بند تھا۔ عمران عمارت سے ملحقہ گلی میں گھستا چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ عمارت کی پشت پر پہنچ گیا ـــــ عمران نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر وہ تیزی سے عمارت کی پشت پر موجود پائپ پر چڑھتا چلا گیا۔ پائپ عمارت کی چھت تک چلا گیا تھا۔ اس لئے جلد ہی وہ عمارت کی چھت پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ چھت پر موجود سیڑھیوں کا دروازہ کھلا ہوا تھا ـــــ وہ بڑی آہستگی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا۔ اور پھر اُسے ایک کمرے میں روشنی کا احساس ہوا۔ عمران بڑی آہستگی سے کھسکتا ہوا اس کمرے کے دروازے تک پہنچ گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ لیکن اس کے کی ہول سے روشنی کی لکیر باہر آرہی تھی ـــــ عمران آہستگی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کمرے میں وہی آدمی ایک میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ جس کو صبح کو باس کے نام سے پکارا جا رہا تھا۔ اس نے سامنے ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ اور وہ بار بار ایک ہی فقرہ دہرائے چلا جا رہا تھا۔

" ہیلو ہیلو ـــــ جسٹن سپیکنگ ـــــ لیڈی ایگلز سے بات کراؤ اوور "

"یس — نمبر وَن سپیکنگ — لیڈی ایگلز زخمی ہو گئی ہیں اس لئے آرام کر رہی ہیں اوور" — چند لمحوں بعد ایک ہلکی سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں نے ان سے ضروری ہدایات لینی ہیں — شام سے میں کوشش کر رہا ہوں۔ لیکن فریکونسی ہی نہیں مل رہی تھی اوور" — بولنے والا جو اپنا نام جسٹن بتا رہا تھا۔ قدرے سخت لہجے میں بولا۔

"اوہ — ایک ضروری تجربے کی وجہ سے لیبارٹری کی تمام فریکونسیاں بند کر دی گئی تھیں۔ اگر آپ کہیں تو لیڈی ایگلز کو جگا دیا جائے اوور" — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہاں — انہیں جگا کر مجھ سے بات کراؤ اوور" — جسٹن نے کہا۔

"او۔ کے — پھر چند منٹ انتظار کریں اوور" — دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور جسٹن نے سر ہلاتے ہوئے کرسی کی پشت سے گردن ٹکا دی۔

عمران نے لیبارٹری اور لیڈی ایگلز کے الفاظ سن لئے تھے۔ اس لئے اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا کہ وہ صحیح وقت پر صحیح جگہ پہنچ گیا ہے۔ وہ خاموشی سے ہٹ کر دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اُسے ایک بار پھر آواز سنائی دی تو اس نے آگے بڑھ کر کی ہول سے کان لگا دیئے۔

"ہیلو میڈم — آپ نے جن آدمیوں کے فوٹو بھجوائے تھے وہ

وینز ویلا میں داخل نہیں ہوئے۔ البتہ ایک اور گروپ جو آٹھ افراد پر مشتمل ہے۔ وینز ویلا میں داخل ہوا ہے۔ اس گروپ کے حلیے بالکل مختلف ہیں لیکن وہ بھی ایشیائی ہیں۔ اس گروپ نے پوائنٹ نمبر وَن پر چیکنگ پارٹی کو قتل کر دیا ہے — اب ان کی لاشیں دستیاب ہو گئی ہیں۔ شام کو شیرف اس گروپ کو اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں لایا تھا۔ میں نے ان کے میک اپ چیک کئے لیکن وہ میک اپ میں نہیں تھے۔ اس وقت لاشوں کے متعلق علم نہ تھا اوور" — جسٹن نے تفصیلی بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے کس چیز سے میک اپ چیک کیا تھا اوور" — دوسری طرف سے کسی عورت کے بولنے کی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"امونیا سے میڈم اوور" — جسٹن نے جواب دیا۔

"تم احمق ہو جسٹن — دنیا بے حد ترقی کر گئی ہے۔ ہو سکتا ہے انہوں نے کوئی سپیشل میک اپ کر لیا ہو اوور" — لیڈی ایگلز نے اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"میڈم — وہ ایشیائی لوگ ہیں — سائنسی طور پر انتہائی پس ماندہ — وہ تو وہی میک اپ کا وہی پرانا فارمولا ہی جانتے ہوں گے اس لئے میں نے امونیا استعمال کیا تھا اوور" — جسٹن نے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

"جسٹن — جو لوگ اتنی جدید ترین لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے میدان میں اترے ہوں وہ لوگ پس ماندہ کیسے ہو سکتے

ہیں۔ وہ اس وقت کہاں موجود ہیں اوور"۔۔۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے کرخت لہجے میں سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہوٹل ہنی مون میں ہیں۔ شیرف کے آدمی اس کی نگرانی کر رہے ہیں اوور"۔۔۔۔۔۔ جسٹن نے جواب دیا۔

"انہیں فوری طور پر اغوا کر کے میک اپ چیکنگ مشین سے چیک کرو۔ اور اگر وہی آدمی ہوں تو انہیں سیکنڈ ضائع کیے بغیر ہلاک کر دو۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"مگر میڈم۔۔۔۔۔۔ میک اپ چیکنگ مشین کہاں ہے۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ جسٹن نے حیرت بھرے لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ جسٹن۔۔۔۔۔۔ تمہیں کیا ہوتا جا رہا ہے۔ شیرف سے کہو اس کے پاس سب انتظامات ہیں اوور"۔۔۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے جواب دیا۔

"او کے میڈم۔۔۔۔۔۔ لیکن اگر وہ مطلوبہ آدمی نہ ہوں تب اوور"۔ جسٹن نے پوچھا۔

"تب بھی وہ ضرور کوئی خطرناک گروپ ہے ان کا ونیز ولا میں رہنا لیبارٹری کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس لئے انہیں ہلاک ہونا پڑے گا اوور"۔۔۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم۔۔۔۔۔۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ لیکن میڈم۔۔۔۔۔۔ نمبر دن نے بتایا ہے کہ آپ زخمی ہو گئی ہیں۔ کیا لیبارٹری میں کوئی حادثہ ہوا ہے اوور"۔۔۔۔۔۔ جسٹن نے پوچھا

"اوہ۔۔۔۔۔۔ دراصل ٹائیگر لیبارٹری میں پہنچ گیا تھا۔ اس نے ہلاک

ہونے سے پہلے جھگڑا کیا تھا اوور"۔۔۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے جواب دیا۔

"ٹائیگر اور لیبارٹری میں پہنچ گیا۔ مگر کیسے میڈم وہ تو ونیز ولا آیا ہی نہیں اوور"۔۔۔۔۔۔ جسٹن نے شدید حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"ٹائیگر کو ونیز ولا کے بارے میں علم نہ تھا۔ اس لئے وہ وادی نمل میں پہنچ گیا۔ وہ اس گروپ سے جس کے متعلق تمہیں ہدایات دی گئی ہیں اس کا ٹکراؤ ہو گیا۔ اس کے تمام ساتھی اس گروپ کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے۔۔۔۔۔۔ البتہ ٹائیگر بچ نکلا۔ لیکن تم جانتے ہو کہ ٹائیگر کتنا ضدی تھا۔ چنانچہ اکیلا ہونے کے باوجود اس نے واپس جانے کی بجائے اکیلا ہی لیبارٹری میں داخل ہونے کا پروگرام بنا لیا۔ اور پھر وہ ایک کیپسول نما گاڑی کے ذریعے برف کو چیرتا ہوا لیبارٹری کے سیکورٹی سیل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ سیکورٹی سیل والوں نے اُسے مفلوج کر کے لیبارٹری میں بھجوا دیا۔۔۔۔۔۔ اور وہاں نامعلوم طور پر پھندوں سے آزاد ہو گیا جس پر بڑی مشکل سے اُسے ہلاک کیا گیا۔ اس کی فائرنگ سے میں زخمی ہو گئی۔ لیکن دو گولیاں مجھے لگی تھیں جن سے صرف گوشت پھٹا ہے اوور"۔۔۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر میڈم۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر اکیلا کیا کر سکتا تھا۔ اس نے حماقت کی کہ لیبارٹری میں گھس گیا اوور"۔۔۔۔۔۔ جسٹن نے جواب دیا۔

"نہیں جسٹن۔۔۔۔۔۔ وہ بے حد خطرناک آدمی تھا۔ اسی لئے میں نے کوشش کی تھی کہ وہ اس چکر میں نہ الجھے۔ بہرحال وہ ختم ہو گیا۔ یہ بہت اچھا ہوا۔ اب مجھے اس گروپ کی فکر ہے۔ اگر یہ ختم نہ ہوا تو ہو

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

سکتا ہے وہ وینز ویلا کے راستے لیبارٹری میں پہنچ جائے اوور“ —— لیڈی ایگلز نے کہا۔

”میڈم —— ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ وینز ویلا میں رہ کر بھی وہ لیبارٹری کا راستہ تلاش نہیں کر سکتے۔ پھر وینز ویلا مخصوص لوگوں کا شہر ہے۔ ظاہر ہے ان کے ہر اقدام کی خبر ہر لمحہ ملتی رہے گی اوور“ —— جسٹن نے کہا۔

”کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ مجھے یہ لوگ بے حد خطرناک محسوس ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ کلیرنگ ایجنٹ کے کلبوں سے راستہ ڈھونڈ لیں۔ ظاہر ہے یہاں ایک ہی کلیرنگ کمپنی ہے۔ جس کے ٹرک مال لے کر لیبارٹری پہنچتے ہیں۔ مجھے بس اسی طرف سے خطرہ ہے۔ بہرحال میں اس کا بھی کوئی بندوبست کروں گی اوور“ —— لیڈی ایگلز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے میڈم —— میں صبح ہوتے ہی ان لوگوں کو چیک کروں گا۔ بہرحال موت تو ان کا مقدر بن ہی گئی ہے اوور“ —— جسٹن نے کہا۔

”ہاں پہلے چیک ضرور کر لینا تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ وہی گروپ ہے۔ یا کوئی دوسرا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم انہیں ہلاک کر کے مطمئن ہو جائیں اور وہ گروپ بعد میں پہنچ جائے اوور“ —— لیڈی ایگلز نے جواب دیا۔

”او۔ کے میڈم —— میں آپ کو رپورٹ دے دوں گا اوور“ جسٹن نے کہا۔

”پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اوور اینڈ آل“ —— لیڈی ایگلز نے کہا اور عمران تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اب اس کے وہاں رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہ گیا تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے واپس سیڑھیوں پر سے ہوتا ہوا اُسی پائپ کے ذریعے گلی میں پہنچا اور پھر وہاں سے سڑک پر آ گیا —— ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ واپس ہوٹل جا کر وہاں سے ساتھیوں سمیت نکل آئے۔ لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ کیوں کہ خطرہ فوری نہیں تھا۔ اور جو کچھ ان لوگوں نے کرنا تھا صبح ہی کرنا تھا۔ اور پھر اب شہر کے بارے میں بھی وہ مشکوک ہو چکا تھا —— اس لئے اس نے کلیرنگ کمپنی کا پتہ کرنے کی سوچ لی۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک کیفے میں داخل ہوا۔ جس کے برآمدے میں پبلک فون لگا ہوا تھا۔ عمران نے پبلک فون بوتھ میں داخل ہو کر فون کے ساتھ سٹینڈ پر پڑی ہوئی ڈائریکٹری اٹھائی اور اس میں سے کلیرنگ کمپنی کا پتہ دیکھنے لگا —— جلد ہی پتہ اُسے نظر آ گیا۔ اور پھر اس کی نظریں ٹریفک منیجر کے نام پر رک گئیں۔ ٹریفک منیجر کے گھر کا پتہ بھی دیا ہوا تھا۔ عمران نے وہ پتہ نوٹ کیا اور فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد اُسے خالی ٹیکسی مل گئی۔ اور اس نے اُسے فلیانگ روڈ پر چلنے کے لئے کہا —— ٹیکسی نے چند ہی لمحوں میں اُسے فلیانگ روڈ کے پہلے چوک پر اتار دیا۔ اور پھر تھوڑا سا گھوم پھر کر وہ پانگ کنگ فلیٹس تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ایک وسیع و عریض عمارت تھی۔ جس کے اندر چار سو کے قریب فلیٹس تھے۔ اس کا صدر دروازہ بند تھا۔ عمران نے صدر دروازے کی سائیڈ میں

لگا ہوا کال بیل کا بٹن دبا دیا ۔ چند لمحوں بعد دروازے کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان باہر نکل آیا ۔ اس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی ۔ وہ شاید رات کا چوکیدار تھا ۔ وہ حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا ۔

"یہ پانگ کنگ فلیٹس ہیں" ۔۔۔ عمران نے پوچھا ۔

"ہاں ۔۔۔ مگر تم کون ہو" ۔۔۔ چوکیدار نے کرخت لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا ۔

"میں ایشیائی ملک ڈھمپ سے آیا ہوں ۔ مجھے مسٹر فلپ امیگلر سے ملنا ہے ۔ انہوں نے انہی فلیٹس کا پتہ دیا تھا" ۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ۔۔۔ مگر اس وقت تو وہ سو رہے ہیں ۔ آپ صبح آجائیں" چوکیدار نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"دیکھئے ۔۔۔ میں صرف چند گھنٹوں کے لئے یہاں رکا ہوں ۔ ہوٹل ہنی مون میں ۔ اور میرا ملنا بے حد ضروری ہے ۔ صبح میں نے چلا جانا ہے ۔ آپ انہیں جگا کر پوچھ لیجئے اگر وہ ملنا چاہیں گے تو مل لوں گا ورنہ واپس چلا جاؤں گا" ۔۔۔ عمران نے منت کرتے ہوئے کہا ۔

چوکیدار کچھ لمحے غور سے عمران کی شکل دیکھتا رہا ۔ اور پھر شاید وہ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی معصومیت سے متاثر ہو گیا ۔

"اچھا آیئے" ۔۔۔ چوکیدار نے کہا اور واپس مڑ کر کھڑکی میں داخل ہو گیا ۔ عمران اس کے پیچھے ہی اندر داخل ہو گیا ۔

یہ ایک برآمدہ سا تھا ۔ جس کی سائیڈ میں ایک کمرہ بنا ہوا تھا ۔

جس کے درمیان میز کرسی موجود تھی ۔ سامنے صوفے رکھے ہوئے تھے ۔ میز پر سرخ رنگ کا ٹیلی فون سیٹ پڑا تھا ۔

چوکیدار نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔ اور پھر وہ رسیور ہاتھ میں لے کر انتظار کرتا رہا ۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے نیند بھری ہوئی آواز سنائی دی ۔

"ہیلو ۔۔۔ کون ہے" ۔۔۔ لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ بولنے والا کوئی جوان آدمی ہے ۔

"نائٹ کیپر بول رہا ہوں جناب ۔۔۔ آپ کا ایک ایشیائی مہمان آیا ہے ۔ اور آپ سے فوری طور پر ملنے کے لئے مُصر ہے" ۔۔۔ چوکیدار نے جواب دیا ۔

"ایشیائی مہمان ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی ۔

"مجھے رسیور دیجئے ۔ میں خود بات کر لیتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور چوکیدار کے ہاتھ سے لے لیا ۔

"ہیلو ۔۔۔ فلپ امیگلر ۔۔۔ میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں ۔ مجھے نمبر ون نے بھیجا ہے ۔ اٹ از ایمرجنسی" ۔۔۔ عمران نے نمبر ون کا نام استعمال کرتے ہوئے کہا ۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ لیبارٹری سے متعلق ہونے کی وجہ سے فلپ یقیناً نمبر ون سے واقف ہو گا ۔

"نمبر ون فرام لیبارٹری ۔۔۔ اوہ ٹھیک ہے ۔ آپ فوراً آ جائیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا ۔ فلپ شاید

نمبر دَن کا نام سنتے ہی گھبرا گیا تھا۔ اور عمران نے رسیور چوکیدار کی طرف بڑھا دیا۔

"انہیں میرے کمرے میں بھجوا دو فوراً" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بہتر سر" ——— چوکیدار نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آئیے میرے ساتھ" ——— چوکیدار نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے نکل آیا۔

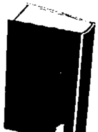

تیز گھنٹی کی آواز نے گہری نیند سوئے ہوئے شیرف کو جاگنے پر مجبور کر دیا۔ گھنٹی کی آواز میز پر پڑے ہوئے وائرلیس ٹیلی فون سے آ رہی تھی۔ یہ ٹیلی فون وائرلیس کے ذریعے کام کرتا تھا۔ اس لئے جہاں سے بھی چاہے اس ٹیلی فون پر بات کی جا سکتی تھی۔

"ہیلو" ——— شیرف نے رسیور اٹھا کر نیند بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹونی سپیکنگ شیرف" ——— ٹیکسی ڈرائیور نمبر الیون تھرٹی نے اطلاع دی ہے۔ کہ اس نے ایک اجنبی کو ہنی مون ہوٹل کے قریب سے اٹھایا ہے اور وہ اجنبی اگلن روڈ کے پہلے چوراہے پر اترا ہے۔ اس اطلاع پر میں نے اس چوراہے پر موجود چیکنگ سٹاف کو ہوشیار کر دیا ——— اور چیکنگ سٹاف اسے تلاش کرتے رہے۔ لیکن وہ اجنبی سٹیٹ گیسٹ ہاؤس سے ملحقہ گلی میں داخل ہونے کے بعد غائب ہو گیا۔ اس کے بعد تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیکسی ڈرائیور تھرٹی سکس نے اطلاع دی کہ اس نے اگلن روڈ سے ایک اجنبی کو اٹھایا ہے اس نے اسے اگلن روڈ پر کیفے سن شائن کے سامنے سے اٹھایا اور اسے فلپانگ روڈ پر ڈراپ کر دیا ——— حلیہ اس نے اس پہلے والے اجنبی کا ہی بتایا۔ مزید تحقیقات پر پتہ چلا کہ وہ اجنبی کیفے سن شائن کے فون بوتھ میں داخل ہوا۔ لیکن اس نے فون کرنے کی بجائے ٹیلی فون ڈائریکٹری سے صرف کسی کا پتہ چیک کیا تھا۔ اور ابھی ابھی پانگ کنگ فلیٹس فلپانگ روڈ کے نائٹ کیپر نے اطلاع دی ہے کہ اسی حلیے کا اجنبی فلیٹ نمبر ۳۰۰ میں رہائش پذیر مسٹر فلپ امیگلر کے پاس پہنچا ہے ——— نائٹ کیپر نے بتایا ہے کہ اس نے فون پر مسٹر فلپ کو نمبر دَن کا حوالہ دیا تھا جس پر اس نے فوری طور پر اسے بلا لیا تھا۔ اور اس وقت بھی وہ اجنبی مسٹر فلپ کے کمرے میں موجود ہے" ——— ٹونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس اجنبی کا حلیہ کیا ہے" ——— شیرف نے ہوشیار لہجے میں پوچھا۔ اور ٹونی نے وہی حلیہ بتا دیا جو عمران نے میک اپ کے بعد

دھارا ہوا تھا۔ اور شیرف سمجھ گیا کہ یہ وہی اجنبی ہے جسے وہ ہوٹل ہنی مون سے سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں چیکنگ کے لئے لایا تھا۔

"یہ فلپ ایگلر کلیرنگ کمپنی کا منیجر تو نہیں ہے" ——— شیرف نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں ——— یہ کلیرنگ کمپنی کا ٹریفک منیجر ہے" ——— ٹونی نے جواب دیا۔

"ہوٹل ہنی مون میں آج آنے والے گروپ کی نگرانی کون کر رہا ہے" ——— شیرف نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"ایمنڈ جناب" ——— ٹونی نے جواب دیا۔

"اُسے فوراً اطلاع کر دو کہ وہ ہوٹل کی پشت پر بھی نگرانی کرے۔ یہ اجنبی یقیناً فائرنگ اسکواڈ والی سیڑھیوں سے اتر کر گلی سے ہوتا ہوا سڑک پر پہنچا ہوگا۔ اور اس کا سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کے قریب غائب ہونا اور پھر کلیرنگ کمپنی کے ٹریفک منیجر کے پاس جانا ——— ثابت کر رہا ہے کہ یہ اجنبی کسی خاص راستے پر چل رہا ہے ——— تم فوراً ہانگ کانگ فلیٹس کی نگرانی شروع کرادو۔ وہ اجنبی وہاں سے نکل کر جہاں بھی جائے اس کی مکمل نگرانی کی جائے۔ لیکن اُسے اس نگرانی کا احساس نہیں ہونا چاہیئے" ——— شیرف نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ——— میں خود وہاں پہنچ جاتا ہوں" ——— ٹونی نے جواب دیا۔ اور شیرف نے رسیور رکھ دیا۔ اور پھر چند لمحے وہ بستر

پر بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ کلیرنگ کمپنی کے ٹریفک منیجر کے پاس اس اجنبی کا جانا اور وہاں نمبر ون کا حوالہ دینے سے اُسے شک ہو رہا تھا کہ یہ اجنبی لیبارٹری میں داخل ہونے کے لئے جوڑ توڑ کر رہا ہے۔ لیکن نمبر ون کا حوالہ اور کلیرنگ کمپنی کا سلسلہ چونکا دینے والا تھا۔

اور پھر اس نے ایک بار پھر وائرلیس ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ——— جسٹن سپیکنگ" ——— چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"کیپٹن بوجوارڈ بول رہا ہوں" ——— شیرف نے جواب دیا۔

"اوہ ——— شیرف ——— میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ تمہیں نیند سے جگاؤں یا نہیں۔ لیڈی ایگلز سے میں نے تفصیلی بات کر لی ہے۔ اس کا حکم ہے کہ اس گروپ کے میک اپ چیکنگ مشین سے چیک کئے جائیں۔ اس نے بتایا ہے کہ اس کا انتظام آپ کے پاس موجود ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہدایت کی ہے کہ چاہے وہ وہی گروپ ہو جس کے فوٹو ہمیں دیئے گئے ہیں۔ یا کوئی دوسرا گروپ ہو انہیں بہرحال ہلاک کر دیا جائے" ——— جسٹن نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کس وقت بات کی ہے لیڈی ایگلز سے" ——— شیرف نے پوچھا۔

"ابھی آدھا گھنٹہ ہوا میری بات ہوئی ہے۔ کیوں کیا بات ہے" ——— جسٹن نے حیرت بھرے لہجے میں سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا آپ کی گفتگو میں کلیرنگ کمپنی اور نمبر ون کا بھی ذکر آیا تھا" —— شیرف نے سوال کیا۔

"ہاں آیا تھا —— مگر تمہارا ان سوالات سے کیا مقصد ہے" —— جسٹن کا لہجہ کرخت ہو گیا۔

"مسٹر جسٹن —— مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ ہوٹل ہنی مون میں موجود اجنبی جو سوال جواب کر رہا تھا۔ فائرنگ اسکواڈ کی سیڑھیوں سے اتر کر سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں پہنچا۔ اور اس نے آپ کی گفتگو سنی اور پھر وہ وہاں سے کیفے سن شائن پہنچا وہاں اس نے ٹیلی فون ڈائریکٹری سے کلیرنگ کمپنی کے ٹریفک منیجر کا پتہ معلوم کیا اور پھر وہ سیدھا ٹریفک منیجر کے اپارٹمنٹ میں پہنچ گیا۔ اور ابھی تک وہ وہاں موجود ہے۔ اس نے منیجر کو ٹیلی فون پر نمبر ون کا حوالہ دیا تھا" —— شیرف نے کڑیاں جوڑ کر کہانی مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— لیکن جس وقت وہ سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں داخل ہو رہا تھا اس وقت مجھے اطلاع کیوں نہیں دی گئی" —— جسٹن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مسٹر جسٹن —— ہمیں یہ امید نہ تھی کہ آپ لوگ اس قدر غافل ہو سکتے ہیں۔ بہرحال اب آپ اپنا پروگرام بتائیں" —— شیرف نے بھی لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔

"وہ اجنبی اس وقت ٹریفک منیجر کے پاس ہے" —— جسٹن نے موضوع بدلتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں وہیں ہے" —— شیرف نے جواب دیا۔

"اور اس کے ساتھی" —— جسٹن نے سوال کیا۔

"وہ ہوٹل ہنی مون میں ہیں" —— شیرف نے کہا۔

"یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ اس لئے ہمیں فوری کارروائی کرنی چاہیے۔ اور میرا خیال ہے ان سب میں زیادہ خطرناک وہی آدمی ہے جو ٹریفک منیجر کے پاس ہے۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ اپنے آدمیوں کے ساتھ ہنی مون ہوٹل پر چڑھائی کر دو اور وہاں سے ان سب کو گرفتار کر کے اپنے دفتر میں لے آؤ۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت ٹریفک منیجر کے پاس پہنچتا ہوں۔ اس آدمی کی فوری ہلاکت ضروری ہو گئی ہے۔ میں اس کی لاش لے کر تمہارے دفتر پہنچ جاؤں گا۔ کارروائی فوری ہونی چاہیے" —— جسٹن نے کہا۔

"ٹھیک ہے —— آپ نائٹ کیپر کو لیڈی ایگلز کا حوالہ دے دیں وہ آپ کو اندر جانے دے گا۔ میں ہوٹل میں درک کرتا ہوں" شیرف نے جواب دیا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ جسٹن نے اپنے لئے ایک آدمی چنا ہے جب کہ میرے ذمے سات آدمی لگا دیئے ہیں۔ بہرحال اس کے پاس پوری پولیس فورس تھی اس لئے اسے قطعاً فکر نہ تھی۔

"او کے —— اب ملاقات تمہارے دفتر میں ہی ہو گی" —— جسٹن نے جواب دیا اور شیرف نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے دوبارہ لوٹی کے نمبر گھمائے۔

"ہیلو —— شیرف سپیکنگ" —— دوسری طرف سے رابطہ

قائم ہوتے ہی جواب ملا۔

"ٹونی بول رہا ہوں جناب ــــ ہم نے اپارٹمنٹس بلڈنگ کو گھیر رکھا ہے۔ وہ اجنبی ابھی تک منیجر کے پاس ہے "ــــ ٹونی نے شیرف کا لفظ سنتے ہی تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"دیکھو ــــ ابھی لیڈی ایگلز کے ساتھی اس آدمی کو پکڑنے کے لئے آ رہے ہیں تم نائٹ کیپر کو آگاہ کر دو۔ کہ جو لوگ لیڈی ایگلز کا حوالہ دیں انہیں بلڈنگ کے اندر جانے دے۔ اور سنو۔ تم لوگوں نے دور رہ کر صرف نگرانی کرنی ہے۔ لیکن اگر کسی وقت ایسا موقع آ جائے کہ اجنبی لیڈی ایگلز کے ساتھیوں کے لئے خطرناک ثابت ہو تو تمہیں مداخلت کرنے کی اجازت ہے "ــــ شیرف نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب "ــــ دوسری طرف سے ٹونی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور شیرف نے رسیور رکھ دیا۔ پھر وہ اٹھ کر تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا تاکہ یونیفارم پہننے کے بعد ہوٹل پر چھاپہ مارنے کا بندوبست کر سکے۔

نائٹ کیپر نے عمران کو ایک اپارٹمنٹ کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا اور پھر وہ سلام کرتا ہوا واپس چلا گیا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔ دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے پر ایک نوجوان حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"مسٹر فلپ ــــ بات لمبی ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اگر ہم اندر بیٹھ کر بات کریں "ــــ عمران نے اسے بت بنے دیکھ کر کہا۔

"اوہ سوری ــــ میں دراصل آپ کو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ کیوں کہ آپ تو واقعی ایشیائی لگتے ہیں "ــــ فلپ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اندر داخل ہو کر سب سے پہلے دروازہ بند کر کے اس کی چٹخنی لگا دی۔

"مسٹر فلپ ــــ میرا نام ایکاش ہے۔ لیبارٹری میں ایک ایمرجنسی ہو گئی ہے۔ اس لئے نمبر ون نے مجھے اس وقت بطور سپیشل منیجر آپ کے پاس بھیجا ہے "ــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ویسے اس نے اندر داخل ہوتے ہی اس بات کا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جائزہ لے لیا تھا کہ فلپ فلیٹ میں اکیلا رہتا تھا۔ اور یہ بات عمران کے نقطہ نظر سے خاصی خوش آئند تھی۔

"کارڈ دکھائیے"۔۔۔ فلپ نے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کارڈ ۔۔۔ ہاں"۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔ اور پھر تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ مگر دوسرے لمحے جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔

"یہ کیا"۔۔۔ فلپ نے ریوالور دیکھ کر گھبرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"مسٹر فلپ ۔۔۔ شور مچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو۔ تو ایک ہی طریقہ ہے کہ مجھے لیبارٹری کا خفیہ راستہ بتادو۔ جہاں سے تمہارے ٹرک مال لے کر لیبارٹری میں جاتے ہیں"۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"مم ۔۔۔ مگر مجھے تو نہیں معلوم"۔۔۔ فلپ نے بے اختیار پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور اس سے اگلا لمحہ عمران کی توقع کے بالکل برعکس ثابت ہوا۔ جب فلپ کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی۔ اور عمران کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اچھل کر دُور پڑے صوفے کے پیچھے جا گرا۔۔۔ فلپ لات مار کر تیزی سے اچھلا اور پھر وہ تیزی سے ایڑی پر گھوما اور اس کی لات پوری قوت سے گھومتی ہوئی عمران کی پسلیوں کی طرف آئی۔ یہ جوڈو کا خوفناک ترین داؤ تھا۔ لیکن عمران اب سنبھل چکا تھا۔ اس لئے اس نے اپنا

سر ذرا سا آگے کو جھکایا اور جسم کا درمیانی حصہ پیچھے کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لات اس کے پیٹ کے سامنے سے گزرتی چلی گئی اور پھر اس سے پہلے کہ فلپ سنبھلتا۔ عمران نے وحشی گینڈے کی طرح اچھل کر پوری قوت سے سر کی ٹکر فلپ کے پہلو میں جمائی اور فلپ اچھل کر پیچھے پڑے ہوئے بستر پر گرتا چلا گیا۔ اس کی ٹانگیں بستر سے نیچے اور دھڑ بستر کے اوپر جا گرا تھا۔۔۔ دوسرے لمحے عمران نے انتہائی پھرتی سے اس کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور اپنا ایک گھٹنا ان کے درمیان پلنگ کی سائیڈ پر ٹکایا۔ اور دوسرے لمحے اس کے دونوں بازو بجلی کی سی تیزی سے مخالف سمتوں میں پھیلتے چلے گئے۔ اور تڑپ کر اٹھنے والے فلپ کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی اور اس کا اوپر والا دھڑ بستر پر بُری طرح تڑپنے لگا۔

"اگر تم نے آواز نکالی تو ایک ہی جھٹکے میں ٹانگیں چیر دوں گا"۔۔۔ عمران نے بازوؤں کو ہلکا سا جھٹکا دیتے ہوئے غرا کر کہا اور فلپ کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بُری طرح بگڑتا چلا گیا۔

"جلدی بتاؤ راستہ کہاں ہے جلدی"۔۔۔ عمران نے ایک اور زوردار جھٹکا دیتے ہوئے کہا اور فلپ بُری طرح سر مارنے لگا۔ اس کا سرخ و سفید چہرہ اذیت کے باعث سیاہ پڑ رہا تھا۔ وہ عمران کے ہاتھوں بُری طرح پھنس گیا تھا۔ کیوں کہ وہ ذرا بھی حرکت کرتا تو عمران ایک جھٹکے میں اس کی ٹانگیں چیر سکتا تھا۔

"بتاؤ ورنہ"۔۔۔ عمران نے خوفناک انداز میں غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک زوردار جھٹکا دیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"فار گاڈ سیک ـــــ رک جاؤ میں بتاتا ہوں۔ لیبارٹری کا راستہ سٹار دریا کے دوسرے پل کے پاس سے ہے۔ وہاں ایک بہت بڑا سیڈ فارم بنا ہوا ہے۔ اس سیڈ فارم سے سرنگ کا راستہ ہے۔ جو لیبارٹری میں جاتی ہے۔ بہت طویل سرنگ ہے۔ تقریباً ساڑھے چار سو کلو میٹر۔ اور اس میں جگہ جگہ حفاظتی چوکیاں بنی ہوئی ہیں"ـــــ فلپ نے تکلیف کی شدت سے مجبور ہو کر کہا۔

"کیا کوڈ استعمال کیا جاتا ہے"ـــــ عمران نے پوچھا۔

"لیبارٹری سے کارڈ بھیجے جاتے ہیں۔ مخصوص کارڈ ہی کوڈ ہوتے ہوتے ہیں"ـــــ فلپ نے پہلی تفصیل بتانے کے بعد مزید تفصیل زیادہ آسانی سے بتانی شروع کر دی۔

اُسی لمحے عمران کو باہر برآمدے میں کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی اور عمران کی توجہ ایک لمحے کے لئے فلپ کی طرف سے ہٹ گئی۔ اور فلپ نے اس لمحے کا پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ اس کا اوپر والا جسم رائفل سے نکلنے والی گولی کی طرح آگے ہوا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے عمران کے سینے پر ٹکر مار دی ـــــ اچانک زوردار ٹکر لگنے سے عمران کے ہاتھوں سے فلپ کی ٹانگیں چھوٹ گئیں اور وہ پشت کے بل پیچھے فرش پر جا گرا۔ اور فلپ نے اس پر کسی بھوکے بھیڑیئے کی طرح چھلانگ لگا دی۔ لیکن عمران تیزی سے کروٹ بدل گیا۔ اور فلپ نے ہاتھ آگے کر کے اپنے سر کو فرش سے ٹکرانے سے بچا لیا ـــــ اور دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس نے لیٹے ہی لیٹے پوری قوت سے کھڑی ہتھیلی کا وار

فلپ کی پسلیوں پر کیا اور فلپ کے حلق سے چیخ سی نکل گئی۔ اور وہ پہلو کے بل فرش پر گرا اور پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔ اس کی ناک اور منہ سے خون کی دھاریں بہہ نکلی تھیں۔ اور عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کھڑی ہتھیلی کے وار نے فلپ کا دل پھاڑ دیا ہے۔ ورنہ وہ شاید اتنی آسانی سے نہ مرتا کیوں کہ معمولی سی جد وجہد سے ہی عمران سمجھ گیا تھا۔ کہ فلپ لڑائی بھڑائی کے فن میں خاصا ماہر واقع ہوا ہے۔

عمران چند لمحے کھڑا سوچتا رہا اور پھر اس نے فوری طور پر ایک اور فیصلہ کر لیا۔ فلپ کا قد و قامت اور جسامت عمران سے کافی حد تک مشابہہ تھی۔ اس لئے عمران نے فلپ کا روپ دھارنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیوں کہ اس طرح وہ آسانی سے اس کنوائے میں اپنی ٹیم کے ممبروں کو شامل کر سکتا تھا جو مال لے کر لیبارٹری میں جاتا ـــــ اس نے تیزی سے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے میک اپ منی باکس نکالا۔ اور پھر اس نے باتھ روم کے آئینے کے سامنے جا کر فلپ کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ خاصی تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔ اور پھر تقریباً دس منٹ بعد وہ مکمل طور پر فلپ کا روپ دھار چکا تھا ـــــ اس کے بعد اس نے کپڑے اتارے اور اس کے ساتھ ہی اس نے فلپ کے کپڑے بھی اتار دیئے۔ چند منٹوں بعد اس نے فلپ کا نائٹ سوٹ پہن لیا اور اپنے کپڑے فلپ کو پہنا دیئے۔ اس کے بعد اس نے فلپ پر اپنا میک اپ کرنا شروع کر

دیا۔ میک اپ ختم کرنے کے بعد اس نے اس کی ناک اور منہ سے نکلنے والی خون کی لکیریں بھی بنا دیں۔ میک اپ چونکہ سپیشل قسم کا تھا اس لئے اُسے اس کے ڈھل جانے کا خطرہ نہ تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنی جیبوں میں موجود ہر چیز نکال کر الماری کھولی اور اس میں لٹکے ہوئے فلیپ کے لباس کی جیبوں میں ڈال دی ——— اس کے بعد وہ ٹیلی فون کی طرف بڑھا تاکہ نائٹ کیپر کو آنے والے کے مرنے کی اطلاع دے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹیلی فون کا رسیور اٹھاتا۔ اچانک برآمدے میں بہت سے قدموں کے دوڑنے کی آواز سنائی دی اور عمران ٹھٹھک کر رُک گیا ——— دوسرے لمحے اس کے دروازے پر کسی نے اتنے زور سے لات ماری کہ دروازہ ایک زوردار دھماکے سے کھلتا چلا گیا اور پھر عمران نے یہ دیکھ کر ایک طویل سانس لی کہ آنے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں پوچھ گچھ کی تھی۔ سب سے آگے جسٹن تھا۔ جو لیڈی ایگلز سے ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا تھا ——— آنے والے کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ انتہائی برق رفتاری سے کمرے میں پھیلتے چلے گئے۔ البتہ جسٹن کی نظریں فرش پر پڑی ہوئی فلیپ کی لاش پر جم گئیں۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

"یہ کون ہے" ——— جسٹن نے کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور اس طرح میرے کمرے میں کیوں گھسے ہو" ——— عمران نے فلیپ کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیڈی ایگلز" ——— جسٹن نے جواب دیا۔ اور عمران کے چہرے پر فوراً نرمی کے آثار ابھر آئے۔ سپیشل میک اپ میں یہی تو خوبی ہوتی ہے کہ میک اپ کے باوجود چہرے پر تاثرات بخوبی نمایاں کئے جا سکتے ہیں۔

"اچھا اچھا جناب ——— میں کلیرنگ کمپنی کا ٹریفک منیجر ہوں جناب۔ تھوڑی دیر پہلے نائٹ کیپر نے مجھے ٹیلی فون پر بتایا کہ میرا کوئی ایشیائی دوست مجھ سے ملنے آیا ہے۔ میں بے حد حیران ہوا۔ کیونکہ میرا کوئی ایشیائی دوست نہیں۔ اُسی وقت آنے والے نے کہا کہ اسے نمبر ون نے بھیجا ہے ——— جس پر اُسے میں نے بلا لیا۔ کیونکہ نمبر ون ہمارا باس ہے۔ اس نے آتے ساتھ ہی مجھ پر ریوالور تان لیا۔ اور پوچھنے لگا کہ لیبارٹری کا راستہ بتاؤ۔ جناب آپ کو معلوم ہے کہ میں بھی لڑنا جانتا ہوں ——— چنانچہ میں نے لات مار کر اس کا ریوالور اڑا دیا جو اس صوفے کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اس کے بعد ہمارے درمیان زبردست لڑائی ہوئی ——— اور پھر مجھے موقع مل گیا میں نے اس کی پسلی پر پوری قوت سے کھڑی ہتھیلی کا وار کیا اور اس کا دل پھٹ گیا۔ اور یہ مر گیا۔ میں خود اس لڑائی میں حواس کھو بیٹھا تھا۔ اب ذرا ہوش درست ہوئے ہیں تو میں نائٹ کیپر کو بلانے کے لئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا ہی رہا تھا کہ آپ آ گئے" ——— عمران نے بڑے مؤدبانہ اور معصومانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"نائٹ کیپر کو بلاؤ" ——— جسٹن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اور آنے والوں میں سے ایک آدمی تیزی سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد نائٹ کیپر کمرے میں داخل ہوا۔

"دیکھو یہ آدمی واقعی فلپ ہے" ——— جسٹن نے عمران کی طرف اشارہ کیا۔

"انہیں بتاؤ۔ اس نے فون پر نمبر دُن کا حوالہ دیا تھا، تب ہی میں نے اسے کمرے میں بلایا تھا" ——— عمران نے فلپ کے لہجے میں نائٹ کیپر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور نائٹ کیپر کے چہرے پر ذرا سے جو تذبذب کے آثار تھے وہ عمران کی بات کرنے کے بعد ختم ہو گئے۔ اور عمران نے اسی مقصد کے لئے ہی بات کی تھی۔

"جی ہاں جناب ——— یہی فلپ اسمگلر ہے" ——— نائٹ کیپر نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب اسے پہچانو ——— کیا یہ وہی آدمی ہے جو فلپ کے پاس آیا تھا" ——— جسٹن نے لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جناب ——— یہ وہی آدمی ہے" ——— نائٹ کیپر نے ایک نظر فلپ کی لاش پر ڈالتے ہوئے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— تم لباس بدل کر ہمارے ساتھ آؤ۔ اور رابرٹ یہ لاش اٹھا کر کار میں ڈالو" ——— جسٹن نے کچھ دیر سوچتے ہوئے کہا۔

"اچھا جناب" ——— عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ الماری کی طرف مڑا اور اس نے الماری کھول کر وہی سوٹ نکالا جس کی جیبوں میں اس نے اپنا سامان ڈالا تھا۔ اور سوٹ لے کر وہ باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ البتہ اس نے باتھ روم کا دروازہ بند نہ کیا

تاکہ جسٹن کو کوئی شبہ نہ ہو سکے۔ اور پھر اس نے پھرتی سے نائٹ سوٹ اتار کر وہ سوٹ پہن لیا۔ اور پھر وہ باہر آ گیا۔ اس وقت تک فلپ کی لاش کو باہر لے جایا جا چکا تھا۔

"آؤ" ——— جسٹن نے کہا اور عمران سر جھکائے آگے چل پڑا ——— جسٹن کے اشارے پر دو مشین گن بردار اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ عمارت کے باہر دو کاریں موجود تھیں۔ عمران کو ایک کار کی پچھلی نشست پر بیٹھنے کا اشارہ کیا گیا اور اس کے دونوں اطراف میں دو آدمی بیٹھ گئے ——— چند لمحوں بعد کاریں تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑنے لگیں ———

تھوڑی دیر بعد وہ ایک دفتر نما عمارت کے آگے آ کر رک گئیں۔ اور پھر عمران کو مشین گنوں کے گھیرے میں اندر لے جایا گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی عمران ایک لمحے کے لئے چونک پڑا۔ کیوں کہ اس نے اپنے ہی ساتھیوں کو وہاں دیوار کے ساتھ کھڑے دیکھا۔ ان سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے ——— کیوں کہ ان کے سامنے فلپ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ چوں کہ اس پر عمران کا میک اپ تھا اور لباس بھی عمران والا ہی تھا۔ اس لئے ظاہر ہے انہوں نے یہی سمجھا ہو گا کہ عمران ان کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے۔

"تم نے اچھا کیا کہ ان سب کو یہاں لے آئے۔ اور میرا خیال ہے اب چیکنگ مشین سے ان کی لاشوں کا میک اپ ہی چیک کیا جائے۔ بہر حال مرنا تو انہوں نے ہے ہی۔ اس لئے اطمینان سے چیک ہوتے رہیں گے" ——— جسٹن نے عمران کے ساتھیوں ——— کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید ان کے لٹکے

ہوئے چہرے دیکھ کر یہ یقین ہو گیا تھا کہ مرنے والا واقعی ان کا ساتھی ہے۔

"جیسے آپ حکم کریں جناب" ——— شیرف نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے انہیں گولیوں سے اڑا دو" ——— جسٹن نے بڑے سفاک لہجے میں کہا اور شیرف اور جسٹن کے ساتھیوں نے مشین گنیں سیدھی کر لیں۔ عمران بڑی بے بسی کے عالم میں ایک طرف کھڑا تھا۔ سچویشن ہی ایسی بن گئی تھی کہ وہ اپنے ساتھیوں کا دفاع نہ کر سکتا تھا ——— اور موت تیزی سے ان کے ساتھیوں کی طرف جھپٹ چکی تھی۔

لیڈی ایگلز نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر قریب بیٹھے نمبر دَن کی طرف بڑھا دیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہ گروپ تو بے حد خطرناک ثابت ہو رہا ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں مال کی آئندہ ڈلیوری جو پرسوں ہو رہی ہے کچھ دنوں کے لئے روک دینی چاہیئے" ——— نمبر دَن نے پورٹیبل ٹرانسمیٹر تھامتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— جسٹن اور شیرف مل کر اس گروپ کو آسانی سے ختم کر سکتے ہیں۔ ڈلیوری کو آنے دو البتہ چیکنگ سخت کر دو" ——— لیڈی ایگلز نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— میں ابھی چیکنگ سخت کر دینے کے احکامات صادر کر دیتا ہوں" ——— نمبر دَن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب ایکس بم کے تیار ہونے میں کتنی دیر باقی ہے" ——— لیڈی ایگلز نے پوچھا۔

"میڈم ——— کام کی رفتار پہلے سے زیادہ تیز کر دی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ایک ہفتہ بہرحال لگ ہی جائے گا" ——— نمبر دَن

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں ایک ہفتہ یہیں رہوں گی۔ جب ایکس بم تیار ہو جائے گا۔ تب ہی میں یہاں سے جاؤں گی۔ اور میرا خیال ہے اس گروپ کے خاتمے کے بعد میں اپنے ساتھیوں کو بھی یہیں بلا لوں گی۔ تاکہ وہ سپیشل چیکنگ ڈیوٹی ادا کر سکیں" ـــــ لیڈی ایگلز نے جواب دیا۔

"لیکن میڈم ـــــ یہاں باقاعدہ سیکورٹی گارڈ موجود ہے۔ اور وہ لوگ پوری طرح تربیت یافتہ ہیں" ـــــ نمبر دَن نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں نمبر دَن ـــــ تم مجرموں کی ذہنی چالاکیوں کو نہیں جانتے۔ میرے ساتھی چونکہ خود مجرموں کے روپ میں رہتے ہیں اس لئے انہیں مجرموں کی نفسیات کا اچھی طرح علم ہے۔ اور وہ آسانی سے ان کی طرف سے ہر قسم کے حملے کا دفاع کر سکتے ہیں" ـــــ لیڈی ایگلز نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ چیف باس ہیں ـــــ اس لئے جو فیصلہ آپ کریں گی یقیناً بہتر ہو گا" ـــــ نمبر دَان نے شکست تسلیم کرتے ہوئے کہا۔ اور لیڈی ایگلز کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔ عورت ہونے کی وجہ سے اُسے اپنی خوشامد پر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی لطف آتا تھا۔

"اب میرا خیال ہے وادی کی طرف سے آنے کا تو کسی کا امکان باقی نہیں رہا۔ اس لئے تم ایڈورڈ اور اس کے ساتھیوں کو سکیورٹی سیل سے واپس بلا لو۔ وہ لوگ سائنس دان بھی ہیں ان کی لیبارٹری

کو زیادہ ضرورت ہے۔ ویسے وہاں آٹومیٹک ویژن کیمرے کام کرتے ہیں۔ ان کی فلمیں ہر روز منگوا کر ڈویلپ کر لیا کرو۔ تاکہ اگر کوئی مشکوک آدمی یہاں داخل بھی ہو تو اُسے کور کیا جا سکے" ـــــ لیڈی ایگلز نے کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم ـــــ میں آج ہی احکامات صادر کر دیتا ہوں" نمبر دَن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ سلام کر کے لیڈی ایگلز کے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد لیڈی ایگلز نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے ذہن میں ایک ہفتہ ناچ رہا تھا۔ اُسے ٹائیگر کی موت کے بعد اب پوری طرح یقین ہو گیا تھا کہ اب لیبارٹری یا فارمولے کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ باقی رہا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہ گروپ۔ تو ان ایشیائی لوگوں کی بھلا کیا حقیقت ہے کہ وہ لیبارٹری سے نکلنے والی کسی گیس کی بو بھی سونگھ سکیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ مس کیوٹی کی لاپرواہی کی وجہ سے انہیں وینز ویلا کا اشارہ مل گیا۔ لیکن یہ بات وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ وینز ویلا میں سے لیبارٹری کا خفیہ راستہ ڈھونڈھنا تو ایک طرف رہا وہاں کوئی مشکوک آدمی ایک لمحہ بھی آزاد نہیں رہ سکتا ـــــ اور پھر وہاں شیرف اور اس کی پوری فورس کے ساتھ ساتھ جسٹن اور اس ساتھی بھی موجود ہیں جو اس گروپ کو حقیر چیونٹیوں کی طرح مسل دیں گے ـــــ وہ سوچ رہی تھی کہ ایکس بم تیار ہو جانے پر جب وہ واپس جائے گی تو ایکریمیا کی سپیشل ایجنٹ کے طور پر اس کی کارکردگی کچھ اور نمایاں ہو جائے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

گی ۔ اور اُسے یقین تھا کہ اُسے سُپر سپیشل ایجنٹ کا عہدہ دے دیا جائے گا ـــــ یہ ایک ایسا عہدہ تھا جس کا خواب ہر سیکرٹ ایجنٹ دیکھتا چلا آیا تھا ـــــ کیوں کہ اس عہدے کے بعد وہ ایک لحاظ سے پورے ایکریمیا کی مالک بن جائے گی ـــــ وہ کسی کو جواب دہ نہیں تھی ۔ اور جو چاہے کر سکتی تھی ـــــ ایکریمیا کا ہر آدمی حتیٰ کہ صدرِ مملکت تک اس کی ہدایات پر عمل کرنے کے پابند ہوں گے ـــــ اور یہ عہدہ آج تک کسی کو نہ دیا گیا تھا ـــــ لیکن لیڈی ایگلز کو یقین تھا کہ اس کا خواب ضرور پورا ہو گا ۔ اور یہی سوچتی ہوئی وہ خوابوں کی دنیا میں ڈوبتی چلی گئی ـــــ

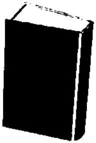

شیرف کے چار ساتھیوں اور جسٹن کے آٹھ ساتھیوں کی مشین گنیں دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے عمران کے ساتھیوں کی طرف اٹھ چکی تھیں اور جسٹن بڑے سرد لہجے میں ان کی موت کے احکامات صادر کر چکا تھا ۔ عمران کے ساتھیوں کی موت اٹل ہو چکی تھی ۔ عمران تو عمران اس کے ساتھی بھی ایسی سچویشن میں کچھ نہ کر سکتے تھے ۔ بارہ

مشین گنوں سے بچ کر نکل جانا ۔ اور وہ بھی اس تنگ کمرے میں ناممکن تھا ۔

" ٹھہریے جناب ـــــ میری بات سن لیجیے " اچانک عمران کی زوردار آواز کمرے میں گونج اٹھی ۔ اور وہ سب چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے ۔ مشین گن برداروں کی انگلیاں بھی ٹریگروں پر رک گئیں ۔

" کیا بات ہے " ـــــ جسٹن نے انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا ۔ ایسے موقع پر شاید اُسے عمران کی مداخلت انتہائی ناگوار محسوس ہوئی تھی ۔

" جناب ـــــ مجھے ایک انتہائی اہم بات یاد آگئی ہے ۔ ان کا تعلق ان آدمیوں سے ہے ۔ کیوں کہ ظاہر ہے یہ بھی ایشیائی ہیں اور ان کا تعلق بھی یقیناً اسی آدمی سے ہو گا " ـــــ عمران نے اپنے ساتھیوں کے سامنے فلیپ کی پڑی ہوئی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

" کیا بات ہے ـــــ جلدی بتاؤ " ـــــ جسٹن نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

" جناب ـــــ یہ بات صرف میں آپ سے اکیلی جگہ پر کر سکتا ہوں ۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ شیرف کے بھی انچارج ہیں ۔ اور اس موقعہ پر فیصلہ بھی آپ کے ہاتھوں میں ہے " ـــــ عمران نے اُسے مکھن لگاتے ہوئے کہا ۔

" لیکن کیا اس بات کا تعلق ان کی زندگی موت سے ہے ۔ انہیں

مرنے دو۔ پھر آرام سے بات بتاتے رہنا" ۔۔۔ جسٹن نے کہا۔

"جناب ۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ بات معلوم ہونے کے بعد آپ کو ان کی فوری موت پر افسوس ہو۔ یہ لوگ کہاں جا سکتے ہیں۔ آپ صرف چند منٹ میری بات سن لیں اس کے بعد فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو آؤ باہر چلتے ہیں ۔۔۔ شیرف ان کا خیال رکھنا یہ لوگ ذرا بھی حرکت کریں تو میری طرف سے انہیں گولی مار دینے کی اجازت ہے" ۔۔۔ جسٹن نے بیرونی دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"مسٹر شیرف ۔۔۔ یہاں کوئی ملحقہ کمرہ نہیں ہے۔ جہاں کاغذ اور قلم بھی موجود ہو" ۔۔۔ عمران نے اس بار جسٹن کی بجائے براہ راست شیرف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ہے ۔۔۔ کیوں" ۔۔۔ شیرف نے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔

"تو جناب ۔۔۔ اس کمرے میں چلیئے۔ مجھے کاغذ اور قلم بھی چاہیئے۔ پھر ہی اس بات کی وضاحت ہو سکتی ہے" ۔۔۔ عمران نے سسپنس پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"کس طرف ہے وہ کمرہ" ۔۔۔ جسٹن نے شیرف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ دروازہ ہے جناب" ۔۔۔ شیرف نے شمالی دیوار میں لگے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور اس

دروازے کو دیکھتے ہی عمران کے دل میں مسرت کی لہر سی اٹھی۔ دروازے کی ساخت سے ہی اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ اور ظاہر ہے جو پلان اس نے بنایا تھا اس میں ساؤنڈ پروف کمرہ زیادہ مدد دے سکتا تھا اور یہ قدرت کی طرف سے امداد ہی تھی۔

اور پھر لمحوں بعد جسٹن عمران کے ہمراہ اس کمرے میں داخل ہوا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک میز اور اس کے پیچھے کرسی رکھی ہوئی تھی۔

"ہاں ۔۔۔ بتاؤ کیا بات ہے" ۔۔۔ جسٹن نے کمرے میں داخل ہوتے ہی بے چین لہجے میں پوچھا۔

"جناب کاغذ" ۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور اس کی بات سنتے ہی لاشعوری طور پر جسٹن کا رخ میز کی طرف ہو گیا جس پر ایک پیڈ پڑا ہوا تھا۔ اور اسی لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور جسٹن کی کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹا اور وہ لہراتا ہوا فرش پر پڑے ہوئے قالین پر ڈھیر ہو گیا ۔۔۔ عمران نے اس کی کنپٹی پر مکہ مارتے ہوئے جان بوجھ کر درمیانی انگلی کو ذرا سا خم دے دیا تھا۔ اس طرح انگلی کا درمیانی جوڑ کسی ہک کی طرح ابھر آیا تھا۔ اور اس ہک نے کنپٹی سے گزرنے والی مخصوص رگ کو دبا کر جسٹن کو ایک لمحے میں بے ہوش کر دیا تھا ۔۔۔ اب جسٹن ایک گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہ آ سکتا تھا۔ عمران نے جسٹن کے نیچے گرتے ہی پہلے تیزی سے اس کی نبض چیک کی اور جب اُسے یقین ہو گیا کہ جسٹن واقعی بے ہوش ہو گیا ہے۔ تو اس نے بڑی تیزی سے اس کا لباس

اتارنا شروع کر دیا۔ جسٹن کو دیکھ کر ہی اس نے پلان بنایا تھا۔ اس لئے کہ جسٹن اس کی قد وقامت پر پورا اترتا تھا۔ اس نے حتی الامکان تیزی سے اس کا لباس اتارا اور پھر اپنا لباس بھی اتار دیا ——— چند لمحوں بعد وہ جسٹن کا نہ صرف لباس خود پہن چکا تھا بلکہ اس نے بے ہوش پڑے جسٹن کو اپنا لباس بھی پہنا دیا تھا اور پھر اس نے اپنے لباس میں سے تمام چیزیں نکال کر جسٹن والے لباس کی جو اس نے خود پہن رکھا تھا منتقل کر دیں ——— اور پھر اس نے سپیشل میک اپ کا منی باکس نکالا اور انتہائی پھرتی سے بے ہوش پڑے ہوئے جسٹن پر فلپ کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے۔ چند لمحوں بعد جسٹن فلپ کا روپ دھار چکا تھا اور پھر اس نے سر اٹھا کر ادھر اُدھر دیکھا ——— اور اسے دیوار پر لگی ہوئی ایک سینری کا فریم نظر آگیا۔ جس پر شیشہ لگا ہوا تھا۔ اس کے شیشے میں کسی حد تک دیکھنے والے کی شکل نظر آ رہی تھی۔ کیوں کہ کمرے میں موجود بلب کا رخ ایسا تھا کہ دیکھنے والے کو سینری کے ساتھ ساتھ اپنی شکل کے خدوخال بھی نظر آتے تھے ——— اور پھر عمران نے اس شیشے میں دیکھتے ہوئے پہلے اپنے چہرے پر موجود فلپ کا میک اپ صاف کیا اور پھر اپنے اوپر جسٹن کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ چہرے کا میک اپ مکمل کرنے کے بعد اس نے شیشی میں ایک کریم نکال کر اپنے بالوں پر ملی اور تیزی سے ہاتھوں کے ذریعے بالوں کو دائیں بائیں جھٹکا تو اس کے سیدھے بال تیزی سے گھنگھریلے ہوتے چلے گئے ——— جب تک بال بالکل جسٹن کے بالوں کی

طرح بہت گھنگھریلے نہ ہو گئے۔ وہ بالوں کو ہاتھوں سے جھٹکتا رہا۔ اور جب وہ مطمئن ہو گیا تو اس نے ہاتھ روک لیے۔ جسٹن کے قدرتی گھنگھریلے بالوں کو پہلے ہی اینٹی کرلنگ کریم کی مدد سے سیدھے کر چکا تھا۔

عمران نے تمام کام حتی الامکان تیزی سے مکمل کر لیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ظاہر ہے اس پر دس بارہ منٹ لگ ہی گئے تھے۔ اور جب عمران نے کام مکمل کیا اُسی لمحے دروازے پر زور سے دستک ہوئی اور عمران نے فرش پر پڑے بے ہوش جسٹن کی کنپٹی کی مخصوص رگ پر انگوٹھا رکھ کر دوسرے ہاتھ سے مکا اپنے اس ہاتھ پر مارا جس کا انگوٹھا اس نے رگ پر رکھا ہوا تھا ——— اور ضرب لگتے ہی جسٹن کا جسم ایک لمحے کے لئے بُری طرح تڑپا۔ اور دوسرے لمحے ڈھیلا ہوتا چلا گیا۔ عمران نے مخصوص ضرب لگا کر رگ کو دماغ کے اندر ہی کچل دیا تھا۔ اور ظاہر ہے اس طرح فوری طور پر جسٹن کی موت واقع ہو گئی ——— لیکن کنپٹی پر صرف ضرب والی جگہ ہلکی نیلی پڑ گئی۔ اور پھر اس نے جسٹن کا بازو پکڑا اور اُسے گھسیٹتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے دروازہ کھول کر جسٹن کی لاش کو یوں باہر اچھال دیا جیسے خاکروب کسی کتے کی لاش کو کوڑا کرکٹ میں اچھال دیتے ہیں۔

"حرام زادہ ——— مجھے مارنا چاہتا تھا۔ لیکن اسے نہیں معلوم کہ جسٹن کسے کہتے ہیں نانسس" ——— عمران کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔ آنکھوں میں غصے کی شدت سے وحشت سی چھائی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا" ۔۔۔ شیرف نے حیرت بھرے انداز میں کمرے میں پڑے ہوئے جسٹن کی لاش کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ یقیناً غدار تھا۔ گو اس نے ان مجرموں کے بارے میں ایک انتہائی اہم بات بتائی ہے۔ جس کی مکمل چیکنگ ضروری ہے۔ مگر جب ہم آنے لگے تو اس نے مجھ پر حملہ کر دیا مگر ظاہر ہے جسٹن سے لڑائی میں جیتنا ناممکن ہے۔ جسٹن تو کسی طرف اشارہ کر دے تو وہ مر جاتا ہے کتے کا بچہ" ۔۔۔ عمران نے جسٹن کے روپ میں پھنکارتے ہوئے کہا۔

"مگر جناب وہ بات" ۔۔۔ شیرف نے جسٹن کو شدید غصے کی حالت میں دیکھ کر قدرے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ واقعی انتہائی اہم بات ہے۔ اور مجھے لیڈی ایگلز سے بات کرنی ہوگی۔ اس وقت تک ان لوگوں کو ختم بھی نہیں کیا جا سکتا۔ تم ایسا کرو ان سب کو ہتھکڑیاں لگا دو۔ میں انہیں سٹیٹ گیسٹ ہاؤس لے جاؤں گا وہاں میرے آدمی ان کی نگرانی کریں گے ۔۔۔ اور میں لیڈی ایگلز سے بات کر کے ہی ان کے متعلق کوئی فیصلہ کروں گا" ۔۔۔ جسٹن نے کرخت مگر انتہائی سرد لہجے میں شیرف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور شیرف نے ایک لمحے کے تذبذب کے بعد اپنے ایک آدمی کو ہتھکڑیاں لے آنے کا حکم دے دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کیپٹن شکیل اور صفدر کو دیوار کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا ۔۔۔ چونکہ وقتی طور پر وہ موت کے منہ سے نکل آئے تھے اور شاید انہوں نے سوچا ہو کہ آگے جا کر شاید نکل جانے کا بھی کوئی

موقع مل جائے اس لئے انہوں نے بغیر کوئی احتجاج کئے اپنے منہ دیوار کی طرف کر لیے۔ اتنی دیر میں سپاہی کلپوں والی ہتھکڑیاں لے کر آ گیا اور پھر اس نے ان سب کے ہاتھ پشت پر موڑ کر ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیں۔

"انہیں لے آؤ ۔۔۔ اور سنو شیرف ۔۔۔ ان دونوں آدمیوں کی لاشیں بھی کار میں رکھوا دو۔ میں لیڈی ایگلز کو انہیں بطور نمونہ پیش کر دوں گا" ۔۔۔ عمران نے شیرف سے مخاطب ہو کر کہا اور شیرف نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ ظاہر ہے لیڈی ایگلز کے خصوصی ساتھی ہونے کی وجہ سے وہ جسٹن کے احکامات کی تعمیل کا پابند تھا۔ اور عمران ان لاشوں کو اس لئے ہمراہ لے جانا چاہتا تھا کہ کہیں انہیں ٹھکانے لگاتے وقت کوئی ایسی چیز سامنے نہ آ جائے۔ جس سے شیرف مشکوک ہو جائے۔

چند لمحوں بعد اس کے احکامات کی تکمیل ہو گئی۔ عمران کے ساتھی کاروں میں سوار کرا دیئے گئے۔ اور جسٹن کے ساتھی بھی۔ اس کے بعد عمران ایک کار میں بیٹھا اور اس کے اشارے پر کاریں تیزی سے دوڑتی ہوئیں سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ عمران اپنی ریڈی میڈ کھوپڑی کی بدولت نہ صرف اپنے ساتھیوں کو یقینی موت سے بچا لایا تھا۔ بلکہ اس نے جسٹن جیسے اہم آدمی کا روپ بھی دھار لیا تھا ۔۔۔ اس طرح اب وہ آسانی سے لیبارٹری میں پہنچ سکتا تھا۔ اب اس کے ذہن میں مسئلہ صرف جسٹن کے ساتھیوں پر قابو پانا تھا۔ اور یہ معمولی بات تھی۔ ظاہر ہے کہ سٹیٹ گیسٹ

ہاؤس میں وہ آسانی سے اپنی سکیم پر عمل درآمد کر سکتا تھا۔

چند لمحوں بعد کاریں سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں پہنچ گئیں۔ اور عمران کے اشارے پر جسٹن کے ساتھی اس کے ساتھیوں کو اتار کر کرش ہال میں لے گئے۔ عمران نے اپنی دو کاریں وہیں روک کر شیرف کی کاریں واپس بھجوا دیں۔ اور پھر وہ خود تیزی سے کرش ہال میں داخل ہو گیا۔ ظاہر ہے وہ جلد از جلد اپنی سکیم پر عمل کرنا چاہتا تھا۔

"ان کی ہتھکڑیاں کھول دو رابرٹ"۔۔۔ عمران نے اس آدمی کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ جسے اس کی موجودگی میں جسٹن نے رابرٹ کے نام سے پکارا تھا۔ اس کے سامنے ہی شیرف نے ہتھکڑیاں کھولنے والی مخصوص چابی اس کے حوالے کی تھی۔

"مگر باس"۔۔۔ رابرٹ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو نانسنس"۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور رابرٹ سر جھٹکتا ہوا آگے بڑھا۔ اور پھر اس نے باری باری سب کی ہتھکڑیاں کھول دیں۔

"انہیں اس کمرے میں بند کر کے تم سب لوگ میرے ساتھ آؤ"۔۔۔ عمران نے جسٹن کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔

"سنو۔۔۔ تم لوگوں نے کوئی غلط حرکت نہیں کرنی۔ سمجھے۔ ورنہ تمہیں سر سلطان بھی نہ بچا سکے گا"۔۔۔ عمران نے غور سے کیپٹن شکیل اور صفدر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے آنکھ کا گوشہ بھی آہستہ سے

دبا دیا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ جسٹن کے ساتھی بھی کمرے سے باہر آ گئے۔ اور انہوں نے کمرے کے دروازے کو باہر سے لاک کر دیا۔

"اپنے ہتھیار یہیں رکھ کر میرے ساتھ آؤ۔ ہم نے فوراً ایک اہم میٹنگ کرنی ہے"۔۔۔ عمران نے جسٹن کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور انہوں نے سر ہلاتے ہوئے ہاتھوں میں تھامی ہوئی مشین گنیں وہیں کمرے میں رکھ دیں۔ لیکن ان کی آنکھوں میں شدید الجھن کے آثار واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔۔۔ عمران بھی ان کی الجھن کو اچھی طرح سمجھتا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ آٹھ مشین گنوں کا مقابلہ وہ اکیلا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ان سے ہتھیار رکھوانے کے بعد وہ تیزی سے آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جسٹن کے ساتھی بھی اس کے پیچھے پیچھے تھے۔۔۔ وہ ایک دوسرے کو بڑی معنی خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی عمران تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے اس نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال کر ان کی طرف تان لیا۔

"خبردار۔۔۔ اگر کسی نے حرکت کی۔۔۔ دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ"۔۔۔ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور جسٹن کے ساتھی ایک لمحے کے لئے تو حیرت سے بت بنے کھڑے رہے۔ مگر دوسرے لمحے ان میں سے دو نے بڑی پھرتی سے جیبوں میں ہاتھ ڈالنا چاہا مگر ابھی ان کے ہاتھوں میں حرکت ہوئی تھی کہ عمران کے ریوالور سے شعلے چمکے اور وہ دونوں چیخ مار کر فرش پر گرے اور

بُری طرح تڑپنے لگے ۔ گولیاں ان کے سینوں میں گھستی چلی گئی تھیں ۔
مگر ان دونوں کے مرنے کا ری ایکشن عمران کی توقع کے بالکل برعکس ہوا ۔ بجائے اس کے جسٹن کے ساتھی خوف زدہ ہو جاتے وہ پاگلوں کی طرح چیختے ہوئے عمران پر جھپٹ پڑے ۔ عمران نے بڑی تیزی سے ٹریگر دبایا ——— لیکن وہ ان کے دو مزید ساتھی ہی ختم کر سکا ۔ جبکہ باقی چار اس سے بُری طرح لپٹ گئے ۔ اور ریوالور عمران کے ہاتھوں سے نکلتا چلا گیا ۔ اور پھر کمرے میں ایک ہولناک جنگ شروع ہو گئی ۔ عمران نے ریوالور ہاتھ سے نکلتے ہی اپنے جسم کو زوردار انداز میں جھٹکا دیا اور پھر ——— وہ چاروں لڑکھڑاتے ہوئے دو قدم پیچھے ہٹتے چلے گئے ——— لیکن وہ چاروں ہی اس قسم کی لڑائی کے ماہر تھے ۔ اس لئے ایک لمحے میں سنبھل گئے ۔ اور پھر ان میں سے ایک کی لات بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور عین اسی لمحے دوسرے کا ہاتھ ۔ اور دونوں وار عمران کو اپنے دونوں پہلوؤں پر سہنے پڑے ۔ اور عمران یوں پیٹ سے زمین پر گرا جیسے چھپکلی چھت سے نیچے آ گرتی ہے ۔ ——— اور عمران کے اس طرح گرنے سے وہ سب ایک لمحے کے لئے ساکت ہوئے اور یہی عمران چاہتا تھا ۔ دوسرے لمحے وہ اپنی جگہ سے بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس کا جسم رائفل سے نکلنے والی گولی کی طرح ایک آدمی سے ٹکرایا اور وہ اسے رگیدتا ہوا دیوار کے ساتھ لیتا چلا گیا ——— اور دوسرے لمحے اس کا جسم کمان کی طرح جھکا اور وہ آدمی عمران کے سر پر سے ہوتا ہوا اپنے اس ساتھی پر جا گرا ۔ جو وحشی ہاتھی کی طرح عمران کی پشت پر حملے کے لئے دوڑا

چلا آ رہا تھا ۔ اور وہ دونوں ٹکرا کر فرش پر جا گرے ۔ اسی لمحے جسٹن کے دوسرے دو ساتھیوں نے بیک وقت دو مختلف پہلوؤں سے عمران پر چھلانگیں لگا دیں ——— عمران نے غوطہ کھا کر ان کی گرفت سے نکلنا چاہا ۔ مگر وہ شاید اس کے لئے پہلے سے ہی تیار تھے ۔ اس لئے انہوں نے ہوا میں ہی اپنا رخ بدل لیا اور پھر وہ دونوں پوری قوت سے عمران سے ٹکرائے اور عمران کو لئے ہوئے فرش پر آ گرے ۔ اس دوران دوسرے دو بھی جو ٹکرا کر نیچے گرے تھے ——— تیزی سے اچھلے اور پھر چاروں ہی عمران کے جسم کے اوپر لد گئے ۔ عمران نے نیچے گرتے ہی تیزی سے کروٹ بدلی اور دو آدمی اچھل کر لڑھکتے ہوئے دور جا گرے مگر دوسرے دو عمران کے جسم سے جونکوں کی طرح چمٹے ہوئے تھے ——— اور پھر ان میں سے ایک کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب میں پڑ کر باہر نکلا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک خوفناک خنجر چمک رہا تھا ۔ اس نے پوری قوت سے خنجر کا وار عمران کے پہلو میں کیا ۔ لیکن عمران تیزی سے کروٹ بدل گیا ——— اور خنجر فرش پر بچھے ہوئے دبیز قالین میں گھستا چلا گیا ۔ عمران نے اچھل کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن ایک اور آدمی کی لات گھومی اور عمران ایک بار پھر فرش پر جا گرا ۔ اور اب باقی تینوں کے ہاتھوں میں بھی خنجر چمک رہے تھے ۔ اور عمران تین مختلف سمتوں سے ان خوفناک خنجروں کی زد میں آ گیا ——— اور یہ ایک ایسا لمحہ تھا ۔ جس میں عمران کی موت یقینی تھی ۔ وہ کسی بھی طرف کروٹ بدل کر ان خنجروں کی زد سے نہ بچ سکتا تھا اور پھر خنجر فضا میں بلند ہوئے اور موت کے پیامبر بن کر عمران

کے جسم کی طرف لپک پڑے۔

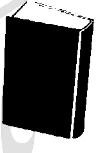

شیرف نے جسٹن اور اس کے ساتھیوں کے جانے کے بعد اپنے آدمیوں کو بھی فارغ کر دیا۔ لیکن اُسے دل میں عجیب سی خلش محسوس ہو رہی تھی۔ جسٹن کا پراسرار رویہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ کہ یا تو جسٹن ان آدمیوں کو مارنے پر تلا ہوا تھا۔ یا کمرے میں وس پندرہ منٹ کے بعد اس کا رویہ ہی بدل گیا۔ ادھر جس انداز میں اس نے فلپ کا خاتمہ کیا تھا ——— اور پھر لاشیں بھی وہ اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔ یہ سب کچھ اُسے لاشعوری طور پر کھٹک رہا تھا۔ لیکن بظاہر اس کے ذہن میں کوئی واضح بات نہ آ رہی تھی۔ وہ چند لمحے اپنے دفتر میں بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر وہ اٹھ کر اس ساؤنڈ پروف کمرے میں گھس گیا ——— جہاں جسٹن نے پندرہ منٹ گزرے اور صورت حال کا نقشہ ہی بدل گیا۔ وہ کمرے کو غور سے دیکھتا رہا۔ کمرے میں ہر چیز اپنی جگہ پر ٹھیک ٹھاک موجود تھی۔ کسی چیز کو چھیڑا نہ گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر ان دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی ہوتی تو یقیناً کوئی نہ

کوئی چیز اپنی جگہ سے ہٹتی ضرور۔ لیکن اس کے باوجود فلپ مارا گیا۔ اور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا کاغذ کا پیڈ اٹھایا۔ اس نے دیکھا کہ اس میں سے کوئی ورق پھاڑا نہ گیا تھا۔

اس کا مطلب ہے کہ فلپ کاغذ اور قلم کی جو بات کہہ رہا تھا وہ غلط تھی لیکن پھر یہاں پندرہ منٹ تک کیا ہوتا رہا۔ اور عین اُسی لمحے اس کی نظریں کمرے کے ایک کونے میں پڑی ہوئی چیز پر جم گئیں وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے وہ چیز اٹھا لی ——— یہ چونکہ صوفے کے پائے کی اوٹ میں تھی اس لئے عام طور پر نظر نہ آ رہی تھی اور شیرف کی نظریں بھی اچانک ہی اس پر پڑ گئی تھیں۔ یہ ایک چھوٹی سی ٹیوب تھی جو آدھی سے زیادہ خالی تھی۔ ٹیوب پر باریک لفظوں میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ اور شیرف نے ٹیوب کو ٹیبل لیمپ کی روشنی کے سامنے کیا اور اُسے پڑھنے لگا وہ دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑا ——— کیوں کہ ٹیوب پر لکھے ہوئے الفاظ کے مطابق وہ میک اپ کے کام آتی تھی۔ اور پھر اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ اس نے میک اپ کے فن پر بے شمار کتابیں پڑھی تھیں اس لئے وہ فوراً سمجھ گیا کہ اس ٹیوب کی مدد سے سانولے رنگ کو ایک لمحے میں گورا کیا جا سکتا ہے۔ گو یہ رنگ عارضی ہوتا ہے لیکن اس سے فوری طور پر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور وہ سمجھ گیا کہ اس ٹیوب کی مدد سے کوئی ایشیائی آدمی آسانی سے اپنے آپ کو یورپین بنا سکتا ہے ——— لیکن فلپ اور جسٹن دونوں یورپی تھے۔ پھر اس ٹیوب کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے تیز ذہن نے ایک اور پہلو پر غور کرنا شروع کر دیا۔ ہو سکتا ہے وہ

ایشیائی آدمی جو فلپ کے پاس گیا تھا وہ نہ مرا ہو بلکہ مرنے والا فلپ ہو اور اس ایشیائی نے اس ٹیوب کی مدد سے فلپ کا میک اپ کر لیا ہو اور پھر فلپ کی جگہ وہ اس کمرے میں جسٹن کا روپ بدل گیا ہو اور فلپ کی بجائے جسٹن ہلاک کر دیا گیا ہو ——— اور پھر وہ جیسے جیسے سوچتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں یہ خیال پختہ ہوتا چلا گیا۔ کیونکہ عین اس لمحے فلپ کی مداخلت جب کہ ان ایشیائی آدمیوں کو ہلاک کیا جا رہا تھا۔ کاغذ اور قلم کے پہلے جسٹن کو کمرے میں لے جانا۔ کاغذ اور قلم کا استعمال نہ ہونا ——— اور پھر ان ایشیائی آدمیوں کو ہلاک کرنے کی بجائے ان کی سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں منتقلی اور لاشوں کو بھی ہمراہ لے جانا۔ صورت حال اب اس کی سمجھ میں آ رہی تھی۔ اور دوسرے لمحے اس کے جسم میں سرد لہریں دوڑنے لگیں اگر واقعی ایسا ہے جیسا اس نے سوچا ہے تو یقیناً صورت حال انتہائی خطرناک ہے ——— سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں جسٹن کے ساتھی بھی مارے جا سکتے ہیں اور جس طرح اس ایشیائی نے جسٹن اور فلپ کا روپ دھار لیا ہے اس طرح اس کے ایشیائی ساتھی بھی جسٹن کے ساتھیوں کے روپ میں تبدیل ہو سکتے ہیں

اور ظاہر ہے اس طرح نہ صرف وہ ونڈز ولا میں اطمینان سے رہ سکتے ہیں بلکہ ایسے چالاک لوگ لیڈی اینگلز کو چکر دے کر لیبارٹری میں بھی گھس سکتے ہیں۔

اس نے وہ ٹیوب جیب میں ڈالی اور پھر تیزی سے کمرے سے نکل کر دفتر میں آیا اور اس نے میز کی دراز سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا

ایریل باہر کھینچ کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ——— کیپٹن بوجارڈ سپیکنگ اوور" ——— شیرف نے تیز لہجے میں بار بار یہی فقرہ دوہراتے ہوئے کہا۔

"یس ——— ٹونی سپیکنگ اوور" ——— دوسری طرف سے چند لمحوں بعد ٹونی کی آواز سنائی دی۔

"ٹونی ——— فوراً بیس آدمیوں سمیت سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کو گھیر لو صرف پانچ منٹ کے اندر۔ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ باقی ہدایات وہیں موقع پر دوں گا اور سب آدمی پوری طرح مسلح ہونے چاہئیں اوور" ——— شیرف نے تیز لہجے میں احکامات دیتے ہوئے کہا۔

"مگر باس ——— کیا بات ہے۔ کچھ اندازہ ہو جائے تاکہ ہم اسی طرز پر تیار رہیں اوور" ——— ٹونی نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"تمہیں ہر لحاظ سے تیار رہنا چاہئے۔ وہاں مجرموں سے لڑائی بھی ہو سکتی ہے اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا تم باتیں کرنے کی بجائے وہاں پہنچو۔ سمجھے۔ اوور اینڈ آل" ——— کیپٹن بوجارڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اس نے اسے میز کی دراز میں ڈالا اور پھر تیزی سے دفتر سے ملحقہ اسلحہ خانے میں دوڑتا چلا گیا۔ اس نے وہاں سے دس دستی بم۔ اور ایک سب مشین گن اور اس کے راؤنڈ اٹھائے اور پھر تیزی سے واپس دوڑتا ہوا دفتر سے باہر نکلتا چلا آیا ——— دفتر کے باہر اس کی مخصوص جیپ موجود تھی۔ وہ اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے اس کی جیپ تیز رفتاری

کے ریکارڈ توڑتی ہوئی سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے مخصوص سائرن کھول دیا تھا۔ اس لئے سڑکوں پہ چلنے والی ٹریفک خود بخود اس کے لئے راستہ چھوڑتی چلی جارہی تھی۔ اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ہی وہ سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کی عمارت کے قریب پہنچ گیا —— اس نے سائرن بند کر دیا اور جیپ کو آگے بڑھائے لئے گیا۔ سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کے بالکل سامنے ایک عمارت کے پورچ میں اس نے جیپ روک دی۔ اسی لمحے ایک باوردی آدمی ایک ستون کی آڑ سے نکل کر اس کی طرف بڑھا۔

"باس —— عمارت کو گھیرے میں لیا جا چکا ہے" —— آنے والے نے قریب آکر دبے لہجے میں کہا۔ یہ ٹونی تھا۔ اسسٹنٹ شیرف۔

"ٹھیک ہے —— تم بی ون ٹرانسمیٹر آن رکھو۔ میں عمارت میں جاتا ہوں۔ اگر کوئی خطرہ ہوا تو تمہیں ٹرانسمیٹر پہ ریڈ کاشن دوں گا۔ اور تم نے اپنے ساتھیوں سمیت عمارت میں گھس پڑنا ہے اور پھر موقع محل دیکھ کر ایکشن لینا ہے" —— شیرف نے ٹونی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر باس —— آخر یک دم ہوا کیا ہے۔ کچھ پتہ تو چلے ایسا نہ ہو کہ ہم سے لاعلمی میں کوئی غلط اقدام ہو جائے اور ہمیں بعد میں پچھتانا پڑے" —— ٹونی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور شیرف کو مختصر طور پہ اسے اپنے شک کے متعلق بتانا پڑا۔

"اوہ —— واقعی —— اگر آپ کا شک درست ہے تو مسئلہ

بے حد خطرناک ثابت ہو سکتا ہے" —— ٹونی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے —— ابھی شک دور ہو جائے گا۔ ہوشیار رہنا" —— شیرف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر مشین گن کو کندھے سے لٹکائے وہ عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمارت کا صدر دروازہ بند تھا —— شیرف نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ اور اس وقت تک اس نے بٹن سے انگلی نہیں ہٹائی جب تک دروازہ کھل نہ گیا۔ دروازہ کھولنے والا جسٹن کا ایک ساتھی تھا۔

"کیا بات ہے" —— دروازہ کھولنے والے نے سخت لہجے میں شیرف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے جسٹن سے فوری ملنا ہے ایک اہم بات ہے" —— شیرف نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ دراصل نظروں ہی نظروں میں اس کا میک اپ چیک کر رہا تھا۔ لیکن بظاہر اسے کوئی ایسی چیز نظر نہ آرہی تھی جس کی بنا پر اس کا شک یقین میں بدل جاتا۔

"آؤ" —— دروازہ کھولنے والے نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور شیرف اندر داخل ہو گیا۔ دروازہ کھولنے والے نے ہی دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔ شیرف تیزی سے آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جسٹن کا ساتھی اس کے پیچھے تھا۔ آپریشن روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے شیرف سیدھا آپریشن روم میں گھستا چلا گیا۔ لیکن اندر داخل ہوتے ہی وہ یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے خوفناک بم پھٹ پڑا ہو۔

عمران کے لئے یہ لمحہ قیامت کا لمحہ تھا تین خوف ناک خنجر مختلف زاویوں سے اس کے جسم کو نشانہ بنانے کے لئے لپک رہے تھے ۔ اور پھر اس سے پہلے کہ خنجر اس کے جسم میں ترازو ہوتے کمرے میں مشین گن کی تڑتڑاہٹ گونج اٹھی اور اس کے ساتھ ہی تین انسانی چیخیں بھی ۔ اور تینوں خنجر بردار فرش پر بری طرح تڑپنے لگے ۔ گولیوں نے انہیں ایک لمحے کی بھی مہلت نہ دی تھی کہ وہ خنجر ہی مار سکتے ۔ عمران تڑپ کر اٹھا ۔ اور پھر اُسے دروازے میں صفدر ہاتھ میں مشین گن لئے کھڑا نظر آیا ۔ وہ تینوں ختم ہو چکے تھے ۔

"بڑے وقت پر آئے ہو صفدر" ـــــ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"آپ نے ہمیں بے حد پریشان کیا ہے ۔ آپ کا میک اپ اتنا مکمل تھا کہ ہم آخر تک آپ کو نہیں پہچان سکے اور یہی سمجھتے رہے کہ آپ کو قتل کر دیا گیا ہے" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

"اچھا اب باتیں بند کرو اور باقی ساتھیوں کو بلا کر یہاں سے یہ

سب لاشیں اٹھاؤ ۔ مجھے شیرف کی طرف سے خطرہ ہے ۔ میں نے آتے ہوئے اس کی آنکھوں میں شکوک کی واضح پرچھائیاں دیکھی تھیں" ـ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور صفدر واپس مڑ گیا ۔ عمران بھی باہر نکل آیا ۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس کے باقی ساتھی بھی کمرے سے باہر آ گئے ۔ عمران کو ان کے باہر آجانے پر کوئی حیرت نہ تھی ۔ کیونکہ تالہ کھول لینا ان کے لئے بچوں کا کھیل تھا ۔

"صفدر ـــ تم لوگوں کا سامان ہوٹل میں ہی ہو گا" ـــــ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا ۔

"ہاں ـــ وہیں پڑا ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا ۔

"دیکھو ـــ میں نے تم سب پر جسٹن کے ساتھیوں کا میک اپ کرنا ہے ۔ اور میرے پاس جو میک اپ منی باکس ہے وہ تقریباً ختم ہو چکا ہے اور یہاں آٹھ آدمیوں کا میک اپ ہونا ہے" ـــــ عمران نے کہا ۔

"تو پھر میں جا کر لے آؤں" ـــــ صفدر نے جواب دیا ۔

"ہاں ـــ تم اکیلے جاؤ ۔ اب یقیناً وہاں نگرانی کا سلسلہ بند نہیں ہو گا ۔ فائرنگ اسکواڈ سیڑھیوں کے ذریعے جا کر تم ضروری سامان اٹھا لاؤ مگر جتنی جلدی ممکن ہو سکے آجانا" ـــــ عمران نے جواب دیا ۔

"عمران صاحب ـــ ایسا نہ ہو کہ اجنبی سمجھ کر کوئی نگرانی شروع کر دے ۔ اتنا تو سامان آپ کے پاس ہو گا ہی کہ میرا میک اپ ہو سکے اس لئے آپ میرا میک اپ کر دیں" ـــــ صفدر نے کہا ۔

"ہاں ـــ یہ ٹھیک ہے آؤ میرے ساتھ" ـــــ عمران نے

کہا اور صفدر کو لئے اُسی بڑے کمرے میں پہنچ گیا اور پھر اس نے صفدر پر رابرٹ کا میک اپ کرنا شروع کر دیا کیوں کہ رابرٹ کا قد وقامت صفدر سے ملتا جلتا تھا۔

"عمران صاحب ——— آخر آپ نے یہ کیا چکر چلا رکھا ہے" ——— تھوڑی دیر بعد عمران کے ساتھی اُسی کمرے میں اکٹھے ہوگئے۔

"شکر کرو ——— میرا چکر کامیاب ہوگیا۔ ورنہ اب تک تمہارے مزارات پر قوالی ہو رہی ہوتی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اور اُسی لمحے عمران نے ہاتھ پیچھے ہٹا لئے۔ وہ صفدر کا میک اپ مکمل کر چکا تھا۔

"لاشیں کہاں پھینکی ہیں" ——— عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔

"پچھلے کمرے میں رکھ دی ہیں" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"جاؤ صفدر ——— رابرٹ کا لباس اتار کر پہن لو" ——— عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر عمران صاحب ——— اس پر تو خون کے دھبے موجود ہوں گے۔ ان لوگوں کا سامان یقیناً موجود ہوگا۔ میں کوئی نیا لباس ڈھونڈھ لیتا ہوں" ——— صفدر نے جواب دیا اور عمران کی آنکھوں میں تعریفی چمک ابھر آئی۔ کیوں کہ ظاہر ہے جو بات عمران کے ذہن میں نہ آئی تھی وہ صفدر نے سوچ لی تھی۔ اور پھر صفدر تیزی سے کمرے سے

باہر نکلتا چلا گیا۔

"تم لوگ یہیں ٹھہرو ——— میں آپریشن روم سے ٹرانسمیٹر لے آؤں اور لیڈی ایگزر سے بات کرلوں تاکہ لیبارٹری میں داخلے کا کوئی پروگرام بن سکے" ——— عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"مگر عمران صاحب ——— فریکونسی کا آپ کو کیسے پتہ چلے گا" ——— کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"پتہ تو نہیں ہے ——— لیکن مجھے امید ہے اس پر وہی فریکونسی پہلے سے ہی سیٹ ہوگی۔ کیوں کہ آخری کال اُسے ہی کی گئی تھی" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا عمران صاحب ——— میں چلتا ہوں" ——— اُسی لمحے صفدر نے آکر کہا وہ نیا لباس پہن چکا تھا۔

"ہاں ——— تم جاؤ ——— اور دیکھو جس قدر جلد ممکن ہو سکے واپس آ جانا" ——— عمران نے جواب دیا۔

مگر اس سے پہلے کہ صفدر قدم بڑھاتا اچانک مین دروازے کی کال بیل زور زور سے بجنے لگی اور وہ سب بُری طرح چونک پڑے۔

"اوہ ——— اس وقت کون آگیا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرا خیال ہے یہ شیرف ہوگا۔ وہی آسکتا ہے۔ صفدر تم جاکر دروازہ کھولو۔ اور سنو ——— باقی لوگ ہتھیار لے کر تیار رہنا۔ میں اسے ٹالنے کی کوشش کروں گا" ——— عمران نے کہا اور وہ

بات کرنی ہے "۔۔۔۔ شیرف نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم خود اس سے اپنے طور پر رابطہ قائم کر سکتے ہو پھر میرے پاس کیا لینے آئے ہو"۔۔۔۔ عمران نے سر جھٹکتے ہوئے اس بار کرخت لہجے میں کہا۔

"تو پھر اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو"۔۔۔۔ شیرف نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بڑی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال لیا اور دروازے سے ہٹ کر دیوار سے پشت لگا لی۔

"کیا مطلب ۔۔۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہاں میرا دماغ خراب ہو گیا ہے یہ دیکھو ۔۔۔ اس چیز نے میرا دماغ خراب کیا ہے۔ یہ مجھے اس ساؤنڈ پروف کمرے سے ملی ہے" شیرف نے دوسرا ہاتھ جیب سے نکالتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں وہی ٹیوب موجود تھی۔ اور عمران اس ٹیوب کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ اس کے میک اپ باکس سے نکل کر گری ہے ۔۔۔ کیوں کہ اس کے پاس اس قسم کی دو ٹیوبیں تھیں اور یہ تقریباً خالی ہو چکی تھی۔ اس لئے اس کی گمشدگی کا احساس تک نہ ہوا تھا۔

"یہ کیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اصل جسٹن نہیں ہو۔ میں تمہارا نام تو نہیں جانتا۔ بہرحال تم مجرم ہو"۔۔۔۔ شیرف نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹرانسمیٹر کا ریڈ کاشن والا بٹن آن کر دیا۔

"او مسٹر شیرف ۔۔۔ تم خواہ مخواہ مجھ پر شک کر رہے ہو۔ لیڈی ایگلز سے میں بات کرتا ہوں۔ تمہیں اس شک کی عبرت ناک سزا ملے گی"۔۔۔۔ عمران نے بگڑے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں لیڈی ایگلز سے معافی مانگ لوں گا۔ اگر میرا شک غلط ثابت ہوا"۔۔۔۔ شیرف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اُسی لمحے اُسے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ آوازیں چاروں طرف سے آ رہی تھیں۔

"باس ۔۔۔ آپ کہاں ہیں"۔۔۔۔ اچانک ٹونی کی آواز دروازے کے باہر سنائی دی۔

"میں یہاں اندر ہوں ۔۔۔ تم اپنے ساتھیوں سے کہو کہ ساری بلڈنگ کی تلاشی لیں اور اس کے ساتھیوں کو زندہ یا مردہ گرفتار کر لیں"۔۔۔۔ شیرف نے چیخ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں شدید غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر شیرف ۔۔۔ اب بھی وقت ہے کہ تم یہ ریوالور جیب میں ڈال لو"۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صرف چند لمحے انتظار کرو ۔۔۔ ابھی سب پتہ چل جائے گا"۔۔۔۔ شیرف نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک باہر عمارت میں فائرنگ کی آوازیں گونج اٹھیں۔ فائرنگ بیک وقت دو اطراف سے شروع ہوئی تھی۔ اچانک

فائرنگ کی وجہ سے ایک لمحے کے لئے شیرف کی توجہ عمران سے ہٹ گئی اور عمران نے اسی لمحے سے فائدہ اٹھایا وہ بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور سیدھا شیرف پر آپڑا ——— شیرف کو ٹریگر دبانے کا موقع تو مل گیا لیکن گولی عمران کے پہلو سے نکلتی چلی گئی اور پھر عمران نے شیرف کو سنبھلنے کا موقع نہ دیا۔ شیرف نے عمران پر قابو پانے کی کوشش کی لیکن بے سود ——— اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کے مقابل کوئی عام مجرم نہیں بلکہ عمران ہے۔ نتیجہ یہی ہوا کہ چند لمحوں بعد ہی شیرف اپنی گردن تڑوا کر ڈھیر ہو چکا تھا۔ فائرنگ اور چیخوں کی آوازیں ابھی باہر سنائی دے رہی تھیں۔ اور پھر عمران نے شیرف کے کندھے سے لٹکی ہوئی سب مشین گن اتاری اور دروازے پر آگیا اور چند لمحوں بعد اس کی مشین گن نے بھی گولیاں اگلنی شروع کر دیں ——— اور اس بار فیصلہ چند ہی لمحوں میں ہو گیا۔ شیرف کے ساتھی جن آڑوں کے پیچھے چھپے فائرنگ کر رہے تھے وہ عمران کے ساتھیوں کے لئے تو ضرور آڑ تھی لیکن عمران کے لئے نہیں۔ اس لئے عمران کی مشین گن سے نکلنے والی گولیوں نے انہیں چند ہی لمحوں میں چاٹ لیا۔ اور پھر عمارت میں خاموشی چھا گئی۔

"باہر آجاؤ" ——— عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ سب آہستہ آہستہ باہر آگئے۔ لیکن ابھی وہ اکٹھے ہی ہوئے تھے کہ عمارت کے باہر پولیس کی سیٹیوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور پولیس کاروں کے سائرن چیخنے لگے۔ شاید مرنے سے پہلے ان میں سے کسی نے اپنے ساتھیوں کو کاشن دے دیا تھا۔ یا پھر

مشین گن کی تڑتڑاہٹ سن کر کسی ہمسائے نے پولیس کو فون کر دیا تھا۔

"اوہ ——— یہ لوگ تو ہمیں پکڑ لیں گے۔ نکل چلو یہاں سے نکل چلو" ——— عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا عمارت کی پچھلی طرف بڑھا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیوں کہ عمارت کی پچھلی طرف بھی پولیس کی سیٹیوں کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں ——— اس سے صاف ظاہر تھا کہ پوری عمارت کو گھیرے میں لیا جا چکا تھا۔ ادھر یہ عمارت باقی عمارتوں سے ہٹ کر بنائی گئی تھی۔ اس لئے وہ چھت پر چڑھ کر بھی کسی بھی ملحقہ عمارت میں نہ جا سکتے تھے۔

"عمران صاحب ——— شاید اس عمارت میں کوئی خفیہ راستہ ہو" اچانک کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم اس کی تلاش کرو۔ میں اور صفدر آنے والی پولیس کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں" ——— عمران نے اور کوئی چارہ کار نہ دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ علیحدہ ہوتے اچانک عمارت کی دیواروں نے جیسے آدمی اگلنے شروع کر دیئے۔ باوردی سپاہی بڑی مہارت سے دیواروں پر چڑھ کر اندر کود رہے تھے ——— تنویر نے ان کی طرف مشین گن کا رخ کرنا چاہا لیکن عمران نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔ چوں کہ وہ سامنے برآمدے میں کھڑے تھے۔ اس لئے ابھی تک آنے والے انہیں نہ دیکھ سکتے تھے۔

"پچھلی طرف ویگن موجود ہے۔ کیوں نہ اس ویگن کے ذریعے نکل چلیں۔ عمارت کا بیک ڈور لکڑی کا ہے۔ آسانی سے ٹوٹ جائے گا" ۔۔۔۔ اچانک صفدر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا اور پھر وہ لوگ تیزی سے گیلری میں دوڑتے ہوئے پچھلے پورچ کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ اب انہیں سپاہیوں کے قدموں کی آوازیں بیرونی پورچ کی طرف بڑھتی سنائی دینے لگی تھیں ۔۔۔۔ لیکن ان کے اندر آنے سے پہلے ہی وہ پچھلے پورچ میں موجود سٹیشن ویگن تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ پچھلے حصے کی طرف سے کوئی سپاہی اندر نہ آیا تھا۔ لیکن ان کی وہاں موجودگی کا انہیں علم تھا ۔۔۔۔ بہرحال وہ چند ہی لمحوں میں ویگن میں سوار ہو گئے۔ اور پھر عمران نے ماسٹر کی کی مدد سے انجن سٹارٹ کر لیا۔ اور دوسرے لمحے ویگن ایک جھٹکا لے کر آگے بڑھی اور پھر پورچ میں گھوم کر آندھی اور طوفان کی طرح پچھلے دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پلک جھپکنے میں ویگن پچھلے دروازے کے قریب پہنچی اور عمران نے ایکسیلیٹر پوری قوت سے دبا دیا ۔۔۔۔ دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ اور لکڑی کے دروازے کے پرخچے اڑ گئے اور ویگن باہر سڑک پر آ گئی۔ عمران نے تیزی سے اُسے دائیں طرف گھمایا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اُسی لمحے اُسے اپنے پیچھے کاریں سٹارٹ ہوتی دکھائی دیں اور پھر پولیس گاڑیوں کے سائرن ہیبت ناک انداز میں چیختے ہوئے ان کے پیچھے دوڑ پڑے۔

شیرف نے اندر جانے کے بعد ٹونی سے ٹرانسمیٹر پر اپنے آدمیوں کو گھیرا تنگ کرنے کے لئے کہا۔ اور وہ خود بھی صدر دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ جو حالات شیرف نے اُسے بتائے تھے۔ اس لحاظ سے اُسے شیرف کا شک درست معلوم ہوتا تھا اور ٹونی کو یقین تھا کہ مجرم اتنی آسانی سے قابو میں نہیں آسکیں گے جتنی آسانی سے شیرف نے سمجھا ہے ۔۔۔۔ اس لئے وہ پوری طرح سے ہوشیار تھا۔ اور پھر جیسے ہی ٹرانسمیٹر پر ریڈ کاشن ہوا۔ ٹونی نے اپنے آدمیوں کو ایکشن میں آنے کا حکم دیا اور وہ خود بھی تیزی سے دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کود گیا۔ اس کے ساتھ دس آدمی تھے۔ اور اندر داخل ہوتے ہی وہ مشین گنیں سنبھالے تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے مگر عمارت میں خاموشی طاری تھی۔

"باس ۔۔۔۔ آپ کہاں ہیں" ۔۔۔۔ ٹونی نے ایک ستون کی آڑ لیتے ہوئے زور سے چیخ کر کہا۔

"میں یہاں اندر ہوں ۔۔۔۔ تم اپنے ساتھیوں کو کہو کہ ساری بلڈنگ کی تلاشی لیں اور اس کے ساتھیوں کو زندہ یا مردہ گرفتار کر لیں"۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اچانک قریبی کمرے سے شیرف کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی ۔

اور ٹونی نے اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا ۔ اور اس کے ساتھی بڑی احتیاط سے قدم اٹھاتے ہوئے عمارت کے اندر داخل ہو گئے ۔ ٹونی اسی طرح ستون کی آڑ میں چھپا ہوا تھا ۔ اور ابھی اس کے ساتھی چند ہی قدم بڑھے ہوں گے کہ اچانک عمارت کے دروازے پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی ۔ اور اس کے دو آدمی پہلے ہی وار میں زمین پر گر کر تڑپنے لگے ـــــ اس کے آدمیوں نے نے بھی آڑ میں لے کر فائر کھول دیا ۔ اور پھر دونوں اطراف سے مسلسل فائرنگ شروع ہو گئی ۔

ٹونی نے فائرنگ کا انداز دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ مجرم پوری طرح ہوشیار ہیں اور اس کے ساتھی آسانی سے ان پر قابو نہ پا سکیں گے ۔ اس لئے وہ تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ مین گیٹ کھول کر باہر نکل آیا ـــــ اس نے سوچا تھا کہ ان مجرموں کی گرفتاری کے لئے پولیس کی بھاری تعداد کا ہونا ضروری ہے ۔ چنانچہ مین گیٹ سے نکل کر وہ بھاگتا ہوا سڑک کے دوسرے کنارے پر موجود فون بوتھ کی طرف بڑھتا چلا گیا ـــــ عمارت میں سے ابھی تک فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ۔ اس نے فون پر ایمرجنسی پولیس سنٹر کو ٹیلی فون کیا اور حالات بتا کر فوری طور پر چار پولیس جیپیں اور پچاس آدمی بھیجنے کے لئے کہا اور پھر خود بوتھ سے نکل کر بھاگتا ہوا واپس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ لیکن عمارت کے قریب پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا ۔ کیونکہ

اب عمارت میں سکوت طاری تھا ۔ فائرنگ کی آوازیں بند ہو چکی تھیں ۔ ٹونی تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھا اور اس نے آہستہ سے اندر جھانکا تو اسے ایشیائی آدمی وہاں چلتے پھرتے نظر آئے ۔ اور وہ سمجھ گیا کہ اس کے ساتھی ختم ہو چکے ہیں ۔ اسی لمحے اسے دور سے پولیس کاروں کے سائرن سنائی دیئے جو تیزی سے عمارت کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے ۔

اور چند لمحوں بعد ایک جیپ اس کے قریب آ کر رک گئی ـــ

" دو جیپیں پچھلی طرف بھیج دو اور سپاہی اندر کود جائیں ۔ وہاں آٹھ دس مسلح مجرم ہیں انہیں زندہ یا مردہ ہر حالت میں گرفتار کرنا ہے " ـــــ ٹونی نے چیخ کر کہا اور دو جیپیں تیزی سے سائیڈ روڈ سے ہوتی ہوئیں پچھلی طرف بڑھتی چلی گئیں ۔ اور پھر سپاہیوں نے تیزی سے چاروں طرف سے عمارت کی دیواریں پھلانگ کر اندر چھلانگیں لگانی شروع کر دیں ـــــ ٹونی عمارت کے صدر دروازے کے راستے اندر داخل ہوا ۔ اور پھر وہ سب بڑی احتیاط سے مختلف چیزوں کی آڑ لیتے ہوئے اصل عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ لیکن عمارت کے اندر خاموشی چھائی ہوئی تھی ۔

ٹونی سب سے آگے تھا ۔ لیکن پھر وہ عمارت کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اسے عمارت کی پشت پر کسی گاڑی کے انجن سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی ۔ اور وہ سب احتیاط بھول کر اچھل کر آگے بڑھا اور عمارت میں گھستا چلا گیا اور پھر اسے عمارت کی پچھلی طرف سے ایک خوفناک دھماکہ سنائی دیا ۔ اور اس کے ساتھ ہی پولیس

کاروں کے سائرن چیخ اٹھے۔ تو وہ سمجھ گیا کہ مجرم کسی گاڑی میں بیٹھ کر پچھلی طرف سے نکل گئے ہیں۔ چنانچہ اس نے چیخ کر سپاہیوں کو واپس چلنے کے لئے کہا اور خود بھی تیزی سے بھاگتا ہوا مین گیٹ سے نکلا اور وہاں موجود جیپ پر اچھل کر سوار ہو گیا۔ اچانک جیپ میں موجود ٹرانسمیٹر پر آواز سنائی دی۔

"ہیلو —— اسکواڈ نمبر ۱۴ —— مجرم ایک سٹیشن ویگن میں بیٹھ کر تیسویں شاہراہ کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم ان کا پیچھا کر رہے ہیں۔"

"ٹونی اسسٹنٹ شیرف سپیکنگ —— ان کو نظروں سے اوجھل نہ ہونے دینا۔ ہم آ رہے ہیں۔ ٹرانسمیٹر آن رکھو اور اطلاعات دیتے رہو۔ سٹیشن ویگن کے ٹائروں پر فائرنگ کر کے انہیں روکو۔" —— ٹونی نے چیخ کر کہا اور پھر اس کے اشارے پر ڈرائیور نے جیپ آگے بڑھا دی —— اور سائرن کھول دیا۔ دوسری جیپ بھی ان کے پیچھے چل دی۔ دونوں جیپیں خاص تیز رفتاری سے تیسویں شاہراہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھیں۔

"وہ لوگ بے حد خطرناک رفتار سے جا رہے ہیں۔ اور وہ سائیڈ روڈ پر مڑ گئے ہیں پانگ روڈ پر" —— ٹرانسمیٹر سے آواز ابھری۔

"ہم آ رہے ہیں پیچھا جاری رکھو" —— ٹونی نے کہا اور اسی لمحے ڈرائیور نے گاڑی ایک سائیڈ روڈ پر موڑ دی۔ اب انہیں یقین ہو گیا تھا کہ وہ مجرموں کو روک لیں گے۔ کیوں کہ پانگ روڈ کا چوک تھوڑی ہی دور تھا۔ جب کہ مجرموں کو لمبا راستہ طے کر کے وہاں پہنچنا تھا۔ اور پھر وہی ہوا چند لمحوں بعد ٹونی والی جیپ پانگ روڈ کے پہلے

موڑ پر پہنچ گئی۔ اس سے پچھلی جیپ بھی وہاں پہنچ کر رک گئی اور ٹونی نے اسے سڑک کی دوسری طرف سڑک پر رکنے کا اشارہ کیا اور اس کے ڈرائیور نے بھی جیپ کو ترچھا کر کے سڑک پر روک دیا۔ اب آنے والی کوئی بھی گاڑی سڑک کراس نہ کر سکتی تھی اور وہ سب جیپوں سے باہر نکل آئے اور انہوں نے آکر مشین گنیں سنبھال لیں —— تقریباً پانچ منٹ بعد دور سے پولیس گاڑیوں کے سائرن سنائی دیئے۔ اور پھر ایک سٹیشن ویگن آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی ہوئی ان کی جیپوں کی طرف آتی دکھائی دی۔ اس سے خاصے فاصلے پر پولیس جیپیں دوڑ رہی تھیں۔

"ہوشیار —— اسٹیشن ویگن پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دو" —— ٹونی نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور وہ سب مشین گنیں سنبھال کر چوکنے ہو گئے۔ سٹیشن ویگن پوری رفتار سے اڑی چلی آ رہی تھی۔ ابھی فاصلہ تقریباً سو گز کا تھا کہ اچانک سٹیشن ویگن سے کوئی چیز اڑتی ہوئی سڑک پر ان جیپوں کے قریب آ کر پڑی۔ اور پھر ایک خوف ناک دھماکہ ہوا —— اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف گہرا دھواں سا چھا گیا اور دوسرے لمحے ایک اور خوف ناک دھماکہ ہوا۔ یہ سٹیشن ویگن کا پوری رفتار سے ان دونوں جیپوں سے ٹکرانے کا تھا۔ اور دونوں جیپیں سٹیشن ویگن سے ٹکرا کر مخالف سمتوں میں الٹتی چلی گئیں۔ جب کہ سٹیشن ویگن اسی طرح دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی —— دھواں اتنا گہرا تھا کہ انہیں سٹیشن ویگن نظر ہی نہ آئی اور پھر اس دھماکے کے فوراً بعد پولیس جیپوں کے بریکوں کا شور

سنائی دیا اور چند لمحوں بعد جب دھواں چھٹا تو انہوں نے دیکھا کہ سٹیشن ویگن کے پیچھے آنے والی دونوں جیپیں ان کے سامنے رکی ہوئی تھیں۔ ان کی اپنی جیپیں سڑک کے اطراف میں الٹی پڑی تھیں۔ جب کہ سٹیشن ویگن غائب ہو چکی تھی۔

"اوہ — یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ چلو ان کے پیچھے" — ٹونی نے اچھل کر پیچھے آنے والی ایک جیپ پر سوار ہوتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ اور پچھلی جیپ بھی ان کے پیچھے بڑھنے لگی — اور وہ تیز رفتاری سے آگے بڑھے چلے گئے۔ ڈرائیور نے اب جیپ انتہائی رفتار سے چلانا شروع کر دی تھی۔ تا کہ جلد از جلد سٹیشن ویگن تک پہنچ سکے۔

"ٹونی سپیکنگ جنرل کال فار پولیس اٹنڈ پلیز" اوور" — ٹونی نے ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر جنرل کال دینی شروع کر دی۔

اور پھر جیسے ہی ٹرانسمیٹر پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ ٹونی نے چیخنا شروع کر دیا کیوں کہ اس بلب کے جلنے کا مطلب تھا کہ اب اس کی کال ہر پولیس آفیسر اٹنڈ کر رہا ہے۔ جو آن ڈیوٹی ہے۔

"اسسٹنٹ شیرف ٹونی سپیکنگ — خطرناک مجرموں کا ایک گروپ نیلے رنگ کی سٹیشن ویگن پر سوار بھاگ رہا ہے۔ یہ انتہائی خطرناک مجرم ہیں۔ انہیں ہر قیمت پر روکا جائے۔ چاہے پوری سٹیشن ویگن کو کیوں نہ اڑا دیا جائے۔ اور ہمیں اطلاع دی جائے۔ اٹ از ایمرجنسی اوور" — ٹونی نے چیخ کر کہا۔

"نمبر سکسٹی ون سپیکنگ — سٹیشن ویگن اسپاکن روڈ پر

ابھی ابھی میرے سامنے سے گزری ہے۔ اس کا رخ دریا کی طرف ہے اوور" — ٹونی کے خاموش ہوتے ہی دوسری طرف سے اطلاع ملی۔

اور ٹونی کے کہنے سے پہلے ڈرائیور نے اگلے چوک سے جیپ کا رخ اسپاکن روڈ کی طرف موڑ دیا۔

"اٹنڈ پلیز نمبر الیون ون سپیکنگ — سٹیشن ویگن چوتھی شاہراہ پر جا رہی ہے۔ میں موٹر سائیکل پر اس کا پیچھا کر رہا ہوں۔ اس کا رخ بارہویں سڑک کی طرف ہے اوور" — چند لمحوں بعد ایک اور اطلاع ملی۔

"اگلے چوک سے بائیں طرف مڑ جاؤ۔ اس طرح ہم سٹیشن ویگن کو جلدی پکڑ لیں گے" — ٹونی نے اس اطلاع کے ملتے ہی ڈرائیور سے کہا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔

"آپ لوگ ہوشیار رہیں۔ جیسے ہی سٹیشن ویگن نظر آئے اس پر بے تحاشا فائر کھول دیں" — ٹونی نے جیپ میں بیٹھے ہوئے مسلح سپاہیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور انہوں نے سر ہلا دیئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

اور پھر چند لمحوں بعد جیپ موڑ مڑ کر بارہویں سڑک کے اختتام پر پہنچ گئی۔ اور ٹونی کے اشارے پر ڈرائیور نے جیپ ایک سائیڈ پر روک دی۔

پچھلی جیپ بھی رک گئی اور پھر ٹونی باہر آگیا۔ جیپوں میں سوار آٹھ مسلح سپاہی بھی باہر آگئے۔ اور پھر ٹونی کے اشارے پر چار

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

مشین گن بردار دوڑتے ہوئے دوسری طرف چلے گئے۔ اور چند لمحوں بعد انہوں نے دونوں اطراف سے پوزیشنیں سنبھال لیں۔ ان کی مشین گنیں سٹیشن ویگن پر آگ برسانے کے لئے تیار تھیں۔ اور پھر دور سے انہیں سٹیشن ویگن آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی ہوئی اپنی طرف آتی دکھائی دی۔ اور ان کی انگلیاں ٹریگروں پر تڑپنے لگیں۔ انہیں یقین تھا کہ اس بار سٹیشن ویگن ان کی فائرنگ کی زد سے بچ کر نہیں نکل سکتی۔

سٹیشن ویگن انتہائی رفتار سے سیدھی دوڑی چلی آ رہی تھی۔ اور چند لمحوں بعد وہ ان کے سامنے پہنچ گئی۔ دوسرے لمحے دونوں اطراف سے مشین گنوں نے آگ اگلنی شروع کر دی۔ اور سٹیشن ویگن کے دو ٹائر پھٹنے کے دھماکے سنائی دیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی سٹیشن ویگن تیزی سے بائیں طرف اچھلی اور پھر وہ قلابازیاں کھاتی ہوئی سڑک کے بائیں طرف الٹتی چلی گئی۔ اور ایک عمارت کی دیوار سے زوردار دھماکے سے ٹکرا کر رک گئی۔ یہ ٹکراؤ اتنا زوردار تھا کہ سٹیشن ویگن کے پرزے ہوا میں اڑتے چلے گئے۔ اور ٹونی اور سپاہی مشین گنیں سنبھالے بے تحاشا سٹیشن ویگن کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ ان کے چہروں پر کامیابی کے تاثرات واضح طور پر موجود تھے۔ آخرکار انہوں نے ان خطرناک مجرموں کو مار گرایا تھا اور یہ واقعی بہت بڑی کامیابی تھی۔

سٹیشن ویگن آندھی اور طوفان کی طرح اڑی چلی جا رہی تھی۔ پولیس جیپیں بھی خوفناک آوازیں سائرن بجاتی ہوئیں ان کے تعاقب میں تھیں۔ عمران چاہتا تو رفتار آہستہ کر کے پولیس جیپوں پر فائرنگ کھول سکتا تھا۔ لیکن اس نے فی الحال یہ رسک لینا ضروری نہ سمجھا کیونکہ ہو سکتا تھا کہ پولیس جیپوں میں سوار افراد کے پاس بھی مشین گنیں ہوں تو وہ بھی سٹیشن ویگن پر فائرنگ کر سکتے تھے۔

"دیکھو اس ویگن میں کوئی بم وغیرہ مل جائے"۔۔۔۔ عمران نے اچانک ایک سڑک کی طرف سٹیشن ویگن کا رخ موڑتے ہوئے کہا۔ اور ویگن میں سوار تمام افراد نے مل کر ویگن کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اور پھر تنویر کو اپنی سیٹ کے نیچے ایک ڈبہ مل گیا جس میں دھواں پیدا کرنے والا ایک بم اور اس کی گن موجود تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ بم گن میں لوڈ کر لو۔ اور یہاں میرے پاس آ بیٹھو"۔۔۔۔ عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر گن لے کر سیٹیں کراس کرتا ہوا اگلی فرنٹ سیٹ پر آ گیا۔ جو خالی پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے اس دوران مین روڈ چھوڑ کر سٹیشن ویگن سائیڈ روڈ پر موڑ دی تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ بس اندازے سے سٹیشن ویگن اڑائے چلا جا رہا تھا۔ کیوں کہ اسے یہاں کی سڑکوں کے بارے میں تو کوئی علم نہیں تھا۔

اور پھر اُسے دُور سے سڑک پر دو پولیس جیپیں ترچھی کھڑی نظر آگئیں۔ ان جیپوں نے سڑک بلاک کر رکھی تھی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ ٹرانسمیٹر کے ذریعے تمام پولیس جیپوں کو اطلاع مل رہی ہے۔ اور انہیں روکنے کے لئے یہ حربہ اختیار کیا گیا ہے۔

"تنویر ــــ گن باہر نکال کر ان جیپوں کی طرف کر دو جب میں کہوں فائر کر دینا"ــــ عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا اور تنویر نے گن کا سرا باہر نکال لیا۔ باقی ممبر بھی الرٹ ہو گئے۔ کیوں کہ روڈ بلاک انہیں بھی نظر آ رہی تھی۔

"فائر"ــــ اچانک عمران نے چیخ کر کہا۔ اور تنویر نے ایک لمحہ دیر کئے بغیر ٹریگر دبا دیا۔ اور عمران نے ایکسیلیٹر پر پورا دباؤ ڈال دیا۔ دھواں پھیلانے والا بم گن سے نکل کر جیپوں کے قریب جا گرا۔ اور دوسرے لمحے چاروں طرف پلک جھپکنے میں گہرا دھواں چھا گیا ــــ

اور اُسی لمحے سٹیشن ویگن پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی ان جیپوں کے درمیان جا ٹکرائی۔ ویگن کو زبردست جھٹکا لگا لیکن سٹیرنگ عمران کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے ظاہر ہے ویگن کا رخ کیسے بدل سکتا تھا۔ ویگن کے ٹکرانے سے دونوں جیپیں مخالف سمتوں میں الٹتی چلی گئیں۔ اور ویگن خاصی تیز رفتاری سے آگے دوڑتی چلی گئی ــــ اور پھر اگلے موڑ پر عمران نے ویگن کا رخ موڑ دیا۔ اب پیچھے سڑک بالکل صاف تھی۔ اور ان سب نے اطمینان کا سانس لیا۔ سٹیشن ویگن انتہائی

رفتار سے دوڑتی چلی جا رہی تھی۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب"ــــ اچانک صفدر نے پوچھا۔

"کوئی سینما ہال نظر آئے تو بتا دینا۔ کوئی فلم وغیرہ دیکھیں گے"ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فلم ــــ اور اس وقت ــــ صبح کے وقت کہاں فلم چلتی ہے"ــــ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کہیں چائے وائے پی لیتے ہیں۔ اور کیا پروگرام بنائیں اب جولیا بھی ساتھ نہیں ہے۔ نہیں تو تنویر سے ولیمہ ہی کھاتے"ــــ عمران نے جواب دیا۔ اور تنویر کے علاوہ باقی سب کے چہروں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

ادھر جیسے ہی سٹیشن ویگن ایک سڑک پر مڑی ایک موٹر سائیکل اس کے پیچھے لگ گئی۔ موٹر سائیکل پر ایک باوردی سپاہی سوار تھا۔

"اسے جھٹکو ــــ ورنہ یہ ہم سے بھی آگے نکل جائے گا"ــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کیوں کہ موٹر سائیکل کا طاقت ور انجن بتا رہا تھا کہ موٹر سائیکل سوار جلد ہی ویگن کے قریب پہنچ جائے گا ــــ کیپٹن شکیل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کی نال کھڑکی سے باہر کی اور چند لمحے بعد اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا۔ اور موٹر سائیکل سوار قلابازیاں کھاتا ہوا سڑک کے کنارے لڑھکتا چلا گیا۔

عمران نے ایک اور موڑ کاٹا۔ اور پھر اس نے یک دم ایکسیلیٹر سے پیر ہٹا لیا اور سٹیشن ویگن کی رفتار جھٹکا کھا کر آہستہ ہونے لگ گئی۔ چند لمحوں بعد ہی عمران نے سٹیشن ویگن سڑک کے درمیان روک دی۔ دوسرے لمحے اس نے پھرتی سے اپنی بیلٹ کھولی اور اسے سٹیرنگ میں ڈال کر اس نے دونوں اطراف میں باندھ دیا۔ اب سٹیرنگ ادھر ادھر گھوم نہ سکتا تھا۔

"سب لوگ اتر کر جھاڑیوں میں چھپ جائیں جلدی"۔۔۔۔ عمران نے ان سب سے مخاطب ہو کر کہا اور ویگن کا سائیڈ دروازہ کھول کر وہ سب تیزی سے نیچے اترتے چلے گئے۔ عمران بھی نیچے اترا۔ اور اس نے سڑک کے کنارے پڑا ہوا ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور دوبارہ ویگن میں سوار ہو گیا۔۔۔۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ویگن سٹارٹ کی۔ اور پھر جب ویگن نے خاصی رفتار پکڑ لی۔ تو عمران نے ایکسیلیٹر سے پیر ہٹا کر وہ بڑا سا پتھر ایکسیلیٹر پر رکھ دیا۔ پتھر اتنا وزنی تھا کہ گاڑی کی رفتار یک دم بڑھ گئی۔۔۔۔ سٹیرنگ بندھا ہونے کی وجہ سے ویگن بالکل سیدھی جا رہی تھی۔ اور پھر عمران نے دروازہ کھول کر اپنے جسم کو تولا اور دوسرے لمحے اس نے ہوا میں چھلانگ لگا دی۔ اتنی تیز رفتار گاڑی سے نیچے کودنا بظاہر تو ایک حماقت ہی تھی۔ لیکن عمران کے لئے یہ بچوں کا کھیل تھا۔۔۔۔ باہر کودتے ہی اس نے اپنے جسم کو مخصوص انداز میں سکیڑا۔ اور پھر سڑک پر گرنے سے پہلے ہی اس نے دو قلابازیاں کھائیں۔ دوسرے لمحے اس کے پیر زمین سے ٹکرائے اور ایک اور قلابازی کھا کر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔۔

ان قلابازیوں کی مدد سے وہ گرنے سے بچ گیا تھا۔ اس کے ساتھی کافی پیچھے رہ گئے تھے۔ اس لئے عمران نے رکتے ہی واپس اپنے ساتھیوں کی طرف دوڑ لگا دی۔۔۔۔ سٹیشن ویگن پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی سیدھی اڑی چلی جا رہی تھی۔ اور چند ہی لمحوں میں وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

"آؤ۔۔ ادھر ایک فارم ہے وہاں چلتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ سب اس فارم کی طرف دوڑ پڑے۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے انہیں دور سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے بعد ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ اور عمران کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ آگے پکٹنگ کی گئی تھی۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس دیہی فارم کی عمارت کے قریب پہنچ گئے۔ اور پھر انہیں جالی دار پھاٹک سے ہی ایک لینڈ اودر جیپ پورچ میں کھڑی نظر آ گئی۔ فارم میں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران۔۔ تیزی سے پھاٹک پر چڑھا اور اندر کود کر اس نے پھاٹک کھول دیا۔۔۔ اور پھر ان سب کو اپنے پیچھے آنے کا کہہ کر وہ تیزی سے اس جیپ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"اس کو دھکیل کر باہر لے چلو۔ ورنہ اس کے انجن کی آواز سے مکین جاگ اٹھیں گے"۔۔۔۔ عمران نے دبے لہجے میں اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ان سب نے مل کر اسے دھکیلنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جیپ کو فارم سے کافی فاصلے پر لے آئے۔ اور پھر عمران کے اشارے پر وہ سب جیپ میں سوار ہو گئے۔ جیپ کا

پچھلا حصہ کینوس سے بند تھا۔ اس لئے سوائے ڈرائیور اور فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی کے اور کوئی نظر نہ آتا تھا۔ عمران نے ماسٹر کی کی مدد سے چند ہی لمحوں میں جیپ سٹارٹ کر لی۔ اور دوسرے لمحے جیپ انہیں لئے ہوئے تیزی سے سڑک پر دوڑتی چلی گئی ——— عمران نے اس کا رخ سٹیشن ویگن کی مخالف سمت میں رکھا تھا۔ اس کے ذہن میں فلپ کے وہ الفاظ گونج رہے تھے جب فلیٹ میں اس نے بتایا تھا۔ کہ لیبارٹری کا راستہ سٹار دریا کے دوسرے پل کے پاس ایک بہت بڑے سیڈ فارم سے جاتا ہے اور آتے ہوئے اس نے دریا کا ٹریفک نشان سڑک پر دیکھا تھا اس لئے اس نے جیپ کا رخ ادھر کر دیا ——— اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جلد از جلد اس سیڈ فارم میں پہنچ کر وہ لیبارٹری میں گھس جائے گا۔ اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ کیوں کہ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ اس شہر میں وہ کسی بھی حالت میں چھپ کر نہیں رہ سکتے۔ یہاں کے باشندے پولیس سے مکمل تعاون کرتے ہیں ——— اور تھوڑی دیر بعد وہ بورڈ اُسے دوبارہ نظر آیا اور عمران نے جیپ اس راستے کی طرف موڑ دی تھوڑی دُور آگے جانے کے بعد اُسے سیڈ فارم کا بورڈ بھی نظر آ گیا۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لے کر جیپ کا رخ اس طرف موڑ دیا۔ گو یہ ایک اندھا اقدام تھا۔ لیکن اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی تو نہ تھا۔

ٹونی شیرف کے دفتر میں سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔ قانون کے مطابق شیرف کے مرنے کے بعد وہ خود بخود شیرف بن چکا تھا۔ لیکن اب اُسے فکر یہ تھی کہ وہ نمبر ون یا لیڈی ایگلز کو ان مجرموں کے بارے میں کیا جواب دے گا۔ اس نے پوری پولیس فورس کو شہر میں پھیلا رکھا تھا ——— کہ کہیں بھی ان مجرموں کے بارے کوئی کلیو ملے تو وہ بھوکے عقاب کی طرح ان پر جھپٹ پڑے۔ اس نے ابھی تک ان تمام واقعات کا ذکر آگے نہیں کیا تھا۔ کیوں کہ وہ ان مجرموں کی لاشوں کو سامنے رکھ کر ہی لیڈی ایگلز سے بات کرنا چاہتا تھا۔ لیکن مجرم تھے کہ بس اچانک ہی غائب ہو گئے تھے ——— یوں لگتا تھا جیسے انہیں زمین کھا گئی ہو یا آسمان پر اڑ گئے ہوں۔ کیوں کہ اگر وہ شہر میں کسی جگہ بھی پناہ لیتے تو اب تک اطلاع مل چکی ہوتی۔ وینز ویلا شہر کا ہر آدمی حکومت کا مخصوص آدمی تھا اور یہ شہر ایک خاص منصوبے کے تحت بسایا گیا تھا۔ اس لئے یہاں کسی مشکوک آدمی کا ایک لمحے کے لئے بھی چھپنا محال تھا لیکن یہ آٹھ مجرم بیک وقت غائب ہو گئے تھے۔

ٹونی کے ذہن میں جب بھی وہ سچوئیشن آتی کہ جب انہوں نے سٹیشن ویگن کو مار گرایا اور وہ خوشی سے نعرے لگاتے اس کی طرف دوڑ پڑے تھے۔ لیکن قریب جا کر جب انہوں نے سٹیشن ویگن کو خالی پایا تو ایک لمحے کے لئے وہ سب حیرت سے بت بنے رہ گئے۔ کیونکہ سٹیشن ویگن کو پوری رفتار سے دوڑ کر آتے ہوئے انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور بغیر ڈرائیور کے کسی گاڑی کا چلنا ناممکن ہی تھا —— لیکن جب مزید تحقیقات پر پتہ چلا کہ مجرموں نے اپنی چالاکی سے انہیں زبردست ڈاج دیا ہے تو ٹونی ان کی عقل مندی پر عش عش کر اٹھا۔ مجرموں نے سٹیرنگ کو بلیٹ سے باندھ دیا تھا۔ اور ایکسیلیٹر پر ایک بڑا سا پتھر رکھ دیا تھا۔ ظاہر ہے وہ خود چلتی ویگن سے اتر گئے ہوں گے —— اس طرح سٹیشن ویگن سڑک پر سیدھی دوڑتی ہوئی آئی۔ اور ان کی فائرنگ سے ٹائر پھٹنے کی بنا پر الٹ گئی۔ لیکن مجرم صحیح سلامت بچ نکلے۔ اور نہ صرف بچ نکلے بلکہ انہیں چھپنے کا موقع بھی مل گیا۔ اس کے بعد ٹونی دفتر آ گیا اور اس نے مجرموں کو پورے شہر میں تلاش کرنے کا حکم دے دیا —— اور دفتر آ کر ہی اُسے اطلاع ملی کہ سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں شیرف کیپٹن لوجوارڈ بھی مارا گیا ہے اور جسٹن اور اس کے تمام ساتھیوں کی لاشیں بھی وہاں موجود ہیں۔ اور اب وہ مجرموں کے کلیو کے انتظار میں بڑی بے چینی سے ایک ایک لمحہ گزر رہا تھا۔ ٹرانسمیٹر اس کے سامنے میز پر پڑا ہوا تھا۔ اور مسلح سپاہیوں سے بھری ہوئی جیپ باہر موجود تھی۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجی اور ٹونی چونک پڑا۔ اس کے

چہرے پر بشاشت کے آثار دوڑ گئے۔

"یس ٹونی سپیکنگ اوور" —— ٹونی نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"باس —— میں تھرٹی ٹو ون بول رہا ہوں۔ جس سڑک پر سے آتی ہوئی ہم نے خالی ویگن مار گرائی تھی۔ اس سڑک پر ایک دیہی فارم ہے۔ جہاں سے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ ان کی لینڈ اوور جیپ جس پر فارم کا نشان بھی موجود ہے۔ چوری ہو گئی ہے اوور" تھرٹی ٹو ون نے کہا۔

"جیپ چوری ہو گئی ہے۔ اور وہ بھی ویزویلا میں —— یہ کیسے ہو سکتا ہے اوور" —— ٹونی نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اس شہر میں جہاں ہر آدمی حکومت کا خاص آدمی ہو چوری بھی ہو سکتی ہے۔ پولیس تو یہاں صرف بیرونی مجرموں کی دیکھ بھال کے لئے رکھی گئی تھی۔

"ہاں باس —— پھاٹک کھول کر جیپ کو باہر لے جایا گیا ہے کیونکہ جیپ کا انجن اگر فارم میں ہی سٹارٹ ہوتا تو پورچ کے نزدیکی کمرے میں سوئے ہوئے چوکیدار کو علم ہو جاتا۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جیپ لے جانے والے ایک سے زیادہ آدمی تھے۔ اس سے مجھے شک پڑتا ہے کہ یہ انہی مجرموں کی کارگزاری نہ ہو جنہیں ہم تلاش کر رہے ہیں اوور" —— تھرٹی ٹو ون نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی —— یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا۔ تم ایسا کرو تمام پولیس

کو اس جیپ کے نمبر دے کر الرٹ کر دو۔ جہاں بھی یہ جیپ نظر آئے اس کی فوری اطلاع مجھے دو اور اس کی مکمل نگرانی کی جائے اوور"۔۔۔۔ ٹونی نے چہکتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"او۔کے باس اوور"۔۔۔۔ تھرڈ ون نے کہا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ ٹونی نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ مگر دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر سیٹی کی آواز ابھری اور ساتھ ہی کونے میں موجود ایک چھوٹا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور ٹونی اس بلب کو دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔ اس بلب کے جلنے بجھنے کا مطلب یہ تھا کہ اس بار کال لیبارٹری میں سے کی جا رہی ہے۔ اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی ہاتھ آگے بڑھایا اور بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔۔ لیڈی ایگلز کالنگ شیرف اوور"۔۔۔۔ بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر سے لیڈی ایگلز کی آواز گونج اٹھی۔

"یس۔۔۔۔ ٹونی اسسٹنٹ شیرف سپیکنگ اوور"۔۔۔۔ ٹونی نے بڑے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسسٹنٹ شیرف ٹونی۔۔۔۔ مگر شیرف کیپٹن لوجارڈ کہاں ہے اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"شیرف کیپٹن لوجارڈ قتل کر دیا گیا ہے میڈم اوور"۔۔۔۔ ٹونی نے دبے دبے لہجے میں جواب دیا۔

"قتل کر دیا گیا ہے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس نے قتل کیا ہے اور کیوں قتل کیا ہے۔ ادھر میرا ساتھی جسٹن بھی کال کا جواب نہیں دے رہا

آخر یہ کیا ہو رہا ہے اوور"۔۔۔۔ لیڈی ایگلز کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔

"میڈم۔۔۔۔ مجھے زیادہ تفصیلات کا تو علم نہیں۔ اب سے دو گھنٹے قبل شیرف نے مجھے کال کیا اور کہا کہ سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کی عمارت کے گرد مسلح پولیس کا گھیرا ڈال دیا جائے اور وہ خود وہاں پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دس مسلح سپاہیوں کی مدد سے عمارت کو گھیر لیا۔۔۔۔ پھر شیرف وہاں آئے تو وہ پوری طرح مسلح تھے۔ انہوں نے سب مشین گن بھی کاندھے پر لٹکا رکھی تھی۔ انہوں نے مجھے کہا کہ وہ عمارت کے اندر جا رہے ہیں اگر خطرہ ہوا تو وہ ریڈ کاشن دیں گے اور ہم نے عمارت کے اندر داخل ہو کر ہر آدمی کو گرفتار کر لینا ہے۔۔۔۔ جب میں نے اس بات پر اصرار کیا کہ مجھے تفصیلات بتائی جائیں تاکہ مجھے ایکشن لیتے ہوئے معلوم ہو کہ میں نے کیا کرنا ہے۔ تو شیرف نے مجبور ہو کر مجھے یہ بتایا کہ آٹھ افراد کا ایک مشکوک گروپ شہر میں داخل ہوا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی نے خفیہ طور پر عمارت میں گھس کر آپ کے ساتھی جسٹن اور آپ کے درمیان ہونے والی گفتگو سن لی ہے۔۔۔۔ اور پھر وہ وہاں سے نکل کر کلیرنگ کمپنی کے ٹریفک منیجر فلپ ایمگر کے فلیٹ پر پہنچا۔ چنانچہ جیسے ہی اس بات کی اطلاع شیرف کو ملی اس نے مسٹر جسٹن کو اطلاع دی۔ جس پر جسٹن نے ہدایات دیں کہ شیرف اس آدمی کے بقایا ساتھیوں کو ہوٹل سے گرفتار کر کے پولیس دفتر میں پہنچے اور جسٹن اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس آدمی کو پکڑنے کے لئے فلپ کے فلیٹ میں

گئے۔ وہاں جاکر پتہ چلا کہ فلپ نے اس آدمی کو مار ڈالا ہے۔ چنانچہ مسٹر جسٹن اپنے ساتھیوں سمیت اس آدمی کی لاش اور فلپ کو لے کر شیرف کے دفتر آ گئے۔ جہاں فلپ جسٹن کو ملحقہ کمرے میں لے گیا۔ دونوں پندرہ منٹ تک وہیں رہے ——— اس کے بعد جب جسٹن باہر آیا تو وہ فلپ کی لاش گھسیٹتا ہوا باہر آیا اور اس نے شیرف کو بتایا کہ فلپ نے اس پر جان لیوا حملہ کر دیا تھا۔ اور پھر جسٹن اپنے ساتھیوں مجرموں اور فلپ اور پہلے مجرم کی لاشیں اٹھوا کر سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں آ گیا ——— اس نے شیرف کو بتایا کہ حالات بدل گئے ہیں وہ لیڈی ایگزے سے بات کر کے فیصلہ کرے گا۔ بعد ازاں شیرف کو اس کمرے سے میک اپ کی شیشی ملی جس سے اسے شک ہوا کہ معاملات مشکوک ہیں۔ اور وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ دراصل فلپ نے مجرم کو نہیں مارا بلکہ اس مجرم نے فلپ کو ہلاک کر دیا ہے ——— اور خود فلپ کا میک اپ کر کے فلپ پر اپنا میک اپ کر دیا ہے اور پولیس دفتر کے ملحقہ کمرے میں بھی یہی چال چلی گئی ہے وہاں بھی فلپ ہلاک نہیں ہوا۔ بلکہ اس مجرم نے جسٹن کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور خود جسٹن کا روپ دھار لیا ہے ——— اور پھر وہ جسٹن کے ساتھیوں اور اپنے ساتھیوں کو لے کر سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کی عمارت میں آ گیا ہے۔ بس یہی شک مٹانے کے لئے شیرف اس عمارت میں جانا چاہتا تھا اوور ——— ٹونی تفصیل بتاتے بتاتے تھک گیا تھا اس لئے وہ سانس لینے کے لئے رک گیا۔

"کیا یہ تمام تفصیلات شیرف نے تمہیں اسی طرح بتائی تھیں اوور"

لیڈی ایگزے نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"نہیں میڈم ——— انہوں نے مختصر طور پر اشارے بتائے تھے۔ میں نے موجودہ حالات اور ان اشاروں کی مدد سے یہ تفصیلی خاکہ اپنے ذہن میں بنایا ہے۔ اور آپ کو بتا دیا ہے اوور" ——— ٹونی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا وہ آدمی جادوگر تھا یا کوئی جن تھا کہ وہ اتنی تیزی سے بہروپ بدل لیتا ہے اور کوئی اسے پہچان بھی نہیں سکتا۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اوور" ——— لیڈی ایگزے نے کہا۔

"بظاہر تو یہ ناممکن نظر آتا ہے میڈم ——— بہرحال موجودہ حالات بتلاتے ہیں کہ شیرف کا شک درست تھا اور واقعی ایسا ہوا ہے۔ اوور" ——— ٹونی نے جواب دیا۔

"حیرت ہے ——— بہرحال بتاؤ اس کے بعد کیا ہوا اوور" ——— لیڈی ایگزے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میڈم ——— شیرف سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کی عمارت میں داخل ہو گیا اور میں اپنے ساتھیوں سمیت باہر کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد شیرف کی طرف سے خطرے کا کاشن ملا تو ہم اندر داخل ہو گئے۔ اور پھر وہاں ہمارا مقابلہ ہوا۔ میں نے جب دیکھا کہ دس آدمی ان لوگوں پر قابو نہ پا سکیں گے تو میں باہر آ گیا اور میں نے مزید پولیس فورس طلب کر لی ——— مزید پولیس فورس پہنچنے پر جب ہم اندر داخل ہوئے تو مجرم عمارت کے پیچھے کھڑی ہوئی سٹیشن ویگن پر سوار ہو کر عمارت سے نکل گئے۔ ہم نے انہیں گھیرا لیکن انہوں نے ایک عجیب حرکت کی

انہوں نے سٹیرنگ باندھ دیا اور ایکسیلیٹر پر پتھر رکھ کر ویگن چلا دی اور خود نیچے اتر گئے۔ ہم نے ویگن کو ٹریپ کر کے تباہ کر دیا بعد میں معلوم ہوا کہ ویگن خالی تھی۔ اس دوران عمارت سے شیرف۔ دس سپاہیوں اور جسٹن کے ساتھیوں کی لاشیں مل گئیں جن میں فلپ کی لاش اور اس آدمی کی لاش بھی شامل تھی —— جس کا میں نے مشین سے چیک اپ کرایا۔ تو پتہ چلا کہ فلپ کی لاش پر اس ایشیائی آدمی کا میک اپ کیا گیا ہے اور فلپ کی لاش دراصل جسٹن کی لاش ہے اوور" —— ٹونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— ویری بیڈ —— میرا لوپر اگروپ ہی ختم کر دیا گیا۔ یہ لوگ تو انتہائی خطرناک ہیں۔ اب وہ کہاں ہیں انہوں نے وینز دیلا میں کہاں پناہ لی ہے۔ آٹھ آدمی تو پولیس کی نظروں سے نہیں بچ سکتے اوور" —— لیڈی ایگلز نے کہا۔

"میڈم —— ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ان مجرموں نے ایک دیہی فارم سے ایک لینڈ اوور جیپ چوری کی ہے اور وہ اس میں سوار ہیں۔ میں نے تمام پولیس کو الرٹ کر دیا ہے جیسے ہی اس جیپ کا پتہ چلا میں ان پر ٹوٹ پڑوں گا اور ان کی لاشیں آپ کو پیش کر دوں گا اوور" —— ٹونی نے جواب دیا۔

"لیکن وہ جیپ میں سوار ہو کر جا کہاں سکتے ہیں۔ فوراً وینز دیلا کے ہر آدمی کو الرٹ کرو۔ میں تمہیں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ دے سکتی ہوں۔ ایک گھنٹہ بعد میں کال کروں گی۔ اس وقت تک ان لوگوں کو قتل ہو جانا چاہیے اوور" —— لیڈی ایگلز نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"بہتر مادام —— آپ بے فکر رہیں صرف جیپ ٹریس ہونے کی دیر ہے پھر وہ ہمارے ہاتھ سے بچ کر نہیں نکل سکتے اوور" —— ٹونی نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور ٹونی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

اور ابھی اسے بٹن آف کیے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر سیٹی بج اٹھی۔

"یس ٹونی سپیکنگ اوور" —— ٹونی نے بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"باس —— تھرٹی ون سپیکنگ —— جیپ کا پتہ لگ گیا ہے وہ سٹار دریا کے دوسرے پل کے قریب نیشنل سیڈ فارم سے تھوڑی دور کھیتوں میں کھڑی ہے اور خالی ہے۔ اوور" —— تھرٹی ون نے جواب دیا۔

"اوہ —— اس کا مطلب ہے کہ مجرم اس سیڈ فارم میں ہوں گے۔ وہاں چیک کیا ہے اوور" —— ٹونی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جناب —— میں نے وہاں کے منیجر سے بات کی ہے وہاں یہ لوگ داخل نہیں ہوئے۔ وہاں حفاظت کا زبردست انتظام ہے اور ہر آدمی کو باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے کیوں کہ آپ جانتے ہیں کہ وہاں سے لیبارٹری کا راستہ جاتا ہے۔ اس لئے وہاں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

خصوصی انتظامات ہیں۔ یہ لوگ سیڈ فارم میں داخل نہیں ہوئے۔ وہاں سے تسلی کرنے کے بعد میں نے پولیس فورس کو اردگرد کا علاقہ چیک کرنے پر لگا دیا ہے۔ مجرم یقیناً دریا کے کنارے پر موجود جھاڑیوں میں چھپے ہوئے ہوں گے۔ اوور" ——— تھرٹی ون نے جواب دیا۔

"اوہ ——— میں خود وہاں آرہا ہوں۔ میں اپنی نگرانی میں چیک کراؤں گا۔ اوور" ——— ٹونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ——— آپ آجائیں اوور" ——— تھرٹی ون نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ——— ٹونی نے کہا اور پھر بٹن آف کر کے وہ کرسی سے اٹھا اور بھاگتا ہوا باہر کھڑی جیپ کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد جیپ اسے لئے ہوئے آندھی اور طوفان کی طرح دریا کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

سیڈ فارم کی عمارت نظر آتے ہی عمران نے جیپ کا رخ بدلا۔ اور اُسے کھیتوں میں اتار کر ایک درختوں کے جھنڈ میں روک دیا۔ سیڈ فارم کی عمارت خاصی وسیع و عریض تھی۔ اس کی دیوار اونچی تھی۔ اور اس کے اوپر بجلی کی ننگی تاریں اس طرح نصب کی گئی تھیں کہ کوئی شخص اندر داخل نہ ہو سکے ——— سیڈ فارم کے مین گیٹ پر دس مسلح سپاہی باقاعدہ پہرہ دیتے نظر آرہے تھے۔ عمارت کی ساخت سے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ سیڈ فارم کی بجائے کوئی جنگی قلعہ ہو۔ عمران سمجھتا تھا کہ سیڈ فارم تو دراصل ایک آڑ بنائی گئی ہے۔ اصل میں یہ تمام انتظامات لیبارٹری کے راستے کو محفوظ بنانے کے لئے کئے گئے ہیں ——— اب عمران سوچ رہا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت کس طرح اس سیڈ فارم میں داخل ہو۔ جسٹن کے میک اپ کا سہارا لینا بھی اب فضول تھا کیوں کہ عمارت سے فرار کے بعد ظاہر ہے سب کو پتہ لگ گیا ہو گا کہ وہ اصل جسٹن نہیں ہو سکتا۔ وہ چند لمحے وہاں کھڑا سوچتا رہا اُسی لمحے اس کی نظریں قریب ہی بہتی ہوئی پانی کی نالی پر پڑیں یہ بڑی سی نالی شاید کھیتوں کو پانی دینے کے لئے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بنائی گئی تھی۔ عمران پانی کی طرف لپکا اور پھر اس نے جھک کر باقاعدہ منہ دھونا شروع کر دیا۔ اس کا مقصد جسٹن کے میک اپ سے چھٹکارا پانا تھا۔ سپیشل میک اپ کی یہی خصوصیت تھی کہ کسی بھی کیمیکل سے وہ صاف نہ ہوتا تھا سوائے سادہ پانی کے اور سادہ پانی استعمال کرنے کا کسی کو خیال تک نہ آ سکتا تھا اسی لئے یہ میک اپ انسانی نفسیات کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا تھا ——— پانی سے منہ دھونے پر اور پھر رومال سے اچھی طرح چہرہ رگڑنے کے بعد عمران اپنی اصل شکل میں آ گیا۔ اور پھر اس نے صفدر کو بھی میک اپ صاف کرنے کے لئے کہا اور خود وہ بغور عمارت کا جائزہ لیتا رہا۔ اندر جانے کی کوئی ترکیب سمجھ میں نہ آ رہی تھی اور اندر جائے بغیر چارہ بھی نہ تھا ——— کیوں کہ اُسے معلوم تھا کہ جیپ کی گمشدگی کا جلد ہی پتہ چل جائے گا اور پھر پولیس بھوکے کتوں کی طرح پورے شہر میں جیپ کی تلاش کے لئے نکل کھڑی ہو گی اور ظاہر ہے جیپ کا یہاں ملنے سے وہ یہی نتیجہ نکالیں گے کہ وہ لوگ سیڈ فارم میں گئے ہیں۔ اور اس طرح وہ سیڈ فارم میں چھاپہ ماریں گے۔ وہ کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا جس سے وہ سب ساتھیوں سمیت سیڈ فارم میں بھی داخل ہو جائے لیکن کسی کو پتہ بھی نہ چلے ——— اور ایسی کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اس لئے وہ خاموش کھڑا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ دروازے پر کھڑے ہوئے سپاہیوں کو اغوا کر کے خود ان کی جگہ سنبھال لے۔ لیکن دوسرے لمحے اُسے یہ خیال ترک کرنا پڑا۔ کیوں کہ میک اپ کا سامان ان کے پاس نہ تھا۔

عمران کے پاس جو کچھ تھا وہ اب ختم ہو چکا تھا۔

"اب کیا یہاں کھڑے کھڑے دن گزار دینا ہے" ——— تنویر نے عمران کو اطمینان سے کھڑے دیکھ کر پوچھا۔

اور تنویر کی بات سنتے ہی عمران کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور اُسے ترکیب سمجھ میں آ گئی۔ گو اس میں خطرہ تھا لیکن عمران بھلا ان خطروں کی پرواہ کہاں کرنے والا تھا۔

"سنو ——— ہم نے اس سیڈ فارم میں داخل ہونا ہے لیکن اس طرح کہ سیڈ فارم والوں کو بھی پتہ نہ چلے۔ اور اس کی ترکیب جو میں نے سوچی ہے وہ یہ ہے کہ ہم سیڈ فارم میں گٹر کے راستے داخل ہوں۔ گٹر کا دہانہ یقیناً دوسری طرف ہو گا۔ کیوں کہ اس طرف ہی مجھے فلش کی گندی ہوا نکالنے کے پائپ نظر آ رہے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"تو کیا اس گندے گٹر سے ہمیں گزرنا ہو گا" ——— تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجبوری ہے ——— ورنہ واقعی یہاں کھڑے کھڑے دن گزر جانا ہے۔ اور اس بار پولیس نے ہمیں دیکھتے ہی گولی مار دینی ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ جھنڈ سے نکل کر آگے بڑھ گیا۔ باقی لوگوں نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ کھیتوں میں موجود بڑی بڑی فصل کی آڑ لیتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ گھوم کر سیڈ فارم کی پشت پر آ گئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ فارم کی دیوار کے نزدیک ہوتے چلے گئے۔ عمران سب سے آگے تھا

اور پھر عمارت سے بیس گز کی دوری پر عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس نے زمین پر گٹر کا دھانہ ڈھونڈھ نکالا تھا۔ اس کا اندازہ درست تھا۔ واقعی گٹر کا دھانہ ان پائپوں کی سیدھ میں بنایا گیا تھا۔

"جوزف ——— اس ڈھکن کو اٹھاؤ" ——— عمران نے لوہے کے بڑے سے ڈھکن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور جوزف نے جھک کر دونوں ہاتھ ڈھکن کے کنڈوں میں ڈالے اور دوسرے لمحے ایک ہی جھٹکے سے بھاری بھرکم ڈھکن دہانے سے اٹھتا چلا آیا۔ اس کے ساتھ ہی بدبو کا زبردست بھبکا سا باہر نکلا اور دہانے کے گرد کھڑے ہوئے سب بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹتے چلے گئے۔

"رومال ناک پر رکھ لو اور کوشش کرو کہ کم سے کم سانس لو" عمران نے کہا اور جیب سے رومال نکال کر اس نے اپنی ناک پر رکھا اور پھر گٹر کے دہانے کے ساتھ لگی ہوئی سیڑھیوں پر اترتا چلا گیا۔ گٹر خاصا وسیع تھا اور اس کے عین درمیان میں گندہ پانی چل رہا تھا البتہ سائیڈوں میں تھوڑی تھوڑی جگہ خشک تھی کیوں کہ وہ جگہ درمیان سے ذرا اونچی تھی ——— گٹر میں شدید بدبو تھی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ زہریلی گیس بھی ——— لیکن چوں کہ گٹر کا دہانہ کھلا ہوا تھا اس لئے تازہ ہوا آنے کی وجہ سے فضا کسی حد تک بدل گئی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ سب گٹر میں اتر آئے اور پھر دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ زہریلی گیس آہستہ آہستہ ان کے حواس پر اثر انداز ہوتی چلی جا رہی تھی لیکن وہ قدم بڑھائے جا رہے تھے۔ اور پھر اچانک عمران رکا اور پھر وہ تیزی سے اوپر

چڑھتا چلا گیا۔ یہاں بھی سیڑھیاں دیوار کے ساتھ موجود تھیں۔ اتنا فاصلہ وہ طے کر چکے تھے کہ اب انہیں بخوبی اندازہ تھا کہ وہ یقیناً سیڈ فارم کے اندر پہنچ گئے ہوں گے۔ عمران نے اوپر چڑھ کر کاندھے کا زور لگایا اور گٹر کے دہانے پر موجود ڈھکن کھسک گیا اور تازہ ہوا اندر آنے لگی۔ عمران نے آہستہ سے ڈھکن ہٹا کر ایک طرف کیا اور پھر اس نے سر باہر نکالا۔ دہانہ بڑے سے ہال نما کمرے کے کونے میں تھا ——— ہال میں ہر طرف بوریاں موجود تھیں۔ اور ہال کا اکلوتا دروازہ باہر سے بند تھا۔ عمران تیزی سے باہر آ گیا۔ اور پھر اس کے ساتھی بھی باہر نکل آئے ———

تم لوگ ان بوریوں کے پیچھے چھپ جاؤ میں واپس جا کر پچھلے گٹر کا ڈھکن بند کر آؤں کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کی نظر پڑ جائے اور ہمارا راز فاش ہو جائے" ——— عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ باس میں نے بند کر دیا تھا" ——— جوزف نے جواب دیا۔

"اوہ ——— ویری گڈ" ——— عمران نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے اس دہانے کا ڈھکن واپس جما دیا۔ اور خود تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ باہر کے حالات کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔ اس نے لوہے کے دروازے کی سائیڈ میں بنی ہوئی جھری سے آنکھ لگا دی۔ باہر وسیع میدان تھا اور سامنے ہی سیڈ فارم کا مین دروازہ نظر آ رہا تھا ——— شمالی طرف بڑے بڑے کمرے تھے۔ جن میں لوگ آ جا رہے تھے۔ جب کہ جنوبی طرف صرف دیوار تھی۔ اب عمران سوچ رہا تھا کہ سیڈ فارم میں تو وہ لوگ آ گئے۔ لیکن اب آگے کیا کریں۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ ان

کے پاس میک اپ کا سامان بھی نہیں تھا۔ اور پھر انہیں راستے کا علم بھی نہ تھا۔ اور اس حال میں آخر وہ کتنی دیر رہ سکتے تھے۔ ابھی وہ جھری سے آنکھ لگائے باہر کا منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک چونک پڑا۔ اس کی نظریں ایک کمرے کے دروازے پر پڑیں جس میں سے ایک آدمی تیزی سے باہر نکلا تھا اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس ہال نما کمرے کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔

"ہوشیار ——— ایک آدمی ادھر آرہا ہے ہم نے اسے کور کرنا ہے" ——— عمران نے تیزی سے پیچھے ہٹتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب بجلی کی سی تیزی سے بوریوں کے پیچھے دبکتے چلے گئے۔ عمران خود بھی دروازے کے قریب ہی موجود بوریوں کے ایک ڈھیر کے پیچھے چھپ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے کے باہر قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھلتا چلا گیا ——— اور وہی آدمی ہال کے اندر داخل ہوا۔ اس نے جیب سے ایک کارڈ سا نکالا اور تیزی سے بوریوں کے ایک ڈھیر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی اس کی پشت عمران کی طرف ہوئی۔ عمران تیزی سے بوریوں کی آڑ میں سے نکلا اور پھر بھوکے عقاب کی طرح اس آدمی پر جھپٹ پڑا ——— اس نے ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد ڈالا اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر جما دیا۔ اور پھر اسے وہ تیزی سے گھسیٹتا ہوا کمرے کے ایک کونے میں بوریوں کے ڈھیر کے پیچھے لے گیا۔ اس آدمی کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔ لیکن منہ پر عمران کا ہاتھ مضبوطی سے جما ہوا تھا۔ اس لئے اس کے حلق سے کوئی آواز نہ نکل رہی تھی۔

"صفدر ——— دروازہ بند کر دو" ——— عمران نے دبے لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے آگے بڑھ کر دروازہ واپس بند کر دیا۔

"دیکھو ——— اگر تم نے آواز نکالی تو ایک لمحے میں ڈھیر کر دیئے جاؤ گے۔ اور اگر تم نے ہم سے تعاون کیا تو تمہاری جان بچ سکتی ہے" عمران نے سرد لہجے میں اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور اس آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا وہ بے حد خوف زدہ معلوم ہو رہا تھا۔ اور عمران نے ہاتھ اس کے منہ سے ہٹا لیا۔ عمران کے باقی ساتھی بھی اس کے گرد جمع ہو گئے تھے ——— اور وہ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان سب کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ انسانوں کی بجائے بھوت ہوں۔

"تت ——— تم کون ہو اور یہاں کیسے آ گئے" ——— اس آدمی نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"سنو ——— سوال کرنے کی بجائے صرف جواب دو" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا دوسرے لمحے اس نے جیب سے ایک خنجر نکالا اور اس آدمی کی گردن سے لگا دیا۔ باقیوں نے ہاتھوں میں ریوالور سنبھال رکھے تھے۔

"تمہارا نام کیا ہے اور یہاں تمہارا عہدہ کیا ہے" ——— عمران نے خنجر کی نوک پر زور دیتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

"میرا نام فنک ہے اور میں یہاں سٹور انچارج ہوں" ——— اس آدمی نے جواب دیا۔

"سٹور میں اس وقت کتنے آدمی ہیں" ——— عمران

نے پوچھا۔

"دس آدمی باہر پہرہ دے رہے ہیں اور بارہ اندر کام کرتے ہیں" فنک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری میں جانے کا راستہ کدھر ہے اور کیسے کھلتا ہے" عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا اور لیبارٹری کا لفظ سنتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر تذبذب کے آثار نمایاں ہوئے۔

"سنو ــــ اگر تم نے غلط بیانی سے کام لیا تو ایک لمحے میں ڈھیر کر دوں گا۔ ہمیں تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اس لئے اگر تم نے ہمارے ساتھ تعاون کیا تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے" ــــ عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کا راستہ مین کمرے میں سے جاتا ہے۔ راستہ اندر سے کنٹرول کیا جاتا ہے" ــــ اس آدمی نے جواب دیا۔

"کمرے سے جاتا ہے لیکن کلیرنگ کمپنی کے ٹرک کیسے کمرے میں گھستے ہوں گے" ــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"کمرے کا سسٹم ایسا ہے کہ بوقت ضرورت اس کی دیواریں ہٹائی جا سکتی ہیں۔ اور ٹرک براہ راست اندر جا سکتے ہیں" ــــ فنک نے جواب دیتے ہوئے کہا اب وہ پوری طرح سنبھل چکا تھا۔

"اندر سے کنٹرول کیسے کیا جاتا ہے اس کی تفصیل بتاؤ" ــــ عمران نے پوچھا۔

"اگر آپ لوگ اسی راستے سے لیبارٹری میں جانے کے متعلق

سوچ رہے ہیں تو اس کا تصور بھی ناممکن ہے" ــــ فنک نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو تم سے پوچھا جا رہا ہے وہ بتاؤ" ــــ عمران نے اپنے ہاتھ کو تیزی سے حرکت دی اور خنجر کی تیز دھار نے فنک کے کان کی لو اڑا دی۔ اس کے حلق سے چیخ نکلنے لگی لیکن عمران نے پھرتی سے ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔ فنک کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑ گیا۔

"یہ صرف سبق ہے دوسری بار اگر تم نے غلط بات کی تو خنجر دل میں بھی گھس سکتا ہے" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ہاتھ اس کے منہ سے ہٹا لیا۔

"کمرے کا فرش میکنزم سے ہٹ جاتا ہے اور لیبارٹری کو جانے والی سرنگ نمودار ہو جاتی ہے پہلے ٹرانسمیٹر پر سرنگ کی پہلی چوکی کو اطلاع دینی پڑتی ہے۔ چوکی سے راستہ کھولا جاتا ہے" ــــ فنک نے اس بار خوف زدہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس راستے سے کتنی بار لیبارٹری میں گئے ہو" ــــ عمران نے پوچھا۔

"میں تین چار بار گیا ہوں" ــــ فنک نے جواب دیا۔

"راستے کی مکمل تفصیلات بتاؤ اور حفاظتی سسٹم بھی" ــــ عمران نے خنجر کی نوک کو گردن پر دباتے ہوئے کہا۔

"یہ سرنگ بہت وسیع و عریض ہے اور ساڑھے چار سو کلو میٹر طویل ہے۔ اس میں دس حفاظتی چوکیاں بنی ہوئی ہیں۔ ہر چوکی پر دس مسلح افراد ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ جہاں سرنگ ختم ہوتی ہے

اس کے بعد دلیوار آجاتی ہے ۔ اور وہاں چیکنگ کمپیوٹر موجود ہے۔ وہ چیک کرتا ہے تو دیوار ہٹتی ہے ورنہ نہیں ۔ ——— فنک نے جواب دیا۔

" اتنا لمبا راستہ تم نے کس چیز پہ طے کیا تھا " ——— عمران نے پوچھا۔

" جب کوئی آدمی کسی مخصوص کام سے اندر جاتا ہے تو پہلی چوکی پہ ایک شٹل کار موجود ہے۔ جو انتہائی تیز رفتاری سے چلتی ہے۔ اور صرف ایک گھنٹے میں لیبارٹری تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ شٹل کار ہی آدمیوں کو لیبارٹری سے لے آنے اور لے جانے کے کام آتی ہے۔ کار میں آٹھ افراد کے بیٹھنے کی گنجائش ہے " ——— فنک نے بتایا۔

" شٹل کار کو کہاں سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اور پھر ساڑھے چار سو کلو میٹر کا فاصلہ وہ کیسے ایک گھنٹے میں طے کر لیتی ہے " ——— عمران نے پوچھا۔

" یہ خصوصی طور پہ بنائی گئی ہے۔ سرنگ میں میگنٹ پٹی بچھائی گئی ہے۔ اور شٹل کار اسی میگنٹ پٹی پہ چلتی ہے اس لئے اس کی رفتار بے پناہ تیز ہوتی ہے اور جب ایک بار چل پڑے تو پھر یہ دیوار کے قریب پہنچ کر خود بخود رک جاتی ہے۔ اسے درمیان میں صرف کار کے اندر سے ہی روکا جا سکتا ہے۔ اس کو پہلی چوکی سے لیبارٹری کی طرف چلایا جاتا ہے اور کمپیوٹر کے ذریعے وہاں سے واپس چلایا جا سکتا ہے " ——— فنک نے تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا۔

" پھر یہ راستے میں باقی چوکیاں کیوں بنائی گئی ہیں " ——— عمران نے سوال کیا۔

" یہ چوکیاں صرف ٹرکوں کی چیکنگ کے لئے بنائی گئی ہیں " ——— فنک نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا کیوں کہ وہ ساری بات سمجھ گیا تھا۔

" اچھا اب یہ بتاؤ کہ ہم راستہ کیسے کھلوا سکتے ہیں۔ ٹرانسمیٹر پہ کیا کہنا پڑتا ہے " ——— عمران نے پوچھا۔

" ٹرانسمیٹر پہ پہلی چوکی کے انچارج سے بات کرنی پڑتی ہے اُسے وجہ بتائی جاتی ہے کوڈ بتایا جاتا ہے۔ اور پھر پہلی چوکی پہ ہر آدمی کی مشینی چیکنگ ہوتی ہے۔ پھر ہی اُسے شٹل کار میں بیٹھنے کی اجازت ملتی ہے۔ اور یہ سب بات چیت صرف فارم منیجر ہی کرتا ہے۔ اور کوڈ کا بھی صرف اُسے ہی علم ہے " ——— فنک نے جواب دیا۔

" منیجر کہاں بیٹھتا ہے۔ اس کا نام " ——— عمران نے پوچھا۔

" اس کا نام مائیکل ہے اور وہ اسی مین کمرے میں بیٹھتا ہے ٹرانسمیٹر بھی اُسی کے پاس ہے " ——— فنک نے جواب دیا۔

" صفدر ——— تم لوگ اس کا خیال رکھنا اگر یہ غلط حرکت کرے تو بے شک گولی مار دینا میں ذرا اس منیجر سے دو دو باتیں کر لوں " ——— عمران نے سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" مگر تم اکیلے کیسے جاؤ گے " ——— صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

" تم میری فکر نہ کرو۔ وہاں اگر گڑبڑ محسوس ہوئی یا فائرنگ کی آواز سننا تو تم سب اسلحہ سنبھال کر باہر نکل آنا اور پھر جو نظر آئے بھون ڈالنا۔ اب سوائے اندھے اقدام کے اور کوئی چارہ نہیں ہے " ———

عمران نے کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بظاہر اس کا یہ اقدام قطعاً اچھا نہ تھا۔ کیوں کہ ظاہر ہے باہر نکلتے ہی اُسے چیک کر لیا جاتا تھا اور پھر ہو سکتا ہے اُسے دیکھتے ہی گولی مار دی جاتی۔ لیکن عمران جب ایک فیصلہ کر لے تو پھر وہ اس کے بارے میں مزید سوچ بچار کرنے کا عادی نہ تھا۔

"نہیں مسٹر شیرف ——— فارم میں کوئی آدمی بغیر ہماری نگاہوں میں آئے داخل نہیں ہو سکتا۔ آپ کے مجرم اگر سیڈ فارم میں داخل ہوتے تو بچ کر نہ نکل سکتے" ——— منیجر مائیکل نے سامنے بیٹھے ہوئے لوٹی سے مخاطب ہو کر بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"وہ میک اپ کے ماہر ہیں مسٹر مائیکل ——— اس لئے آپ کو بے حد ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ وہ اس فارم کے قریب ہی غائب ہوئے ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ لیبارٹری کا راستہ اسی فارم سے ہی جاتا ہے" ——— لوٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں فارم کی اہمیت کو سمجھتا ہوں۔ ویسے بھی اگر وہ اندر آ بھی

جاتے تو لیبارٹری میں داخلہ ناممکن ہے۔ ویسے اگر مجھے کسی مشکوک آدمی کی اطلاع ملی تو میں آپ کو ضرور اطلاع دوں گا" ——— مائیکل نے اُسے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

"اوکے ——— بہرحال آپ ہوشیار رہیں۔ ورنہ تمام تر ذمہ داری آپ پر آ جائے گی" ——— لوٹی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہیں جناب ——— ہم پوری طرح ہوشیار ہیں" ——— مائیکل نے بھی تعظیماً اٹھتے ہوئے کہا اور پھر لوٹی اس سے ہاتھ ملا کر دفتر سے باہر نکل آیا۔ مائیکل بھی اس کے ساتھ ساتھ باہر آیا اور پھر اُسے خود ہی گیٹ پر چھوڑنے چل دیا۔ کیوں کہ یہاں کا قانون ہی ایسا تھا کہ کسی بھی آدمی کو گیٹ پر منیجر جب تک خود چیک نہ کرتا اُسے اندر آنے کی اجازت نہ مل سکتی ——— اور اسی طرح جب تک منیجر کسی کو دروازے پر چھوڑنے نہ آتا اُسے باہر جانے کی اجازت نہ مل سکتی تھی۔ لوٹی کو گیٹ پر رخصت کرنے کے بعد منیجر واپس اپنے دفتر کی طرف چل دیا۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ یہ مجرم آخر کہاں غائب ہو گئے ہوں گے۔ شیرف کے مطابق وہ آٹھ افراد ہیں اور ظاہر ہے آٹھ افراد کا یوں غائب ہو جانا بڑا مسئلہ ہے ——— اور پھر ویز دیلا میں جہاں ہر شخص حکومت کا خاص آدمی ہے۔ یہی سوچتا ہوا وہ بجائے اپنے دفتر کی طرف جانے کے سیکورٹی روم کی طرف چل پڑا۔ تاکہ وہاں موجود لوگوں کو اس بارے میں ہوشیار کر سکے۔ سیکورٹی روم میں چار بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں اور ساتھ ہی ایک بڑی سی سکرین موجود تھی۔ ان مشینوں کے ذریعے فارم کی دیوار کے ساتھ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایک گز کے فاصلے تک نظر آنے والی شعاعوں کا حصار قائم کیا گیا تھا۔ اس ایک گز کے دائرے کے اندر کوئی کتا بھی داخل ہو جاتا تو سکرین پر اُسے آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔ پھر دیواروں میں بجلی کی طاقت ور لہریں دوڑتی رہتی تھیں اس لئے کہ اس میں نقب نہ لگائی جا سکے۔ اور ویسے بھی اگر کوئی اُسے چھو لیتا تو سکیورٹی روم میں سائرن گونج اٹھتا ——— اور چھونے والا وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔ اس لئے تو مائیکل مطمئن تھا کہ فارم میں سوائے مین گیٹ کے اور کسی راستے سے بھی داخلہ ناممکن ہے۔

سکیورٹی روم میں اس وقت تین آدمی مشینوں کو آپریٹ کر رہے تھے جب کہ چیف سکیورٹی آفیسر اپنی کرسی پر بیٹھا سارے کام کی نگرانی کر رہا تھا۔ منیجر کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"مسٹر سمتھ ——— کیا رپورٹ ہے" ——— مائیکل نے قریب جا کر پوچھا۔

"او۔کے ہے جناب" ——— سمتھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمام نظام ٹھیک کام کر رہا ہے نا" ——— مائیکل نے سکرین اور مشینوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں جناب ——— مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ——— سمتھ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا کیوں کہ آج تک منیجر نے ایسی انکوائری کبھی نہ کی تھی۔

"ابھی ابھی اسسٹنٹ شیرف میرے پاس آیا تھا۔ وہ بتا رہا تھا کہ آٹھ مجرموں کا ایک گروپ وینز ویلا میں داخل ہوا ہے۔ انہوں نے شیرف کو ہلاک کر دیا ہے اور لیڈی ایگلز کے ساتھیوں کو بھی یہ لوگ جیپ میں سیڈ فارم کے قریب پہنچے ہیں اور پھر غائب ہو گئے ہیں۔ وینز ویلا کا سر آدمی ان کو تلاش کر رہا ہے۔ اسسٹنٹ شیرف یہ پوچھنے آیا تھا کہ کہیں یہ لوگ جیپ میں سیڈ فارم میں تو داخل نہیں ہوئے" ——— منیجر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یہاں یہ لوگ کیسے داخل ہو سکتے ہیں۔ حفاظتی نظام باقاعدہ کام کر رہا ہے۔ اور گیٹ پر مسلح آدمی موجود ہیں" ——— سمتھ نے کہا۔

"اس لئے تو پوچھ رہا ہوں کہ کہیں نظام میں کوئی بریک تو نہیں آیا ممکن ہے اس بریک سے فائدہ اٹھا کر وہ اندر داخل ہو گئے ہوں" منیجر نے کہا۔

"نہیں جناب ——— ایک لمحے کے لئے بھی بریک نہیں آیا" ——— سمتھ نے جواب دیا۔

"گٹر لائن کا نظام ٹھیک ہے۔ کیوں کہ وہی ایک ایسا راستہ ہو سکتا ہے جہاں سے کوئی شخص اندر داخل ہو سکتی ہے" ——— منیجر نے اچانک ایک خیال آتے ہی پوچھا۔

"جی ہاں ——— وہ راستہ تو موجود ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ اس کے دونوں دہانوں اور اندر سپیشل خود کار نظام لگایا گیا ہے۔ صرف اُسے صفائی کے لئے بند کیا جاتا ہے۔ آج صبح صفائی کے بعد اُسے کھول دیا گیا ہے۔ اور اب تک چل رہا ہے" ——— سمتھ نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں مکمل یقین ہے کہ وہ کھول دیا گیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ صفائی کے بعد تم اُسے کھولنا بھول گئے ہو"۔۔۔۔۔ منیجر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب ۔۔۔۔ وہ صحیح چل رہا ہے"۔۔۔۔۔ سمتھ نے جواب دیا۔

"او۔ کے ۔۔۔۔ بہرحال تم ہوشیار رہنا ورنہ تمام تر ذمہ داری ہم پر آجائے گی۔ اور تم جانتے ہو اس معاملے میں ذرا سی غفلت کا نتیجہ موت کی صورت میں نکل سکتا ہے"۔۔۔۔۔ منیجر نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب"۔۔۔۔۔ سمتھ نے جواب دیا اور منیجر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"منیجر کے کمرے سے باہر سے نکلتے ہی سمتھ تیزی سے شمالی دیوار کی طرف بڑھا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے دیوار پر لگی ہوئی مشین کا ہینڈل کھینچ لیا اور مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ سمتھ نے رومال نکال کر ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھا۔ واقعی اس سے بھیانک غلطی ہو گئی تھی ۔۔۔۔ صبح صفائی کے بعد وہ چیکنگ نظام کھولنا بھول گیا تھا۔ وہ دل ہی دل میں شکر ادا کر رہا تھا کہ منیجر نے اس کی بات کا اعتبار کر لیا ہے۔ ورنہ وہ چیک کر لیتا۔ تو پھر اس کی موت یقینی ہو گئی تھی۔ ایک لمحے کے لئے اُسے خیال آیا کہ وہ جا کر اس گٹر کا دہانہ چیک کرے جو نمبر تھری سٹور میں تھا ۔۔۔۔ کہ کہیں واقعی اس دوران مجرم اس راستے سے اندر نہ آگئے ہوں۔ لیکن پھر اس نے ارادہ بدل

دیا۔ کیوں کہ اس طرح منیجر کو پتہ چل جاتا کہ اس نے غلطی کی ہے۔ اور وہ منیجر کی عادت جانتا تھا کہ وہ اصولوں کے معاملہ میں کتنا سخت ہے۔ ویسے بھی اُسے یقین تھا کہ گٹر لائن کا بھلا کس کو خیال آسکتا ہے۔ چنانچہ وہ اطمینان سے کرسی پر دوبارہ بیٹھ گیا۔ البتہ اس کی نظریں سکرین پر جم گئیں تاکہ اگر واقعی مجرم سیڈ فارم کی دیوار کے پاس آئیں تو وہ انہیں چیک کر سکے۔

منیجر سیکورٹی روم سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ اس نے گٹر لائن کے حفاظتی نظام کو بند ہوئے خود چیک کر لیا تھا لیکن وہ جان بوجھ کر اُسے نظر انداز کر گیا تھا۔ کیوں کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایسے موقع پر اپنے فارم میں کوئی کمزوری ظاہر کرے جب کہ شیرف ہلاک ہو چکا ہو اور لیڈی ایگلز کے ساتھی مارے جا چکے ہوں ۔۔۔۔ اُسے معلوم تھا کہ لیڈی ایگلز یا نمبر ون کو اس بات کی ذرا بھی بھنک پڑ گئی کہ ان کے نظام میں کوئی خامی رہ گئی ہے تو وہ بغیر سوچے سمجھے فارم میں موجود ہر آدمی کو موت کی سزا دے دیں گے۔ اس لئے وہ خاموش رہا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ دفتر میں بیٹھنے کے بعد وہ سٹور انچارج کو بلا کر کہے گا کہ وہ سٹور نمبر تھری چیک کرے۔ اسی طرح خدشہ بھی ختم ہو جائے گا اور خود بھی ذمہ داری سے بچ جائے گا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا اپنی کرسی پر بیٹھا اور پھر اس نے انٹر کام کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ سٹور انچارج کو بلا کر سٹور چیک کرنے کے لئے کہے۔ مگر دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑا۔

ایک ریوالور کی نال اس کی گردن کے ساتھ لگ گئی تھی۔
"خبردار ـــــ اگر کوئی آواز نکالی" ـــــ اُسے اپنے کان کے پاس غراہٹ سی سنائی دی اور منیجر کا جسم یخ پڑتا چلا گیا وہ ایک لمحے میں سمجھ گیا تھا کہ مجرم اس کے سر پہ آن پہنچے ہیں۔

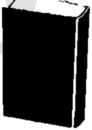

"یہ لوگ مجھے ٹونی کے بس کے نہیں دکھائی دیتے۔ ان کے خاتمے کے لئے مجھے خود وینز ویلا میں جانا ہوگا" ـــــ لیڈی ایگلز نے نمبروَن سے مخاطب ہو کر کہا۔
"لیکن میڈم ـــــ یہ لوگ بچ کر کہاں جا سکتے ہیں۔ جلد یا بدیر ان کا پکڑا جانا لازمی بات ہے۔ اور اگر یہ نہ بھی پکڑے جائیں تب بھی یہ لوگ کیا کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے ان کا لیبارٹری میں داخل ہونا تو ناممکن ہے" ـــــ نمبروَن نے جواب دیا۔
"جو لوگ اس قدر چالاک اور دیدہ دلیر ہیں کہ شیرف کے ساتھ ساتھ میرے ساتھیوں کا بھی خاتمہ کر دیں ان سے کچھ بعید نہیں ہے" لیڈی ایگلز نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے میڈم ـــــ لیکن میرا خیال ہے آپ خواہ مخواہ ان کو اتنی اہمیت دے رہی ہیں۔ آپ کے ساتھی بس بے خبری میں مارے گئے ہیں۔ اب تو ظاہر ہے پولیس پوری طرح ہوشیار ہے۔ اب ان کا بچ جانا ناممکن ہے" ـــــ نمبروَن نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔
"مجھے دراصل خطرہ اس بات کا ہے کہ یہ لیبارٹری میں داخل نہ ہو جائیں۔ ورنہ تو یہ ساری عمر وینز ویلا میں سر ٹکراتے پھریں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے" ـــــ لیڈی ایگلز نے جواب دیا۔
"ویسے تو حفاظتی نظام اتنا سخت ہے کہ کوئی مکھی بھی بغیر اجازت کے لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس کے باوجود اگر آپ چاہیں تو میں سات آٹھ منجھے ہوئے آدمی مزید چوکی نمبر ایک پر بھیج دوں تاکہ اگر کوئی وہاں تک پہنچ بھی جائے تو وہ اسے سنبھال لیں" ـــــ نمبروَن نے کہا۔
"ہاں یہ ٹھیک ہے ـــــ پہلی چوکی پر حفاظتی انتظامات سخت ہونے چاہئیں۔ تم اپنے آدمی بھیج دو۔ اور انہیں پوری طرح ہوشیار رہنے کے لئے کہہ دو" ـــــ لیڈی ایگلز نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔ اور نمبروَن نے سامنے پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اپنی سیکرٹری کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔
"سیڈ فارم میں حفاظتی نظام کی کیا پوزیشن ہے" ـــــ اچانک لیڈی ایگلز نے ایک خیال کے آتے ہی پوچھا اور نمبروَن نے اُسے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اوہ ـــــ پھر تو واقعی یہاں کسی کا داخلہ ناممکن ہے لیکن آخر وہ آٹھ مجرم گئے کہاں۔ ٹونی کا بیان ہے کہ وہ سیڈ فارم کے پاس غائب ہوئے ہیں" ـــــ لیڈی ایگلز نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے میڈم ـــــ یہ لوگ دریا کے کنارے کہیں دُور نکل گئے ہوں گے۔ وہاں ہر طرف جھاڑیاں ہیں۔ وہاں چھپے ہوئے ہوں گے۔ اور یوں بھی سیڈ فارم کے بارے میں کسی کو خیال تک نہیں آسکتا۔ کہ یہاں سے لیبارٹری کا راستہ بھی ہو سکتا ہے" ـــــ نمبر وَن نے جواب دیا۔

"بہر حال ـــــ میں نے ٹونی کو حکم دے دیا ہے کہ سارے علاقے کی ایک ایک جھاڑی کو اچھی طرح چیک کیا جائے۔ اور تم ایسا کرو کہ جب تک مجرم پکڑے نہ جائیں۔ کسی شخص کو لیبارٹری سے باہر نہ جانے دو اور سپلائی کو بھی اس وقت تک روک دو" ـــــ لیڈی ایگلز نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام ـــــ حکم کی تعمیل ہو گی" ـــــ نمبر وَن نے ایک بار پھر ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم ہدایات دو۔ میں ہم روم کا چکر لگا لوں" ـــــ لیڈی ایگلز نے اٹھتے ہوئے کہا اور نمبر وَن نے سر ہلا دیا۔ اور لیڈی ایگلز تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

نمبر وَن نے ہدایات دینے کے بعد رسیور رکھ دیا۔ اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر میز

پہ رکھ دیا وہ دراصل اپنے طور پر سیڈ فارم کے منیجر مائیکل کو ہوشیار رہنے کی ہدایات دینا چاہتا تھا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ نمبر وَن کالنگ مائیکل اوور" ـــــ نمبر وَن نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہی سخت لہجے میں اسی فقرے کو بار بار دہراتے ہوئے کہا۔

"یس باس ـــــ مائیکل سپیکنگ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے مائیکل کی آواز ابھری۔

"مائیکل ـــــ تا اطلاع ثانی کسی کو لیبارٹری میں داخل نہیں ہونے دینا۔ سپلائی بھی روکی جا چکی ہے اور تم بھی ہوشیار رہو۔ حفاظتی نظام کی سختی سے پڑتال کی جائے۔ مجرموں کی گرفتاری تک یہ اقدامات قائم رہیں گے اوور" ـــــ نمبر وَن نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر باس ـــــ ویسے میرا خیال ہے اگر پہلی چوکی اور ہمارا کوڈ نیا بنا دیا جائے تو خدشہ ختم ہو سکتا ہے اوور" ـــــ مائیکل نے جواب دیا۔

"کیا مطلب ـــــ کیسا خدشہ اوور" ـــــ نمبر وَن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس ـــــ شیرف ہلاک ہو چکا ہے۔ ہو سکتا ہے مجرموں نے اس پر تشدد کر کے اس سے کوڈ معلوم کر لیا ہو۔ اس لئے میرا خیال ہے اگر مجرموں کے پکڑے جانے تک نیا کوڈ بنا دیا جائے تو ہر قسم کا خدشہ دُور ہو جائے گا اوور" ـــــ مائیکل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— ایسا ہو سکتا ہے —— ٹھیک ہے پرانا کوڈ کینسل۔ اب نیا کوڈ بلیک برڈ ہوگا۔ میں پہلی چوکی کو بھی ہدایات دے دیتا ہوں اوور" —— نمبر ون نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس —— اوور" —— مائیکل نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" —— نمبر ون نے جواب دیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر پہلی چوکی کی فریکوئنسی سیٹ کرنی شروع کر دی تاکہ اس کے انچارج کو نئے کوڈ کے بارے میں آگاہ کر سکے کیوں کہ مائیکل کا خدشہ درست تھا۔ شیرف کو اس کوڈ کا علم تھا۔ وہ اکثر نمبر ون کے پاس آتا جاتا رہتا تھا۔ اور ہو سکتا ہے مجرموں نے وہ کوڈ اس سے حاصل کر لیا ہو۔

عمران دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پھر یوں تیز تیز قدم اٹھاتا شمالی طرف بنی ہوئی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے اُسے بے حد ضروری کام یاد آگیا ہو۔ اس کے انداز میں بے حد اعتماد تھا۔ اس نے حتی الوسع اپنا چہرہ نیچے کیا ہوا تھا تاکہ کوئی اس کے چہرے کو اچھی طرح نہ دیکھ سکے —— چند ہی لمحوں میں وہ عمارت کے برآمدے میں پہنچ گیا۔ اور پھر ایک دروازے پر اُسے منیجر کی تختی نظر آگئی۔ تختی پر اس کے عہدے کے ساتھ ساتھ نام بھی لکھا ہوا تھا۔ عمران نے بڑے اطمینان سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک گیا۔ کیوں کہ یہ وسیع و عریض کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ منیجر اپنی سیٹ پر موجود نہ تھا —— عمران نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اُسے منیجر کی میز کے ساتھ دیوار میں نصب ایک بڑی سی الماری نظر آگئی۔ عمران نے پھرتی سے الماری کھولی۔ الماری کے چاروں خانوں میں بے شمار فائلیں بھری ہوئی تھیں۔ عمران غور سے اس الماری کو دیکھنے لگا۔ کیوں کہ کمرے میں میز کرسی کے علاوہ صرف یہی الماری تھی۔ اس لئے عمران کے خیال کے مطابق لیبارٹری کی پہلی چوکی کے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ٹرانسمیٹر وغیرہ اسی الماری میں موجود ہونا چاہیئے۔ لیکن باوجود کافی کوشش کے اپنے مطلب کی کوئی چیز دریافت نہ کر سکا۔ اُسی لمحے عمران کو باہر قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے الماری کے پرے ابھرے ہوئے کونے کے پیچھے دبک گیا۔ الماری کا کچھ حصہ دیوار سے باہر کو نکلا ہوا تھا۔ اس لئے عمران کے فوری چھپنے کی جگہ بن گئی۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک لحیم شحیم آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا کرسی کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار نمایاں تھے۔ وہ کرسی پر بیٹھا اور اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عمران الماری کی آڑ سے نکلا اور اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کی نال منیجر کی کنپٹی سے لگا کر سرد لہجے میں کہا۔

"خبردار ——— اگر کوئی آواز نکالی" ——— عمران کے لہجے میں سفاکی نمایاں تھی اور منیجر کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ اس نے ہاتھ واپس کھینچ لیا تھا۔

"اٹھ کر دروازہ اندر سے بند کرو" ——— عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا اور منیجر کسی مشینی آدمی کی طرح اٹھا اور ڈھیلے ڈھالے قدم بڑھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ منیجر نے دروازے کو اندر سے چٹخنی لگا دی۔

"اب بتاؤ مسٹر مائیکل ——— کہ لیبارٹری کی پہلی چوکی سے بات کرنے اور راستہ کھلوانے کے لئے ٹرانسمیٹر کہاں ہے" ——— عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور منیجر مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر اب حیرت کے تاثرات تھے۔

"تم فارم میں کیسے داخل ہوئے ——— کیا گٹر لائن کی طرف سے آئے ہو" ——— منیجر نے پوچھا۔ اس کے لہجے سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اب اپنے آپ کو سنبھال چکا ہے۔

"اس بات کو چھوڑو۔ میں جس طرح بھی آیا۔ تمہارے سامنے موجود ہوں۔ جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تمہارے ساتھی کہاں ہیں کیا وہ سٹور نمبر تین میں چھپے ہوئے ہیں" ——— منیجر اب پوری طرح سنبھل چکا تھا۔ اور اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ عمران سے ذرا سا بھی خوف زدہ نہ ہے۔

"میں صرف تین تک گنوں گا اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا" ——— عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا اور اس کے بعد اس نے گنتی شروع کر دی۔

"ٹرانسمیٹر الماری کے نچلے خانے میں ہے" ——— مائیکل نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو ——— اسے نکالو" ——— عمران نے ریوالور کے ساتھ الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور مائیکل کندھے جھٹکتے ہوئے آگے بڑھا اور الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری کے دونوں پٹ کھولے اور جھک کر اس نے سب سے نچلے خانے کے کونے میں اپنی انگلی کا سرا ایک مخصوص جگہ پر رکھ کر زور سے دبایا۔ دوسرے لمحے الماری کا وہ خانہ لٹو کی طرح گھومتا چلا گیا۔ اور اب وہاں فائلوں کی بجائے ایک ٹرانسمیٹر نظر آ رہا تھا۔ ٹرانسمیٹر خصوصی ساخت کا اور خاصا بڑا تھا۔

"اسے اٹھا کر میز پہ رکھو" ——— عمران نے کہا اور منیجر نے ٹرانسمیٹر باہر نکال کر اُسے میز پہ رکھ دیا۔ وہ سب کام ایسے اطمینان سے کر رہا تھا جیسے اپنے کسی باس کے احکامات کی تعمیل کر رہا ہو۔

"اب وہ کوڈ بتاؤ جس سے تم پہلی چوکی کے انچارج سے بات کرتے ہو" ——— عمران نے اس بار پوچھا۔

"دیکھو مسٹر ——— یہ ٹھیک ہے کہ سیکورٹی انچارج کی غفلت کی بنا پر کنٹرولائن کا حفاظتی نظام بند رہا۔ اور تم لوگ اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن اب یہاں سے زندہ بچ نکلنا ناممکن ہے۔ لیکن اگر میں چاہوں تو تمہیں یہاں سے زندہ واپس بھیج سکتا ہوں۔ بولو کیا تم تیار ہو" ——— منیجر نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے ایک نئی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر مائیکل ——— اور اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ مجھ پر کسی بھی طرح قابو پا لوگے تو یہ تمہاری بھول ہے اس لئے کوڈ بتاؤ میں اس کے بدلے میں تمہارے ساتھ صرف یہی رعایت کر سکتا ہوں کہ تمہیں زندہ چھوڑ دوں" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"کوڈ تھرٹی ون تھرٹی ٹو ہے" ——— منیجر نے کچھ لمحے کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔ لیکن عمران کو اس کے چہرہ سے ہی اندازہ ہو گیا کہ وہ غلط بیانی کر رہا ہے۔ چنانچہ عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ سائیلنسر لگے ریوالور سے شعلہ سا چمکا اور دوسرے لمحے منیجر چیخ مار کر لڑکھڑایا۔ گولی اس کے کان کے پاس سے نکلتی چلی گئی۔ مگر دوسرا لمحہ عمران کے لئے حیرت انگیز

ثابت ہوا کیونکہ منیجر لڑکھڑاتے ہی اچانک یوں اچھلا کہ بجلی کی تیزی بھی اس کی پھرتی کے مقابلے میں مات کھا گئی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا منیجر رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح اس سے جا ٹکرایا۔ اور پھر عمران کو لیئے ہوئے نیچے فرش پہ جا گرا۔ اور ریوالور عمران کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گرا ——— عمران نے نیچے گرتے ہی تیزی سے اپنے دونوں گھٹنے موڑے اور منیجر کی پشت کی طرف اچھلنا چاہا۔ لیکن منیجر شاید لڑائی کے فن میں خاصا ماہر معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے وہ پیچھے الٹنے کی بجائے ایک لمحے کے لئے فضا میں اچھلا اور پھر اس نے جسم کو سکیڑ کر اپنے دونوں گھٹنے جوڑ کر عمران کے سینے پہ مارنے چاہے عمران نے تیزی سے کروٹ بدل لی اور منیجر گھٹنوں کے بل زمین پہ جا گرا ——— اور پھر عمران یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی بجائے سپرنگ لگے ہوئے ہوں۔ گھٹنوں کی ضرب چونکہ خاصی شدید تھی۔ اس لئے منیجر صرف ایک لمحے کے لئے مفلوج ہو کر رہ گیا اور اسی لمحے سے عمران نے فائدہ اٹھایا۔

اس نے پوری قوت سے منیجر کے پہلو میں لات ماری اور منیجر چیخ مار کر دوسری طرف الٹ گیا ——— عمران نے ایک بار پھر لات گھمائی۔ مگر اس بار منیجر نے اس کی لات پکڑ کر گھسیٹ لی اور عمران پشت کے بل زمین پہ جا گرا۔ اور منیجر اچھل کر اس کے اوپر جا گرا۔ اس نے پوری قوت سے عمران کی ناک پہ ٹکر ماری ٹکر اتنی شدید تھی کہ عمران کی آنکھوں کے سامنے سیاہ پردہ چھاتا چلا گیا ——— لیکن عمران نے سر کو زور سے جھٹکا اور پھر اس کی آنکھوں میں وحشت سی چھاتی چلی گئی۔ منیجر نے دوسری ٹکر مارنے کے لئے جیسے ہی سر جھکایا عمران نے دونوں ہاتھ

پھیلائے اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے دونوں باز
اور منیجر کے حلق سے چیخ نکلی اور پھر وہ نہ صرف الٹ کر فرش پر ختم ہو
بُری طرح تڑپنے لگا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑ گ
عمران کے اس خوف ناک وار نے اس کے دونوں پہلوؤں کی [illegible] دیا۔
توڑ دی تھیں ——— عمران اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ منیجر چند لمحے تڑ نیمٹر
بعد یک دم ساکت ہوگیا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون کی دھا کے
سی نکلنے لگیں۔ اور عمران سمجھ گیا کہ ضرب سے اس کا دل پھٹ گیا
ہے۔

ناب
منیجر کے ختم ہوتے ہی عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس
کچھ اور الجھ گیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ جب تک کوڈ کا علم نہ ہو وہ نئے
چوکی کے انچارج سے کوئی بات کر سکتا ہے اور نہ ہی راستہ کھل
ہے۔ اس کی نیت دراصل منیجر کو ختم کرنے کی نہ تھی۔ لیکن بس اچانک
اُسے غصہ آگیا تھا اور نتیجہ یہ کہ منیجر ختم ہوگیا ——— بہر حال اب کیا
سکتا تھا۔ جس نے کوڈ بتانا تھا وہ تو بہر حال مر ہی چکا تھا۔ عمران نے اُ
گھسیٹ کر ایک طرف کونے میں ڈال دیا۔ اور اب وہ سوچ رہا تھا
کہ لیبارٹری کا راستہ کس طرح کھلوائے کہ اُسی لمحے ٹرانسمیٹر میں
سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور عمران نے چونک کر ایک لمحے کے لئے ٹرانسمیٹر
کی طرف دیکھا۔ اور پھر کندھے جھٹکتے ہوئے اس نے آگے بڑھ کر اُ
کا بٹن آن کر دیا۔

ی طرح
"ہیلو ہیلو ——— نمبر وَن کالنگ مائیکل اوور" ——— بٹن آن ہو
ہی ایک کرخت آواز کمرے میں گونجی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ یہ لیبارٹ

جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ
ہی بات چیت ختم ہوگئی۔ اور ڈائل پر موجود سوئی تیزی سے واپس
اپنی جگہ پر آگئی۔ عمران نے ایک اور ناب گھما کر سوئی کو دوبارہ اُسی
فریکوئنسی پر سیٹ کیا اور کالنگ بٹن آن کر دیا۔
"ہیلو ——— مائیکل کالنگ ہسٹنگ اوور" ——— عمران نے
مائیکل کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"یس ——— مسٹر مائیکل ——— ہسٹنگ سپیکنگ ——— کیا بات
ہے اوور" ——— دوسری طرف سے ہسٹنگ کی آواز سنائی دی۔
"نئے کوڈ کی اطلاع مل گئی ہے اوور" ——— عمران نے پوچھا۔
"ہاں مل گئی ہے لیکن کوئی وجہ نہیں بتائی گئی اوور" ——— ہسٹنگ
نے جواب دیا۔
"وجہ مجھے معلوم ہے اور انتہائی خطرناک ہے۔ نمبر وَن نے یہ بتایا
ہوگا کہ وہ آٹھ افراد کو پہلی چوکی پر بھیج رہا ہے اوور" ——— عمران نے
اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔
"ہاں بتایا ہے اور میں انہیں لینے کے لئے شٹل گاڑی بھیج
رہا ہوں۔ مگر وجہ کیا ہے اوور" ——— ہسٹنگ نے جواب دیا۔
"اوہ ——— کچھ مجرم وینز ویلا میں تباہی مچانے کے لئے آئے ہوئے
ہیں۔ انہوں نے شیرف کیپٹن بوجوارڈ کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ وہ
لیبارٹری میں گھسنا چاہتے ہیں۔ اس لئے کوڈ بدلا گیا ہے۔ اور
دوسری بات یہ کہ سپیشل گارڈ یعنی وہ آٹھ آدمی لیبارٹری سے تمہارے

پاس نہیں آئے۔ بلکہ نمبر ٹو ن نے ایک ایشیائی ملک سے منگوائے ہیں۔ وہ اس معاملے میں بے حد تربیت یافتہ ہیں۔ اور وہ میرے کمرے میں موجود ہیں۔ تم دروازہ کھول دو تاکہ میں انہیں تمہارے پاس بھیج دوں۔ جب وہ تمہارے پاس پہنچ جائیں تو ان سے پہلے کوڈ معلوم کرنا اور پھر ان کی ڈیوٹی شٹل گاڑی پر لگا دینا۔ کیوں کہ ان کے ذمہ شٹل گاڑی کی حفاظت ہی لگائی گئی ہے اوور"۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تو یہ بات ہے۔ میں سمجھا لیبارٹری سے آئے ہیں۔ چلو اچھا ہوا تم نے بتا دیا۔ ٹھیک ہے میں راستہ کھول دیتا ہوں تم انہیں بھیج دو اور انہیں نیا کوڈ بتا دینا اوور"۔۔۔ ہسٹنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا۔ وہ لیبارٹری میں داخلے کا جواز بنا چکا تھا۔ اب مسئلہ صرف اتنا تھا کہ اس نے سٹور سے اپنے ساتھیوں کو بلانا تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے چٹخنی کھولی اور دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پھر اس نے زور زور سے ہاتھ ہلا کر یوں اشارہ کیا جیسے کسی کو اپنی طرف بلا رہا ہو ۔۔۔ اور پھر اس کے اشارے کام آگئے۔ اس نے سٹور کا دروازہ کھلتے دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے ساتھی قطار بنائے باہر نکلے اور تیز تیز قدم اٹھاتے برآمدے کی طرف بڑھتے چلے آئے۔ عمران نے اشارے بھی اسی لئے کئے تھے۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ اسے سٹور سے آتے ہوئے کافی

دیر ہو گئی ہے۔ اور ظاہر ہے اس کے ساتھیوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور روشن دان کی جھری سے آنکھ لگائے حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی سب ساتھی کمرے میں آپہنچے۔

"اس سٹور انچارج کا کیا ہوا"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہم نے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ مگر تمہیں اتنی دیر کیوں لگ گئی"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"بس قسمت تھی جو مسئلہ حل ہو گیا"۔۔۔ عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے ایک ہلکا سا کھٹکا ہوا اور کمرے کا فرش جنوبی کونے سے تیزی سے ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ اب وہاں کھلی سڑک نیچے جاتی دکھائی دی۔

"آؤ چلیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور وہ سب دوڑتے ہوئے اس سڑک پر بڑھنے لگے۔ یہ واقعی ایک وسیع و عریض اور جدید قسم کی سرنگ تھی۔ چند لمحوں بعد سرنگ ایک موڑ مڑی اور پھر انہیں اپنے سامنے چار مسلح آدمی ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے نظر آئے۔ سرنگ کے شمالی جانب دو بڑے بڑے کمرے بنے ہوئے تھے۔ اور سڑک کے درمیان ایک بڑی سی راڈ لگی ہوئی تھی۔

"ادھر کمرے میں جاؤ"۔۔۔ ان میں سے ایک نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کمرے کی طرف جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران اور اس کے ساتھی کمرے کی طرف مڑ گئے۔

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے کئی سٹین گنیں ان کے سینوں سے لگ گئیں اور وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔

"کوڈ" ـــــ کمرے میں ایک میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی نے سخت لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بلیک برڈ" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"تم لوگ یہیں ٹھہرو۔ میں پہلے نمبر ون سے بات کر لوں پھر تمہیں یہاں ایڈجسٹ کیا جا سکتا ہے" ـــــ اس آدمی نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا اور پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ انچارج ان کی طرف سے مشکوک ہو گیا ہے۔ اور ظاہر ہے اگر اس نے نمبر ون سے بات کر لی تو بھانڈا پھوٹ جائے گا۔

"ٹھہرو ـــ بات کرنے سے پہلے میری بات سن لو" ـــــ اچانک عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے" ـــــ انچارج نے چونک کر کہا۔ اور عمران یوں قدم بڑھاتا ہوا آگے بڑھا۔ جیسے وہ انچارج سے کوئی خاص بات کرنا چاہتا ہو۔

"وہیں ٹھہرو ـــ میرے سر پر کیوں چڑھے آ رہے ہو" ـــــ انچارج اُسے یوں آگے بڑھتا دیکھ کر بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اُسی لمحے عمران نے جو میز کے قریب پہنچ چکا تھا پھرتی سے میز انچارج پر الٹا دی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ انچارج کے ساتھی کچھ سمجھتے۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور انچارج کے دو ساتھی چیخ مار کر نیچے گر پڑے۔ عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور نے ان کے سینوں میں سوراخ کر دیئے تھے۔

اور عمران کے ساتھیوں کے لئے اتنا اشارہ ہی کافی تھا۔ انہوں نے انتہائی پھرتی سے باقی لوگوں کو سنبھال لیا۔ یہ لوگ تعداد میں صرف چھ تھے۔ اس لئے آسانی سے کور ہو گئے۔ چونکہ سائیلنسر لگا ریوالور عمران کے پاس ہی تھا اس لئے اس نے ٹریگر دبائے رکھا اور چند ہی لمحوں بعد انچارج سمیت باقی چار بھی موت کی سرحدوں میں داخل ہو گئے۔

"باقی چار کو سنبھالو" ـــــ عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر کیپٹن شکیل سٹین گنیں سنبھالے باہر کو لپکے۔ اور پھر سرنگ کی فضا گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔

چند ہی لمحوں میں پہلی چوکی پر موجود ہر شخص کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

"شٹل کار دوسرے کمرے میں ہو گی اُسے باہر کھینچ لاؤ" ـــــ عمران نے کہا اور سب ساتھی دوسرے کمرے کی طرف دوڑ پڑے۔ اور عمران نے کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

"کار باہر پٹڑی پر آ گئی ہے" ـــــ چند لمحوں بعد تنویر نے آ کر اطلاع دی۔ اس دوران عمران اس کے چلانے والا ہینڈل چیک کر چکا تھا۔ لیکن عمران اُسے چھیڑے بغیر باہر آ گیا۔ واقعی باہر ایک لمبی سی کیپسول نما شٹل کار موجود تھی۔ جس میں پہیئے نہیں تھے۔ عمران نے اس کا جائزہ لیا تو اس میں سے صرف بریک پیڈل موجود تھا۔

"صفدر ـــ تم اس بریک پیڈل کو دباؤ میں اسے چلاتا ہوں" عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ باقی لوگ بھی اس میں بنی ہوئی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ البتہ سامنے کی ایک سیٹ عمران کے لئے خالی چھوڑ دی گئی۔ عمران بھاگتا ہوا کمرے میں

گیا اور اس نے ہینڈل کو کھینچ لیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے واپس کار کی طرف آیا۔ کار بُری طرح لرز رہی تھی۔ وہ شاید بریک پیڈل کی وجہ سے رکی ہوئی تھی۔ عمران نے اندر داخل ہو کر اس کا دروازہ بند کیا اور پھر فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

"چلو چھوڑو پیڈل" ____ عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر نے پیڈل سے پیر ہٹا لیا۔ دوسرے لمحے کار کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ وہ اتنی تیز رفتاری سے آگے بڑھی کہ ان سب کے جسم کانپنے لگ گئے۔ واقعی شٹل کار کی رفتار خوف ناک حد تک تیز تھی۔

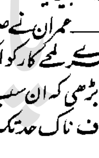

"باس ____ سپیشل گارڈ کے آٹھ آدمی آپ کی ہدایت کے مطابق تیار ہیں لیکن پہلی چوکی سے ابھی تک شٹل کار نہیں پہنچی" ____ سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ____ یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ میں نے پہلی چوکی کے انچارج کو اطلاع دے دی تھی۔ بہرحال میں پتہ کرتا ہوں" ____ نمبر ون نے جواب دیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"شٹل کار کو بھی ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے۔ اس لئے ابھی وہ کیسے پہنچ جاتی" ____ لیڈی ایگلز نے جو اس وقت نمبر ون کے دفتر میں ہی بیٹھی تھی تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ____ یہ ٹھیک ہے۔ چلو میں معلوم کر لیتا ہوں کہ انہوں نے شٹل کار بھیج دی ہے یا نہیں" ____ نمبر ون نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز سے ٹرانسمیٹر باہر نکال کر رکھا اور اس پر پہلی چوکی کی فریکوئنسی فٹ کر کے اس نے کالنگ کرنی شروع کر دی۔ لیکن کافی دیر تک مسلسل کوششوں کے باوجود جب دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو نمبر ون کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔ جب کہ لیڈی ایگلز بھی چونک کر سیدھی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"ایسا پہلی بار ہو رہا ہے کہ ہنگ جواب نہیں دے رہا" ____ نمبر ون نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چوکی نمبر دو کو کال کرو" ____ لیڈی ایگلز نے سرد لہجے میں کہا اور نمبر ون نے سر ہلاتے ہوئے تیزی سے فریکوئنسی بدلی اور پھر چوکی نمبر دو کو کال کرنا شروع کر دیا۔

"یس چیک پوسٹ نمبر دو چارج سپیکنگ اوور" ____ چند لمحوں بعد ہی چوکی نمبر دو سے جواب ملا۔

"نمبر ون سپیکنگ ____ چوکی نمبر ایک سے کال کا جواب نہیں مل رہا اوور" ____ نمبر ون نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب ____ کچھ دیر پہلے شٹل کار تو گزری ہے۔ اگر آپ کہیں

توہیں آدمی بھیج کر پتہ کراؤں اوور" ـــــ چوکی نمبر دو کے انچارج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــ فوراً پتہ کرواؤ اور پھر مجھے کال کرواوور" ـــــ نمبر ون نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے باس ـــ میں ابھی پتہ کرا کر آپ کو کال کرتا ہوں اوور" ـــــ انچارج نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ نمبر ون نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"شٹل کار تو وہاں سے چل پڑی ہے لیکن ہنگ جواب کیوں نہیں دے رہا" ـــــ نمبر ون نے الجھے ہوئے لہجے میں لیڈی انگلز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"حیرت انگیز بات ہے۔ میرا خیال ہے کچھ گڑبڑ ہے" ـــــ لیڈی انگلز نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"سرنگ میں کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے جب کہ سیڈ فارم سے کسی گڑبڑ کی اطلاع نہیں ہے" ـــــ نمبر ون نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ لیڈی انگلز کوئی جواب دیتی۔ ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور نمبر ون نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـــ شیرف ٹونی کالنگ نمبر ون اوور" ـــــ بٹن آن ہوتے ہی ٹونی کی آواز گونج اٹھی۔

"یہ کال تو سیڈ فارم سے کی جا رہی ہے۔ مگر ٹونی یہاں سے کیوں

بات کر رہا ہے" ـــــ نمبر ون نے ڈائل پر فریکوئنسی دیکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر اس نے بات کرنے والا سوئچ آن کرتے ہوئے کہا۔

"یس ـــ نمبر ون سپیکنگ اوور" ـــــ نمبر ون کے لہجے میں الجھن نمایاں تھی۔

"سر ـــ سیڈ فارم میں شدید گڑبڑ ہوئی ہے۔ منیجر مائیکل کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اور سٹور انچارج سٹور نمبر تین میں بے ہوش پڑا ہوا ملا ہے۔ مجھے فارم کے سیکورٹی انچارج نے اطلاع دی۔ چنانچہ میں نے یہاں آ کر تمام چیکنگ کی تب سٹور انچارج ملا ہے اوور" ـــــ ٹونی نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کس نے مائیکل کو ہلاک کیا ہے اوور" ـــــ نمبر ون کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"جناب ـــ سٹور انچارج نے ہوش میں آ کر بتایا ہے کہ وہ حسب معمول سٹور نمبر تین میں چیکنگ کے لئے گیا تو وہاں سات آٹھ ایشیائی آدمی موجود تھے۔ جنہوں نے اسے سر پر ضرب مار کر بے ہوش کر دیا۔ اس سے پہلے وہ لیبارٹری کے راستے کے بارے میں معلومات طلب کر رہے تھے اوور" ـــــ ٹونی نے جواب دیا۔

"اوہ ـــ اس کا مطلب ہے مجرم نہ صرف سیڈ فارم میں داخل ہوئے ہیں بلکہ وہ وہاں سے سرنگ میں بھی داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

"مائیکل کو مرے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے اوور" ـــــ نمبر ون

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

نے کہا۔

"اُسے تقریباً پون گھنٹہ ہو چکا ہے اوور"۔۔۔۔۔ ٹونی نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ مگر مائیکل سے آدھا گھنٹہ قبل میری بات ہوئی ہے۔ تم سیڈ فارم کے سب ملازموں کو گرفتار کر لو۔ خاص طور پر سیکورٹی انچارج کو ۔۔۔ کیوں کہ سٹور نمبر تھری میں مجرموں کی موجودگی کا مطلب ہے کہ وہ گٹر کے راستے اندر داخل ہوئے ہیں اور اس کے لئے گٹر میں لگا ہوا خصوصی نظام خاص طور پر بند کیا گیا ہو گا۔ اور دوسری بات یہ کہ شاید مجرم واپس سیڈ فارم میں آئیں تو انہیں تم نے گرفتار کرنا ہے یا گولی مار دینی ہے اوور"۔۔۔۔۔ نمبر ون نے ٹونی کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب اوور"۔۔۔۔۔ ٹونی نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔۔۔ نمبر ون نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن آف کیا ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور نمبر ون نے پھرتی سے ایک بار پھر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ۔۔۔ جارج کالنگ اوور"۔۔۔۔ بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے چوکی نمبر دو کے انچارج جارج کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ نمبر ون سپیکنگ اوور"۔۔۔۔ نمبر ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔۔ غضب ہو گیا ۔۔۔۔ چوکی نمبر ایک کے تمام آدمی

ہلاک ہو گئے ہیں۔ ان کی لاشیں وہاں بکھری پڑی ہیں اوور"۔۔۔۔ جارج نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تو پھر شٹل کار کیسے چل پڑی اوور"۔۔۔۔ نمبر ون نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں جناب ۔۔۔۔ شٹل کار تو میرے سامنے گزری ہے اوور"۔۔۔۔ جارج نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ تم ہوشیار رہو۔ سرنگ میں مجرم داخل ہوئے ہیں اور انہوں نے ہی چوکی نمبر ایک کے گارڈوں کو ہلاک کر کے شٹل کار حاصل کی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ واپس لوٹیں تو تم نے انہیں ہلاک کرنا ہے اور باقی چوکی والوں کو بھی ہوشیار کر دو۔ چاہے اس کے لئے تمہیں شٹل کار کو ہی کیوں نہ تباہ کرنا پڑے اوور"۔۔۔۔ نمبر ون نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس اوور"۔۔۔۔ جارج نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ نمبر ون نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار نمایاں تھے۔

"اس کا مطلب ہے اس وقت مجرم شٹل کار میں سوار لیبارٹری کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں"۔۔۔۔ لیڈی اینگرز نے سرد لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ۔۔۔ اور میں حیران ہوں کہ یہ مجرم کوئی مافوق الفطرت لوگ ہیں۔ جو اتنے انتظامات کے باوجود بھی اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں"۔۔۔۔ نمبر ون نے کہا۔

"اس شٹل کار کو راستے میں ہی تباہ ہونا چاہیئے ہر قیمت پر ۔" ——
لیڈی ایگزنے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
"میڈم —— شٹل کار ایک بار وہاں سے چل پڑے تو اُسے راستے میں روکا نہیں جا سکتا۔ صرف شٹل کار میں موجود افراد ہی بریک پیڈل لگا کر اُسے روک سکتے ہیں۔ اور اس کی سپیڈ اتنی تیز ہے کہ چلتے ہوئے اس پر نہ ہی فائرنگ ہو سکتی ہے اور نہ ہی اُسے بم سے تباہ کیا جا سکتا ہے ۔" —— نمبر ون نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
"کیا شٹل کار کو واپس لے جایا جا سکتا ہے ۔" —— لیڈی ایگز نے پوچھا۔
"نہیں —— جب تک وہ لیبارٹری گیٹ پر نہ پہنچ جائے اس کی میگنٹ رو کو پلٹایا نہیں جا سکتا ۔" —— نمبر ون نے جواب دیا۔
"اس کا مطلب ہے مجرم اس شٹل کار کے ذریعے لازماً لیبارٹری گیٹ تک پہنچ جائیں گے۔ وہاں پہنچتے ہی اس کار کو بم سے اڑا دیا جائے تو یہ مجرم ہلاک ہو سکتے ہیں ۔"
"جی ہاں —— لیبارٹری گیٹ پر انہیں آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے ۔ ویسے مجھے مجرموں کی بے وقوفی پر حیرت ہو رہی ہے۔ سرنگ کراس کرنے کے باوجود وہ ہماری مرضی کے بغیر لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے پھر اس طرح ان کی آمد کا تو سوائے ان کی موت کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا ۔" —— نمبر ون نے جواب دیا۔
"تو چلو ہمیں فوراً لیبارٹری گیٹ پر پہنچنا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ

خوف ناک مجرم لیبارٹری میں داخل ہو جائیں اور ہم بیٹھے یہاں باتیں ہی کرتے رہ جائیں ۔" —— لیڈی ایگزنے کرخت لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں اٹھ کر آگے پیچھے چلتے ہوئے تیزی سے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

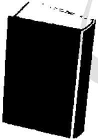

"عمران صاحب —— حالات بالکل ہمارے خلاف جا رہے ہیں اس طرح اندھا دھند ہم اتنی بڑی لیبارٹری میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں اور اگر ہو بھی جائیں تو لیبارٹری کے تباہ ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارا بھی حشر عبرت ناک ہوگا ۔" —— صفدر نے قریب بیٹھے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
اس وقت وہ شٹل میں سفر کر رہے تھے اور شٹل خوف ناک حد تک تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اس حیرت انگیز سرنگ میں آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔
"تمہارا تجربہ اپنی جگہ درست ہے لیکن بعض مواقع پر اندھا دھند اقدامات کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں ہوتا ۔ بہرحال جب اوکھلی میں سر

دے دیا ہے تو پھر موسلوں سے کیا ڈرنا" ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا تو خیال ہے اس بار موسلے ہمارا سر پچکا کر ہی چھوڑیں گے" ـــــ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"باقی لوگوں کی تو مجھے فکر نہیں البتہ تنویر کا مسئلہ ہے جب پچکا ہوا سر لے کر واپس جائے گا تو جولیا نے تو اُسے گھاس بھی نہیں ڈالنی اور اگر ڈال بھی دے تو یہ پچکے ہوئے منہ سے کیسے کھائے گا" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سوائے تنویر کے سب ہنس پڑے۔ ان کے چہروں پر چھایا ہوا تناؤ عمران کی بات سے ختم ہو گیا۔

"یہ ایکسٹو بھی بالکل ہی پاگل ہے جس نے تم جیسے احمق کو سر پہ چڑھا رکھا ہے۔ اب دیکھو خواہ مخواہ پوری ٹیم تمہاری حماقت کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتر جائے گی" ـــــ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو ـــــ یہاں ایک جولیا نہیں مانتی۔ وہاں اللہ تعالیٰ ستر حوریں دے دے گا۔ عیش کرنا" ـــــ عمران نے جواب دیا اور تنویر بُرا سا منہ بنا کر خاموش ہو رہا۔ اُسے شاید اس وقت آنے والے حالات کے متعلق تشویش لاحق تھی۔

"ویسے عمران صاحب ـــــ اب پروگرام کیا ہے کچھ ہمیں بھی پتہ تو چلے۔ ہم تو اس کٹھ پتلیوں کی طرح آپ کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں" ـــــ صفدر نے پوچھا۔

"دیکھو صفدر ـــــ مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اس لیبارٹری کو تباہ

کرنا ہے۔ یہاں ایک ایسا بم تیار ہو رہا ہے جو پوری انسانیت کے لئے خطرناک ہے۔ لیکن یہ لیبارٹری اس انداز میں بنائی گئی ہے کہ یہاں تک پہنچنا ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ اس لئے ہمیں اس انداز میں اس میں داخل ہونا پڑ رہا ہے ـــــ بہرحال وہاں پہنچ کر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ سب سے پہلے ہم نے میک اپ باکس کی تلاش کرنی ہے کیونکہ اس کے بغیر حالات ہم سے نہیں سنبھل سکتے۔ اب آگے کیا ہو گا اس کے بارے میں سوچنا فضول ہے۔ ہمارا کام صرف کوشش کرنا ہے۔ اور وہ ہم کر رہے ہیں" ـــــ عمران نے سنجیدہ ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہو سکتا ہے ہمارا اس طرح داخلے کا علم لیبارٹری والوں کو ہو چکا ہو۔ اس لئے ہمیں شٹل رکتے ہی گھیرا جا سکتا ہے یا پھر یہ شٹل ہی تباہ کی جا سکتی ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سب خاموش ہو رہے۔ کیونکہ ظاہر ہے اس کے علاوہ کسی کے پاس کوئی اور جواب بھی تو نہ ہو سکتا تھا۔

عمران بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔ شٹل کو حرکت میں آئے ہوئے پچاس منٹ گزر چکے تھے۔ اور عمران جانتا تھا کہ دس منٹ بعد شٹل لیبارٹری گیٹ پر پہنچ جائے گی اور اس کے بعد موت کا کھیل شروع ہو جائے گا۔ اندھا کھیل جس کا بظاہر شکار وہ خود ہی معلوم ہو رہے تھے۔

پھر جیسے ہی گھنٹہ پورا ہونے میں پانچ منٹ بقایا رہ گئے تو عمران

نے صفدر کو بریک پیڈل دبانے کا اشارہ کیا اور صفدر نے بریک پیڈل پر پوری قوت سے دباؤ ڈال دیا۔ بریک پیڈل دبتے ہی شٹل کار کو زوردار جھٹکا لگا اور پھر اس کی رفتار یکدم آہستہ ہوتی چلی گئی۔ تین چار زبردست جھٹکے کھانے کے بعد شٹل آہستہ آہستہ رک گئی۔

"چلو ہمیں باہر نکلنا ہے ------ صفدر ------ تم اس پیڈل کو دبائے رکھو جب ہم سب باہر آجائیں تو تم نے پیڈل چھوڑتے ہی باہر چھلانگ لگانی ہے" ------ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ اس نے ساتھ والا دروازہ کھول دیا تھا۔ اور پھر عمران سمیت سب کے باہر نکل جانے کے بعد صفدر نے ایک لات دروازے کے کونے پر رکھی اور دوسرے لمحے اس نے اپنے جسم کو باہر کی طرف جھکایا اور بریک پیڈل پر سے پیر ہٹا کر وہ قلابازی کھا کر باہر جا گرا۔ بریک پیڈل سے پیر ہٹتے ہی شٹل کار ایک جھٹکا کھا کر انتہائی رفتار سے آگے بڑھ گئی۔ اور صفدر قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"ویل ڈن صفدر" ------ عمران نے اسے شاباش دیتے ہوئے کہا۔ سرنگ کافی دور تک سیدھی چلی گئی تھی اس کے بعد مڑ جاتی تھی۔ شٹل کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی۔ اور پھر موڑ پر جا کر گھوم کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

"آؤ جلدی کرو" ------ عمران نے بھی اس موڑ کی طرف دوڑتے ہوئے کہا۔ اور باقی لوگ بھی اس کی پیروی کرنے لگے۔ اور پھر جیسے ہی وہ سب اس موڑ کے پاس پہنچے۔ اچانک ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ اسی لمحے انہیں دور سے ہی ایک زوردار دھماکے کی آواز

سنائی دی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی بم پھٹا ہو۔

"میرا خیال ہے شٹل کار تباہ کر دی گئی ہے" ------ عمران نے موڑ پر رکتے ہوئے کہا اور پھر موڑ سے جھانکتے ہی انہیں تھوڑی دور شٹل کار جلتی ہوئی نظر آگئی۔ اس کے پرزے ساری سرنگ میں بکھرے ہوئے تھے۔ سرنگ کا یہاں اختتام تھا۔ اس کے بعد ٹھوس دیوار نظر آرہی تھی۔

"ہوشیار ------ یہ لوگ یقیناً دیوار ہٹا کر شٹل کار کو دیکھنے آئیں گے۔ اس وقت ہم نے فائرنگ کرتے ہوئے اندر داخل ہونا ہے" عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور ان سب نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں سنبھال لیں۔

اور پھر چند لمحوں بعد ہی واقعی اسی طرح ہوا۔ دیوار درمیان میں سے ہٹ گئی اور پھر چار مسلح افراد اس میں سے نکل کر تیزی سے شٹل کار کی طرف بڑھتے چلے آئے۔ اب دیوار کی دوسری طرف ایک کمرہ سا نظر آرہا تھا۔ جس کی دیوار پر مختلف بٹن نظر آرہے تھے۔ عمران نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بم نظر آنے لگ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ بم کمرے کی طرف اچھال دیا۔

"فائر" ------ عمران نے بم پھینکتے ہی چیخ کر کہا اور اس کے ساتھیوں کی مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے فضا گونج اٹھی۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور جس جگہ کمرہ تھا وہاں دھواں ہی دھواں سا چھا گیا۔ وہ چاروں آدمی مشین گنوں کی گولیوں کا شکار ہو چکے تھے۔

"آؤ" ـــــــ عمران نے دھماکہ ہوتے ہی کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے اس دھوئیں میں گھستے چلے گئے۔

دھوئیں اور گرد کی وجہ سے انہیں بظاہر کچھ نظر نہ آرہا تھا۔ لیکن عمران نے ایک طرف جاتی ہوئی راہداری دیکھ لی جس میں اُسے کچھ لوگوں کی جھلک بھی دکھائی دی اور عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا فائر کھول دیا۔ راہداری میں چیخیں سی ابھریں اور عمران اُسی طرح فائرنگ کرتا ہوا اس راہداری میں دوڑتا چلا گیا ـــــــ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ راہداری کے آخر میں ایک موڑ تھا۔ جیسے ہی وہ وہاں پہنچے۔ اچانک ان کے قدموں کے قریب کوئی چیز آگری۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے وہ لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے۔ ان کے جسم یوں مفلوج ہو گئے تھے کہ چاہنے کے باوجود حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اور ظاہر ہے اس کے بعد بے بسی کی موت ان کا مقدر بن چکی تھی۔

لیڈی ایگزز اور ہمبرڈن جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے وہاں موجود افراد احتراماً کھڑے ہو گئے۔

"راجر ـــــ شٹل کاک پہنچ گئی" ـــــــ ہمبرڈن نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں جناب ـــــ ابھی تک تو نہیں پہنچی" ـــــ راجر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کمرے میں ایک بڑی سی مشین تھی۔ جس کے سامنے دو آدمی سفید کوٹ پہنے موجود تھے۔ جب کہ راجر ایک طرف میز کرسی لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ میز کے ساتھ چار کرسیاں موجود تھیں۔ ہمبرڈن اور لیڈی ایگزز ان کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ مشین کے اوپر ایک بڑی سی سکرین نصب تھی جس سے ایک کمرے کا منظر نظر آرہا تھا ـــــــ جس کی دیواروں پر بے شمار بٹن نظر آرہے تھے۔ یہ کمپیوٹر چیکنگ روم تھا۔ اس میں سے گزرنے والا مشینی طور پر چیک ہو جاتا تھا۔ اور جب کمپیوٹر اُسے اوکے کرتا تو پھر کمرے میں موجود مشین کے ذریعے اُسے اس کمرے سے متعلقہ راہداری میں پہنچا دیا جاتا۔

"شٹل کار تمہاری سکرین پر کس وقت آتی ہے" ـــــ نمبر ون نے پوچھا۔

"جیسے ہی وہ موڑ مڑے گی سکرین پر ظاہر ہو جائے گی" ـــــ راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ـــــ شٹل کار میں مجرم بیٹھ کر لیبارٹری میں آ رہے ہیں۔ اس لئے ہم نے اس شٹل کار کو یہاں پہنچتے ہی تباہ کر دینا ہے۔ تاکہ مجرموں کا اکٹھے ہی خاتمہ ہو سکے۔ تم فوری طور پر اس کا انتظام کرو" نمبر ون نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"شٹل کار تباہ کرنی ہے" ـــــ راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــ جلدی کرو ـــــ سوچو مت" ـــــ نمبر ون نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"بہتر سر" ـــــ راجر نے کہا اور پھر بھاگتا ہوا وہ اس مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے مختلف بٹن دبائے اور ایک راڈ گھما کر اس نے ایک ہینڈل پر ہاتھ رکھ لیا۔ لیڈی ایگلز اور نمبر ون کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ اس لئے مطمئن تھے کہ انہیں معلوم تھا۔ کہ مجرم چاہے کچھ بھی کیوں نہ کر لیں وہ ان کی مرضی کے بغیر لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے ـــــ اور لیبارٹری میں داخل نہ ہونے کے بعد ظاہر ہے وہ زیادہ سے زیادہ واپس بھاگیں گے۔ جب کہ سرنگ میں موجود چوکیوں کے مسلح افراد ان کا خاتمہ آسانی سے کر سکتے ہیں۔

اور پھر چند لمحوں بعد ہی سکرین پر شٹل کار نظر آئی اور پلک جھپکنے میں وہ دیوار کے قریب آ کر آہستہ ہونے لگی۔

"اڑا دو" ـــــ نمبر ون نے چیخ کر کہا اور راجر نے بجلی کی سی تیزی سے ہینڈل کو کھینچ لیا۔ ہینڈل کھینچتے ہی دیوار میں سے ایک میزائل نکلا اور سیدھا شٹل کار سے جا ٹکرایا۔ دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور شٹل کار کے پرزے سرنگ میں بکھرتے چلے گئے۔ اور اس کی باقی ماندہ باڈی کو آگ لگ گئی۔

"ویری گڈ شو" ـــــ نمبر ون اور لیڈی ایگلز نے بیک وقت چیختے ہوئے کہا۔

"اب چار آدمی بھیجو جو ان کی لاشیں اٹھا لائیں" ـــــ لیڈی ایگلز نے کہا اور راجر نے مشین کا ایک بٹن دباتے ہوئے یہی حکم دوہرا دیا۔ چند لمحوں بعد انہیں سکرین پر دیوار ہٹتی نظر آئی اور اس کمرے میں سے چار مسلح آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے تیزی سے شٹل کار کی طرف بڑھتے نظر آئے۔ ابھی وہ شٹل کار کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اچانک موڑ پر سے کوئی چیز اڑتی ہوئی آئی اور اس کمپیوٹر روم میں آ گری جو دیوار ہٹنے سے ظاہر ہوئی تھی ـــــ اور اس کے بعد بیک وقت دو چیزیں سامنے آئیں۔ خوفناک دھماکے سے کمپیوٹر روم اڑتا چلا گیا اور ساتھ ہی مشین گنیں چلنے اور ان چار آدمیوں کے گرنے کا منظر نظر آیا۔ اس کے ساتھ ہی سکرین پر دھواں سا پھیلتا چلا گیا۔

"اوہ ـــــ کمپیوٹر روم اڑ گیا" ـــــ راجر نے حیرت سے چیختے

ہوئے کہا اور اس نے تیزی سے مشین کے مختلف بٹن دبائے اور ایک ناب کو گھمایا تو دھوئیں کی تہہ پتلی ہوتی نظر آئی۔

نمبر وَن اور لیڈی ایگزد کمپیوٹر روم کے اٹھتے ہی بوکھلا کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھیں پھٹی پڑ رہی تھیں۔ اور پھر سکرین پر انہوں نے آٹھ مسلح افراد کو تیزی سے دوڑ کر دھوئیں میں داخل ہوتے دیکھا۔ اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے دائیں طرف مڑے اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور دائیں طرف کی راہداری میں موجود دو افراد زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔

"انہیں مار ڈالو ——— ختم کر دو" ——— نمبر وَن نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے راجر نے بڑی پھرتی سے مختلف بٹن دبائے اور پھر ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے راہداری میں ان حملہ آوروں کے قدموں میں کوئی چیز گر کر پھٹی اور پھر وہ سارے یوں زمین پر گرتے چلے گئے جیسے ان کے جسم مفلوج ہو گئے ہوں۔

"باس ——— اس راہداری میں انہیں یہاں سے صرف مفلوج کیا جا سکتا تھا۔ وہ میں نے کر دیا ہے۔ لیکن اس کا اثر صرف دس منٹ تک رہے گا" ——— راجر نے مڑ کر نمبر وَن اور لیڈی ایگزد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ——— آدمی بھیج کر ان کا خاتمہ کر دو فوراً" ——— نمبر وَن نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— انہیں بلیو روم میں لے چلو۔ میں انہیں تڑپا تڑپا کر ماروں گی۔ ان لوگوں نے میرے ساتھیوں کا خاتمہ کیا ہے۔ ان کی موت آسان

نہیں ہونی چاہیئے" ——— لیڈی ایگزد نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مگر میڈم یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ ان کی فوری موت ہی ہمارے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ ٹھیک ہوتے ہی ہمارے لئے پھر خطرہ نہ بن جائیں" ——— نمبر وَن نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"نمبر وَن ——— تم میری توہین کر رہے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ لیڈی ایگزد کسے کہتے ہیں۔ میں ان مجرموں سے نپٹنا اچھی طرح جانتی ہوں" ——— لیڈی ایگزد نے انتہائی درشت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے راجر ——— چیف باس کے حکم کی تعمیل کرو" ——— نمبر وَن نے شکست خوردہ لہجے میں راجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور راجر نے مشین کا ایک بٹن دبا کر وہی حکم آگے دہرا دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد بارہ آدمی راہداری میں داخل ہوتے دکھائی دیئے۔ انہوں نے زمین پر پڑے ہوئے حملہ آوروں کو اٹھا کر کندھوں پر لادا اور راہداری سے باہر نکل گئے۔

"راجر ——— فوری طور پر کمپیوٹر روم کی مرمت کراؤ اور نظام ٹھیک کراؤ" ——— نمبر وَن نے راجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر باس ——— بہرحال اس میں دو دن لگ جائیں گے اور کچھ سامان ویزویلا سے منگوانا ہو گا" ——— راجر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے کرو۔ اور سٹور روم سے دوسری شٹل کار منگوا لو۔ اور چیک کی نمبر وَن پر دس اور آدمی بھیج دو۔ وہاں موجود لاشوں کو

ٹھکانے لگوا دو" ــــــ نمبر وَن نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ــــــ میں سب انتظام کر لیتا ہوں" ــــــ راجر نے جواب دیا۔

"آیئے میڈم چلیں ــــــ یہ لوگ بلیو روم میں پہنچ گئے ہوں گے" نمبر وَن نے مڑ کر لیڈی ایگلز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم اپنے دفتر میں جا کر ٹونی کو ہدایات دو۔ ان سے میں نپٹ لوں گی" ــــــ لیڈی ایگلز نے کمرے سے باہر نکلتے ہی نمبر وَن کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"جی فرمایئے ــــــ کیا احکامات دینے ہیں" ــــــ نمبر وَن نے پوچھا۔

"ٹونی کو باقاعدہ شیرف کے عہدے پر ترقی دے دو۔ اُسے کہہ دو کہ وہ سیڈ فارم پر پوری تحقیقات کرے اور جو لوگ ان لوگوں کے وہاں داخلے کے قصوروار پائے جائیں انہیں گولی سے اڑا دیا جائے۔ اس سلسلے میں ٹونی کو مکمل اختیارات ہوں گے۔ اور آئندہ کے لئے سیڈ فارم میں منیجر اور سیکورٹی انچارج وغیرہ تم خود لیبارٹری سے تعینات کر کے بھیج دینا" ــــــ لیڈی ایگلز نے راہداری میں چلتے ہوئے تفصیلی احکامات دیئے۔

"بہتر میڈم ــــــ آپ کے احکامات کی تعمیل ہو گی" ــــــ نمبر وَن نے جواب دیا۔

"تم ان احکامات سے فارغ ہو کر بلیو روم میں آجانا۔ اور پھر دیکھنا کہ لیڈی ایگلز کے ہاتھوں ان لوگوں کی موت کیسے واقع ہوتی ہے"

لیڈی ایگلز نے بڑے سفاک لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم ــــــ میں آجاؤں گا" ــــــ نمبر وَن نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر چند قدم بعد ہی اس کا دفتر آگیا اور وہ لیڈی ایگلز سے علیحدہ ہو کر اپنے دفتر میں داخل ہو گیا۔ جب کہ لیڈی ایگلز تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بلیو روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی سے اس تصور سے ہی محظوظ ہو رہی تھی کہ وہ کس طرح ان حملہ آوروں کو تڑپا تڑپا کر مارے گی۔

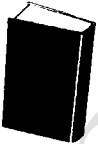

بلیو روم میں لکڑی کی آٹھ بنچیں ایک قطار میں پڑی ہوئی تھیں اور ان سب پر عمران اور اس کے ساتھی پشت کے بل لیٹے ہوئے تھے ان بنچوں کے ساتھ چمڑے کے مضبوط بلٹیں منسلک تھیں۔ اور ان بلٹوں کے ذریعے ان سب کو اچھی طرح سے باندھ دیا گیا تھا۔ ان کے جسم مفلوج تھے صرف وہ سوچ سکتے تھے۔ دیکھ سکتے تھے لیکن حرکت کرنے سے قطعاً معذور تھے۔ کمرے میں دس کے قریب سٹین گنوں سے مسلح افراد دیواروں

کے ساتھ پشت لگائے کھڑے تھے۔ سٹین گنیں انہوں نے ہاتھوں میں یوں پکڑ رکھی تھیں کہ ایک لمحے میں وہ ان پر فائر کھول سکتے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی بنچوں پر خاموش پڑے ہوئے تھے۔ عمران کی آنکھیں بند تھیں وہ شاید کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔

اچانک کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور لیڈی ایگلز اندر داخل ہوئی اس کے اندر داخل ہوتے ہی کمرے میں موجود سب سٹین گن بردار چوکنے ہو گئے۔ لیڈی ایگلز کی آنکھوں میں وحشیانہ چمک تھی۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ان کے قریب آ کر رک گئی۔ عمران کی نظریں لیڈی ایگلز پر جمی ہوئی تھیں۔ لیڈی ایگلز کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ابھر آئی تھی۔ ایک ایسی چمک جیسے ڈوبتے کو اچانک ساحل نظر آ جائے۔

"کیا تم بول سکتے ہو"۔۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں کرختگی تھی۔

"صرف مردانی آواز میں بول سکتے ہیں"۔۔۔۔۔ اچانک عمران نے جواب دیا اور لیڈی ایگلز چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ باقی لوگ خاموش پڑے رہے۔

"تم نے میرے ساتھیوں کو قتل کیا ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری موت عبرت ناک ہونی چاہیئے۔ اور تم دیکھنا کہ تمہاری موت کیسی عبرت ناک ہوتی ہے"۔۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"تم لیڈی ایگلز کہلاتی ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔۔۔ میں لیڈی ایگلز ہوں جس کا نام سن کر ہی دشمن دہشت سے مر جاتے ہیں"۔۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہارا اصلی نام تو اس سے بھی زیادہ خوب صورت ہے۔ لیڈی اسمارا۔ کیا میٹھا نام ہے۔ کاش راک فیلر زندہ ہوتا تو وہ تمہیں کبھی نام نہ بدلنے دیتا"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور راک فیلر کا نام سنتے ہی لیڈی ایگلز لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔ وہ یوں چونک کر عمران کو دیکھنے لگی جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔

"تم کون ہو اور میرے اصلی نام اور راک فیلر سے کیسے واقف ہو"۔ لیڈی ایگلز کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"میرا نام عمران ہے۔ اگر راک فیلر زندہ ہوتا تو وہ کم از کم ہمیں اس طرح تمہارے سامنے پڑا ہوا کبھی برداشت نہ کرتا"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے تاثر انگیز لہجے میں رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران"۔۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے غور سے عمران کی شکل دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اسے اپنے ماضی میں پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔

"تمہیں یقیناً وہ وقت یاد ہو گا جب فلاڈیلفا کے چڑیا گھر کے خونی مگرمچھوں کے تالاب میں راک فیلر گر پڑا تھا۔ اور اس سے پہلے کہ راک فیلر کو یہ آدم خور مگرمچھ کھا جاتے کہ۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔ عمران نے اسے یاد دلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تو تم وہی علی عمران ہو۔ جو آکسفورڈ میں پڑھتا تھا۔ اور تم نے اپنی جان پر کھیل کر راک فیلر کو بچا لیا تھا۔ آہ اب مجھے یاد آگیا۔ اوہ راک فیلر تو تمہاری دوستی میں دیوانہ تھا۔ آہ تم راک فیلر کے دوست علی عمران ہو۔ جس کے متعلق راک فیلر نے مرتے ہوئے وصیت کی تھی کہ میرا انتقام وہی لے گا اور جب تمہیں اطلاع ملی تو تم اس خوف ناک غنڈے شمعون سے ٹکرا گئے۔ اور تم نے اُسے اس طرح مارا کہ پوری دنیا کو معلوم ہو گیا کہ راک فیلر کا انتقام لے لیا گیا ہے" ـــــ لیڈی ایگلز نے یوں کہا جیسے اس کے سامنے ماضی کی فلم چل رہی ہو۔ اس کی آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں اور چہرے پر وحشت کی بجائے معصومیت کا تاثر نمایاں تھا۔

"ہاں ـــــ میں وہی علی عمران ہوں۔ لیڈی اسمارا تمہارے شوہر راک فیلر کا وہی دوست" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"مم ـــــ مگر اب تم مجرم ہو۔ اس لیبارٹری کو اڑانے آئے ہو۔ جس کی میں چیف باس ہوں۔ جس کی حفاظت میری ذمہ داری ہے۔ کاش! تم مجھے اس حالت میں نہ ملتے۔ کاش! تم کسی اور روپ میں مجھے ملتے تو میں تمہارے پیر دھو کر پیتی" ـــــ لیڈی ایگلز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"تم شاید یہ سوچ رہی ہو کہ میں تمہیں پچھلے تعلقات کا واسطہ دے کر تم سے رحم کی بھیک مانگ رہا ہوں۔ نہیں علی عمران کبھی کسی سے بھیک نہیں مانگتا۔ میں تو صرف اتنا کہہ رہا تھا کہ تمہارا اصل نام تمہارے اس نام سے زیادہ خوب صورت تھا۔ البتہ تمہیں دیکھنے کے بعد میں نے

راک فیلر کی روح سے یہ وعدہ ضرور کر لیا ہے کہ میں تمہیں جان سے نہیں ماروں گا۔ راک فیلر کی خاطر تمہاری جان بخش دوں گا۔ اور یہ میرا وعدہ ہے۔ جہاں تک اس لیبارٹری کا تعلق ہے۔ اس میں ایکس بم تیار کیا جا رہا ہے۔ جو پوری انسانیت کے لئے بھیانک خطرہ ہے۔ اسے تباہ ہونا ہے ہر قیمت پر" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اسی حالت میں یہ باتیں کر رہے ہو۔ جب کہ تم میرے سامنے لاش کی صورت میں پڑے ہو۔ میرے ایک اشارے پر تمہارا مفلوج جسم ٹکڑوں میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ لیکن نہیں! تمہارے راک فیلر پر میرے شوہر پر بڑے احسان ہیں۔ اور ان احسانات کا بدلہ صرف اسی طرح اتارا جا سکتا ہے کہ میں تمہیں جان سے نہیں ماروں گی صرف تمہاری ایک ٹانگ اور ایک بازو کو کاٹ دیا جائے گا۔ تمہاری ایک آنکھ نکال دی جائے گی تمہارا آدھا چہرہ تیزاب سے گلا دیا جائے گا۔ اور تمہارے آدھے جسم سے کھال نوچ لی جائے گی ـــــ لیڈی ایگلز تم پر صرف اتنا رحم کر سکتی ہے۔ حالانکہ اتنا رحم بھی لیڈی ایگلز کے لئے گالی کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن پھر بھی میں یہ رحم ضرور کروں گی کیوں کہ تم راک فیلر کے دوست ہو" ـــــ لیڈی ایگلز کے چہرے پر ایک بار پھر خشونت سی ابھر آئی۔

"ٹھیک ہے ـــــ تمہارا جو جی چاہے کرو۔ بہرحال میں اپنے وعدے پر قائم ہوں۔ تمہیں جان سے نہیں ماروں گا" ـــــ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"تم شاید موت کو سامنے دیکھ کر اپنے حواس میں نہیں رہے ۔۔۔۔ لیڈی ایگلز ناقابلِ تسخیر ہے۔ لیڈی ایگلز بذاتِ خود موت کا دوسرا نام ہے۔ اور اس کا ثبوت تم ابھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے تمہارے ساتھی تمہارے سامنے عبرت ناک موت مریں گے"۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے کمرے میں موجود سٹین گن برداروں کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

"سنو ۔۔۔ یہ اسلحہ رکھ دو اور اپنے خنجر نکال لو۔ اور اس عمران کو چھوڑ کر سب سے پہلے باقی لوگوں کی ایک آنکھ نکال دو۔ پھر ان کی انگلیاں کاٹ دو۔ پھر ان کے جسموں پر خنجر سے زخم ڈال دو۔ اور ان زخموں پر نمک چھڑک دو۔ اور ان کے ہاتھ پیر باندھ کر انہیں فرش پر تڑپنے کے لئے چھوڑ دو ۔۔۔۔ جب یہ تڑپ تڑپ کر تھک جائیں تو پیروں کی طرف سے ان کے جسم کاٹنے شروع کر دو۔ ہر زخم پہ نئے سرے سے نمک چھڑکو۔ اور یہ کارروائی اس وقت تک جاری رہے جب تک یہ مر نہ جائیں"۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے بڑے سرد لہجے میں سٹین گن برداروں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور سٹین گن برداروں نے فوراً ہی اپنی سٹین گنیں دیوار کے ساتھ رکھیں اور جیبوں سے خنجر نکال کر وہ عمران کے ساتھیوں کی طرف بڑھتے چلے آئے۔ ان کے چہروں سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ لیڈی ایگلز کے ایک ایک حکم کی باقاعدہ تعمیل کریں گے۔

"چلو دوستو ۔۔۔ بہت آرام ہو گیا"۔۔۔۔ اچانک عمران نے کہا اور دوسرے لمحے وہ یوں بنچ سے اچھلا جیسے اب تک اپنی مرضی

سے اس پر لیٹا ہوا ہو۔ اس کے جسم پر بندھی ہوئی بیلٹیں اچھل کر فرش پر جا گری تھیں۔ عمران کے ناخنوں میں موجود بلیڈوں نے کافی پہلے ہی بنچ کے نیچے سے ان بیلٹس کو کاٹ دیا تھا۔ بنچ پر لیٹنے کے کچھ منٹوں بعد ہی عمران کو محسوس ہو گیا تھا کہ اس کا جسم حرکت کر سکتا تھا۔ اور مفلوج کر دینے والی گیس کا اثر ختم ہو چکا ہے ۔۔۔۔ اور مردانی آواز میں بولنے کے الفاظ وہ خصوصی کوڈ تھے جو دراصل عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہے تھے۔ ان کا مطلب یہی تھا کہ وہ حملے کے لئے تیار ہو جائیں اور ظاہر ہے عمران کے ان الفاظ کے بعد انہوں نے بھی اپنے ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈ استعمال کر لئے۔ عمران نے لیڈی ایگلز کی توجہ اپنے ساتھیوں سے ہٹانے کے لئے اُسے باتوں میں الجھا لیا تھا ۔۔۔۔ چنانچہ وہی ہوا جیسے ہی عمران اچھلا اس کے تمام ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی اچھلے اور دوسرے لمحے کمرے کا نقشہ ہی بدل گیا۔ عمران نے چھلانگ لگاتے ہی بجلی کی سی تیزی سے سامنے کھڑی ہوئی لیڈی ایگلز کو چھاپ لیا۔ لیڈی ایگلز کو شاید خواب میں بھی یہ توقع نہ تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی اس طرح حرکت میں آجائیں گے ۔۔۔۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ذرا بھی جدوجہد نہ کر سکی۔ اور عمران نے ایک بازو اس کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کی کمر میں ڈال کر اُسے اپنے جسم کے آگے رکھ کر جکڑ لیا اور تیزی سے پیچھے ہٹتا ہوا دیوار کے ساتھ جا لگا۔ اس کے ساتھیوں نے زمین پر پیر رکھتے ہی بجلی کی سی تیزی سے خنجر بردار آدمیوں کو چھاپ لیا ۔۔۔۔ جب کہ تنویر نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھوں میں سٹین گن آگئی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ باقاعدہ لڑائی کا آغاز ہوتا۔ تنویر نے

سٹین گن کا فائر کھول دیا۔ اور کمرہ چیخوں سے گونج اٹھا۔ فیصلہ چند ہی لمحوں میں ہو گیا کیونکہ تنویر کے فائر کرتے ہی عمران کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے زمین پر گرتے چلے گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے ہی برسٹ میں لیڈی ایگلز کے ساتھی خون کی آبشاریں بہاتے ہوئے نیچے جا گرے۔

"اسے چھوڑ دو عمران" ____ تنویر نے سٹین گن کا رخ لیڈی ایگلز کی طرف کرتے ہوئے وحشت ناک لہجے میں کہا۔

"نہیں ____ میں اس کی جان بخشی کا وعدہ کر چکا ہوں" ____ عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور تنویر نے دانت بھینچتے ہوئے سٹین گن کا رخ بدل دیا۔ عمران کے ساتھیوں نے بھی سٹین گنیں اٹھا لیں۔

"تم دروازے پر کھڑے ہو جاؤ تنویر ____ اور جو اندر آئے اسے بھون ڈالو" ____ عمران نے چیخ کر تنویر سے کہا اور تنویر لپک کر دروازے کی سائیڈ میں رک گیا۔

"اسی لمحے باہر سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور تنویر نے سٹین گن کا رخ دروازے کی طرف کر کے فائر کھول دیا۔ باہر راہداری میں چیخوں کی آوازیں ابھریں اور پھر دروازے پر باہر سے گولیوں کی بوچھاڑ پڑی۔ اسی لمحے کسی نے چیخ کر کہا کہ کمرے کو بم سے اڑا دو۔

"تمہاری لیڈی ایگلز ہمارے قبضہ میں ہے۔ اگر تم اس کی جان بچانا چاہتے ہو تو ہم سے سودا کر لو" ____ اچانک عمران نے چیخ کر کہا۔

"نہیں ____ لیڈی ایگلز زندہ نہیں ہو سکتی۔ اڑا دو کمرے کو اڑا

دو" ____ باہر سے کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔

"ٹھہرو نمبر ون ____ میں زندہ ہوں" ____ اچانک لیڈی ایگلز نے خود ہی چیخ کر کہا۔

"رک جاؤ ____ لیڈی ایگلز زندہ ہے ____ رک جاؤ" ____ دوسرے لمحے اسی آواز نے چیخ کر کہا۔

"نمبر ون ____ اب بھی وقت ہے ہم سے سودا کر لو۔ ورنہ....." عمران نے لیڈی ایگلز کی گردن کے گرد لپٹے ہوئے بازو کو زور سے جھٹکا دیتے ہوئے کہا اور لیڈی ایگلز کے منہ سے بے اختیار کرب ناک چیخ نکل گئی۔

"رک جاؤ ____ لیڈی ایگلز کو کچھ مت کہو۔ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو" ____ باہر سے نمبر ون نے چیخ کر پوچھا۔

"ہم صحیح سلامت اس لیبارٹری سے باہر نکلنا چاہتے ہیں" ____ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ہم تیار ہیں ____ تم لوگ باہر آ جاؤ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں صحیح سلامت لیبارٹری سے باہر نکال دیا جائے گا" ____ نمبر ون نے فوراً ہی عمران کی شرط پر راضی ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم لیڈی ایگلز کو اپنے ہمراہ لے جائیں گے۔ اور اسے اس وقت چھوڑیں گے جب ہم لیبارٹری سے نکل کر محفوظ جگہ پر پہنچ جائیں گے" ____ عمران نے فوراً ہی جواب دیا۔

"تم لیڈی ایگلز کو چھوڑ دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں صحیح سلامت لیبارٹری سے نکال دیا جائے گا" ____ نمبر ون نے باہر سے جواب

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

دیتے ہوئے کہا۔

"سنو لیڈی اسمارا ــــ اگر تم راک فیلر کی روح کی قسم کھا کر وعدہ کرو کہ ہمیں صحیح سلامت لیبارٹری سے نکل جانے دو گی تو میں اب بھی تمہارے وعدے پر اعتبار کر سکتا ہوں" ــــ عمران نے لیڈی ایگلز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں راک فیلر کی روح کی قسم کھا کر وعدہ کرتی ہوں کہ لیبارٹری کے اندر تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا" ــــ لیڈی ایگلز نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اگر تم نے وعدہ خلافی کی تو پھر میں بھی راک فیلر سے کئے ہوئے اپنے وعدے سے دست بردار ہو جاؤں گا کہ تمہاری جان بخش دوں" ــــ عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا اور اس نے ایک جھٹکے سے لیڈی ایگلز کو آگے کی طرف دھکیل دیا۔

"کیا کر رہے ہیں عمران صاحب ــــ مجرموں کے وعدے کا کیا اعتبار" ــــ تنویر نے درشت لہجے میں کہا اور سٹین گن کی نال لیڈی ایگلز کے پہلو سے لگا دی۔

"پیچھے ہٹ جاؤ تنویر ــــ مجھے معلوم ہے لیڈی اسمارا اپنی جان دے سکتی ہے لیکن راک فیلر کی روح سے کیا ہوا وعدہ نہیں توڑ سکتی" عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر سر کو جھٹکتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ عمران کے تمام ساتھی اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ عمران نے حالات کو اپنے خلاف دیکھ کر لیبارٹری کی تباہی کی بجائے جانیں بچانے کا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے اتنی بڑی لیبارٹری کو

یوں کمرے میں کھڑے کھڑے تو تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر تباہ بھی کر دیا جائے تو ظاہر ہے ان کا اپنا انجام بھی سوائے موت کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ ذہنی طور پر عمران کے فیصلے کے حق میں تھے۔

"مطمئن رہو ــــ میں اپنے وعدے پر قائم ہوں۔ تمہیں لیبارٹری کے اندر کچھ نہیں کہا جائے گا" ــــ لیڈی ایگلز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

"نمبر ون ــــ ہم لوگ باہر آ رہے ہیں۔ میں وعدہ کر چکی ہوں کہ لیبارٹری میں انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اس لئے تم اپنے آدمیوں کو منع کر دو کہ وہ کوئی حرکت نہ کریں" ــــ لیڈی ایگلز نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے زور سے کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم" ــــ باہر سے آواز سنائی دی۔ اور لیڈی ایگلز انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔

"آؤ دوستو ــــ اب ہم لیڈی اسمارا کے مہمان ہیں" ــــ عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو آنکھ مارتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار مسکرا پڑے۔ اور پھر وہ دروازے سے باہر نکل کر راہداری میں آ گئے۔ راہداری مسلح افراد سے بھری ہوئی تھی۔ دروازے کے قریب ہی تین آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

"لاشیں اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دو" ــــ نمبر ون نے قریب موجود ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ بھی مڑ کر ان کے ہمراہ چل پڑا۔

"میڈم ——— یہ لوگ تو بندھے ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے کیسے آپ سب پر قابو پا لیا" ——— نمبر ون نے حیرت بھرے لہجے میں لیڈی ایگلز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں بھی اسی چکر میں مار کھا گئی۔ نجانے ان لوگوں نے کیا حربہ اختیار کیا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی خاموشی سے ان کے پیچھے چلے جا رہے تھے۔

"سنو ——— ہمیں بتاؤ کہ تم ہمیں کہاں لئے جا رہے ہو" ——— عمران نے چلتے چلتے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیبارٹری سے باہر" ——— لیڈی ایگلز نے مڑ کر کہا۔

"اتنی بھی کیا جلدی ——— اب جب کہ ہمارے درمیان یہ بات طے ہو گئی ہے کہ ہم نے لیبارٹری سے نکل جانا ہے۔ اور تم نے اس وقت تک ہمیں کچھ نہیں کہنا۔ تو پھر ہم اطمینان سے بھی جا سکتے ہیں" ——— عمران نے جواب دیا۔

"او کے ——— آؤ دفتر میں بیٹھتے ہیں۔ تم ایک گھنٹہ بعد جا سکتے ہو" ——— لیڈی ایگلز نے جواب دیا اور پھر اس نے نمبر ون کو سرگوشیانہ لہجے میں کچھ کہا اور نمبر ون سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

اور لیڈی ایگلز مڑ کر ایک کمرے کے دروازے میں داخل ہو گئی عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ یہ بہت بڑا کمرہ تھا۔ جو دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ لیڈی ایگلز نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود وہ واپس باہر نکل گئی۔

عمران غور سے کمرے کی دیوار پر لگے ہوئے ایک فریم کو دیکھنے لگا۔ جس میں ایک بڑا سا نقشہ سا بنا ہوا تھا لیکن اس پر کچھ عجیب سے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ یہ شاید لیبارٹری کی کسی مشین کا نقشہ تھا۔ کیوں کہ اس پر لکھی گئی تمام عبارت مخصوص ٹیکنیکل الفاظ میں لکھی گئی تھی۔ عمران کے ساتھی تو صوفوں پر بیٹھ گئے جب کہ عمران اس نقشے سے چپکا ہوا تھا۔

"آجاؤ اب کیا نقشے دیکھنے ——— خواہ مخواہ کی بھاگ دوڑ کرتے رہے" صفدر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ لیڈی ایگلز اندر داخل ہوئی۔

"تم نے بڑی زبردست لیبارٹری بنائی ہوئی ہے بہت ہی زبردست۔ میرے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ یہ لیبارٹری اتنی زبردست ہو سکتی ہے" عمران نے بڑے توصیفی لہجے میں لیڈی ایگلز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں برف کی تہہ میں یہ عظیم الشان لیبارٹری ایک بہت بڑا کارنامہ ہے" ——— لیڈی ایگلز نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ لیبارٹری کا نقشہ ہے" لیکن ظاہر ہے تم اس کی تفصیلات نہیں سمجھ سکتے" ——— لیڈی ایگلز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن یہ کونے میں لوند نما کیا چیز ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے چھوٹی سی گیند کونے سے چپک گئی ہو" ——— عمران نے نقشے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سیکورٹی سیل ہے۔ جس کی مدد سے وادی نمل کا جائزہ لیا جاتا

ہے۔ تمہاری جب ٹائیگر سے لڑائی ہوئی تو یہیں سے اس کی فلم اتاری گئی اور پھر تمہارے فوٹو ویز ڈیلا میں بھجوا دیئے گئے۔" ——— لیڈی ایگلز نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر ——— اوہ ——— ٹائیگر ہمارے ہاتھ سے بچ نکلا۔ ورنہ میں نے اس پر قابو پا لیا تھا۔" ——— عمران نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے میں نے ہلاک کر دیا تھا۔ وہ تمہیں برف میں پھینک کر یہ سمجھا تھا کہ اس نے تمہارا خاتمہ کر دیا ہے۔ جب کہ تم باہر آ گئے۔ اور وہ کیپسول نما گاڑی میں بیٹھ کر برف کی تہہ میں سفر کرتا ہوا سیکورٹی سیل تک پہنچ گیا ——— وہاں ایڈورڈ نے اس کی اس کیپسول نما گاڑی کا جائزہ لینے کے لئے اسے اندر داخل ہونے کا راستہ دے دیا۔ اور اور پھر اسے مفلوج کر کے یہاں لیبارٹری میں بھیج دیا گیا۔ اور یہاں میں نے اسے گولی مار دی۔" ——— لیڈی ایگلز نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

"دیکھو ——— اب ہم نے چلے تو جانا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ہمیں لیبارٹری کی سیر کرا دو۔" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"نہیں ——— یہاں ایسی حساس مشینیں ہیں کہ کوئی غیر آدمی اندر داخل نہیں ہو سکتا۔" ——— لیڈی ایگلز نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے مشینوں سے کیا لینا۔ ویسے ہی جنرل جائزے کی بات کر رہا ہوں۔" ——— عمران نے جواب دیا۔

"ہاں ——— جنرل سیر کرائی جا سکتی ہے۔" ——— لیڈی ایگلز نے جواب دیا۔

"ویری گڈ" ——— عمران نے جواب دیا۔

"آؤ میرے ساتھ ——— لیکن پہلے تمہیں اپنی مکمل تلاشی دینی ہو گی۔" ——— لیڈی ایگلز نے کہا۔

"بھئی جو کچھ ہے نکال کر رکھ دو۔" ——— عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور خود بھی اس نے جیب سے ایک ریوالور اور ایک خنجر نکال کر میز پر رکھ دیا۔ اس کی پیروی کرتے ہوئے سب نے اپنا اپنا اسلحہ باہر رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے مجھے اعتبار ہے۔ ویسے بھی تم غلط کوئی حرکت کر کے زندہ نہیں رہ سکتے۔ آؤ میرے ساتھ۔" ——— لیڈی ایگلز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میڈم ——— تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔" ——— باہر نکلتے ہی نمبر ون نے لیڈی ایگلز سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ اسی لمحے دروازے پر پہنچا تھا۔

"میں انہیں باہر سے سیر کرا آؤں۔ پھر دیکھتی ہوں۔" ——— لیڈی ایگلز نے جواب دیا اور نمبر ون کے چہرے پر سے یوں محسوس ہوا جیسے اسے لیڈی ایگلز کا یہ فیصلہ پسند نہ آیا ہو۔ لیکن وہ خاموش رہا۔

لیڈی ایگلز انہیں لیبارٹری میں گھماتی رہی۔ وہ بڑے فخریہ انداز میں ایک ایک چیز کے متعلق بتا رہی تھی۔ عمران نے دیکھا کہ ہر جگہ مسلح

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

آدمی بڑے چوکنے انداز میں موجود تھے۔ اور پھر لیڈی ایگلز جیسے ہی ایک راہداری میں مڑی عمران وہیں رک گیا اور جھک کر بوٹ کے تسمے باندھنے لگا۔ اس کے ساتھی اور لیڈی ایگلز آگے بڑھ گئے تھے۔ عمران نے پھرتی سے جراب کے اندر ہاتھ ڈال کر انگلیوں کو مخصوص انداز میں گھمایا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک چپٹی سی آ گئی ——— عمران نے وہ چپٹی ہاتھ میں چھپا لی اور خود آگے بڑھ گیا۔ ایک اور جگہ اس نے رفتار ذرا سی آہستہ کی اور پھر موڑ پر موجود ایک دروازے کے قریب ذرا سا جھکا اور دوسرے لمحے وہ چپٹی اس دروازے اور فرش کے درمیان موجود پتلی سی درز میں اندر کھسکتی چلی گئی۔ اور عمران سیدھا ہو کر آگے بڑھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر عجیب سی چمک تھی۔ کامیابی کی چمک ——— فتح کی چمک ——— لیڈی ایگلز اُسی انداز میں آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر وہ ایک دروازے کے سامنے جا کر رک گئی۔

"یہاں سے سیکورٹی سیل میں جانے کا راستہ ہے" ——— لیڈی ایگلز نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھی۔ عمران نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلا ہوا تھا اور ایک لمبی سی سرنگ آگے جاتی دکھائی دے رہی تھی۔

"تم لوگ اندر جاؤ۔ میں لیڈی ایگلز کو باتوں میں الجھاتا ہوں" ——— عمران نے دبے لہجے میں اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور خود تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی ایک ایک کر کے اس دروازے میں داخل ہو گئے۔ عمران لیڈی ایگلز سے باتیں کرتا رہا۔

"ارے ——— تمہارے ساتھی کہاں گئے" ——— لیڈی ایگلز نے

اچانک چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ سیکورٹی سیل کی سیر کرنے گئے ہیں" ——— عمران نے بڑے لاپرواہانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ——— وہ وہاں نہیں جا سکتے" ——— لیڈی ایگلز نے اچانک غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو آؤ انہیں بلا لیتے ہیں" ——— عمران نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو ——— خبردار ——— اگر تم نے کوئی حرکت کی" ——— اچانک لیڈی ایگلز نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔ اُسی لمحے دُور کھڑے مسلح آدمیوں نے بھی سٹین گنیں سیدھی کر لیں۔ لیکن عمران اتنی دیر میں دروازے کے پاس پہنچ چکا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے غوطہ مارا اور اچھل کر دروازے کے اندر داخل ہو گیا۔

"انہیں بھون ڈالو" ——— لیڈی ایگلز نے چیخ کر کہا۔ اور سپاہی دروازے کی طرف دوڑے۔ لیکن عمران دروازہ بند کر کے بے تحاشا سرنگ میں دوڑتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی جو اندر اس کے انتظار میں رُکے ہوئے تھے اس کے ساتھ دوڑ پڑے۔ اور پھر دروازے پرن ٹرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔

"سرنگ کھینچ لو ——— جلدی کرو" ——— باہر سے لیڈی ایگلز کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ اور پھر انہیں جلد ہی سامنے ایک اور دروازہ نظر آ گیا۔ وہ بے تحاشا دوڑتے ہوئے اس دروازے کے پاس پہنچے۔ اُسی لمحے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

انہیں سرنگ پیچھے کی طرف سمٹتی ہوئی محسوس ہوئی اور عمران نے دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے وہ تیر کی طرح اڑتا ہوا اندر جا گرا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر اس سے پہلے کہ سرنگ اور دروازے کے درمیان زیادہ فاصلہ ہوتا وہ سب کود کر دروازے کے اندر جا گرے ——— اور سرنگ پیچھے کی طرف سمٹتی چلی گئی۔ اور پھر دروازے کے سامنے برف پھسل کر آ گئی۔ وہ سیکورٹی سیل میں پہنچ چکے تھے۔

سیکورٹی سیل کی عمارت خالی پڑی ہوئی تھی۔ عمران تیزی سے مختلف کمروں سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں رک گیا۔ یہ کمرہ اپنی ساخت کی وجہ سے آپریشن روم معلوم ہو رہا تھا۔ اور پھر عمران تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھا اور اس نے اس کے مختلف بٹن دبا دیئے۔ دوسرے لمحے مشین پر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی ——— سکرین پر لیبارٹری کے ایک بڑے سے کمرے کا منظر ابھر آیا۔ لیڈی ایگلز اور نمبر ون اس میں موجود تھے۔ اور پھر عمران نے انہیں چونک کر دیوار کی طرف مڑتے ہوئے دیکھا وہ سمجھ گیا کہ یہاں کا منظر بھی وہاں نظر آ رہا ہے۔

" لیڈی ایگلز ——— مجھے تمہارے ارادے کے بارے میں اچھی طرح معلوم تھا کہ تم لیبارٹری سے باہر نکلتے ہی ہمیں ہلاک کروا دیتی " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اب بھی تم بچ کر کہاں جا سکتے ہو۔ اور میں اپنے وعدے سے بھی آزاد ہوں۔ میرا وعدہ یہی تھا کہ تمہیں لیبارٹری میں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ پہلے میرا پروگرام یہ تھا کہ تمہیں سرنگ میں ہلاک کر دیا جائے۔ اور

ہم نے اس کے لئے مکمل انتظامات کر لیئے تھے۔ لیکن اب تم اس سیکورٹی سیل میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ وہاں نہ سہی یہاں سہی " ——— لیڈی ایگلز نے بڑے درشت لہجے میں کہا۔

" مجھے معلوم تھا لیڈی ایگلز ——— اور میں نے بھی اپنے طور پر پروگرام بنا لیا تھا۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ لیبارٹری ضرور تباہ ہو گی۔ اور یقین جانو کہ ضرور تباہ ہو گی۔ اگر تم اپنی جان بچانا چاہتی ہو تو تمہارے لئے میری آفر ہے کہ تم میرے پاس سیکورٹی سیل میں پہنچ جاؤ " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تم یہاں سے نہیں نکل سکتے عمران ——— اگر ہم چاہیں تو تمہیں کچھ نہ کہیں پھر بھی تم وہاں بھوکے پیاسے مر جاؤ گے " ——— لیڈی ایگلز نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

" اس بات کی فکر مت کرو تم نے خود ہی بتا دیا تھا کہ ٹائیگر کی کیپسول نما گاڑی سیکورٹی سیل میں موجود ہے۔ اور ظاہر ہے۔ وادی میں اس کی وہ ویگن بھی موجود ہو گی اور تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میں ایسی مشینری کا بہترین آپریٹر ہوں " ——— عمران نے جواب دیا۔

" اوہ ——— اڑا دو ——— سیکورٹی سیل کو اڑا دو " ——— لیڈی ایگلز نے چیخ کر نمبر ون سے کہا اور نمبر ون نے ایک اور آدمی کو اشارہ کیا اور وہ تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ مشین تک پہنچتا۔ عمران نے اپنے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں کھینچا اور سوئیاں گھمانے لگا۔

" الوداع لیڈی ایگلز " ——— عمران نے کہا اور جیسے ہی دونوں

سوئیاں بارہ کے ہندسے پہ اکٹھی ہوئیں۔ عمران نے جھٹکے سے ونڈ بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے سکرین صاف ہوگئی۔ اور ان سب کو یوں لگا جیسے پوری عمارت زلزلے کی زد میں آگئی ہو۔ یہ زلزلہ اتنا زوردار تھا کہ وہ سب زمین پر گر پڑے۔ خوف ناک دھماکوں کی آوازیں مسلسل آرہی تھیں۔ اور پھر آہستہ آہستہ ہر چیز ساکت ہوتی چلی گئی۔ اور عمران ایک طویل سانس لے کر کھڑا ہوگیا۔

"لو بھئی ۔۔۔ خس کم جہاں پاک ۔۔۔ ایکس بم لیبارٹری سمیت برف میں دفن ہوگیا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن آپ نے یہ کیا کیسے" ۔۔۔ صفدر نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے پہ شدید حیرت تھی۔ باقی ساتھی بھی آنکھیں پھاڑے کھڑے تھے۔

"تم لوگوں نے شاید یہ سمجھا تھا کہ میں یوں ہی مشن چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ لیکن تم جانتے ہو کہ عمران جان تو دے سکتا ہے لیکن اپنے مشن سے نہیں ہٹ سکتا۔ دراصل میں نے محسوس کر لیا تھا کہ اتنی بڑی لیبارٹری ان حالات میں تباہ نہیں کی جا سکتی۔ جس انداز میں ہم اندر داخل ہوئے تھے۔ اور شاید اس لیبارٹری کے مقابلے میں وہ لیڈی ایگلز کو بھی کوئی اہمیت نہ دیتے ۔۔۔ اس لئے میں نے فوراً لیبارٹری چھوڑنے کی چال چلی۔ لیڈی ایگلز اس لئے تیار ہوگئی کہ وہ لیبارٹری سے ہمیں باہر نکال کر ہلاک کر دے گی۔ ظاہر ہے سرنگ۔ اس کے بعد سیڈ فارم اور کیلر دینز دیلا۔ ہم کہاں تک بچ سکتے تھے۔ چنانچہ میں نے نقشے پہ سٹور روم دیکھ لیا۔ اور پھر میں نے ایک خصوصی بم جو میں نے اپنی

پنڈلی سے باندھا ہوا تھا نکال کر راہداری میں چلتے ہوئے اس سٹور روم میں کھسکا دیا۔ یہ سٹور روم اسلحے کا سٹور تھا۔ چنانچہ یہاں وائرلیس آن کرتے ہی وہ بم پھٹ گیا اور اس بم نے اس پورے سٹور کو اڑا دیا۔ جس میں نجانے کتنا خوف ناک اسلحہ بھرا ہوا تھا۔ نتیجہ یہ کہ لیبارٹری اڑ گئی" ۔۔۔ عمران نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس جگہ کا تمہیں کیسے پتہ چلا" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ٹائیگر کی کیپسول گاڑی کا سن کر میں نے یہاں سے لیبارٹری اڑانے کا پلان بنا لیا تھا۔ آؤ اب وہ گاڑی ڈھونڈھیں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ مختلف کمروں میں گھومتے ہوئے ایک کمرے میں پہنچے تو وہاں وہ کیپسول نما گاڑی موجود تھی۔ اس کمرے کا خفیہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور باہر برف ہی برف نظر آرہی تھی۔ سیکورٹی سیل کا تمام سسٹم چونکہ لیبارٹری سے منسلک تھا۔ اس لئے ظاہر ہے لیبارٹری کے تباہ ہوتے ہی یہاں کا تمام سسٹم بیکار ہوگیا تھا۔

"مگر اس گاڑی میں تو صرف ایک آدمی ہی جا سکتا ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں نے اس کے متعلق سوچ لیا ہے۔ تم یہاں رکو۔ میں اس گاڑی پہ جا کر وہ ویگن یہاں لے آؤں گا۔ وہ برف پہ آسانی سے چل سکتی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ میں اسے یہاں سطح پہ لے آؤں گا اور پھر باری باری اس کیپسول کی مدد سے اس گاڑی پہ سوار ہو جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے کیپسول گاڑی کا دروازہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کھولتے ہوئے کہا۔

"مگر ذرا جلدی آنا۔ یہاں سردی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی ہے"——— تنویر نے کپکپاتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے ہیٹنگ سسٹم ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے سردی تیزی سے بڑھتی جا رہی تھی۔

"تم اطمینان سے مر سکتے ہو۔ تمہاری لاش یہاں گل سڑ نہ سکے گی"——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے کیپسول نما گاڑی میں داخل ہو گیا۔ اور تنویر جواب میں دانت بھی نہ پیس سکا۔ کیوں کہ اب سردی کی وجہ سے اس کے دانت بجنے لگ گئے تھے۔ اور دوسرے لمحے کیپسول گاڑی جھٹکا کھا کر آگے بڑھی۔ اور پھر برف میں غائب ہوتی چلی گئی۔

ختم شد

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

عمران اور فریدی سیریز میں انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول

بلیک کالار

مصنف:۔ مظہر کلیم ایم۔ اے

●۔ بلیک کالار ——— دنیا کا خوفناک جنگل جو کرنل فریدی کے ملک میں واقع تھا۔ ایک ایسا جنگل جہاں ہر قدم پر موت کا پھندہ موجود تھا۔

●۔ بلیک کالار ——— جہاں ایک خصوصی مشن پر کرنل فریدی اپنے ساتھیوں سمیت پہنچا۔ لیکن ناکامی نے اُسے ہر طرف سے گھیر لیا تو مجبوراً اُسے عمران کو اپنی مدد کے لئے بلانا پڑا ——— وہ مشن کیا تھا ——— ؟

●۔ بلیک کالار ——— جہاں عمران جب اپنی ٹیم کے ساتھ پہنچا تو قدم قدم پر موت کے خوفناک ہنگاموں نے اس کا استقبال کیا۔

●۔ بلیک کالار ——— جہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرے مسخ ہو گئے اور وہ سب اپنا منہ نوچنے پر مجبور ہو گئے اور عمران سب ساتھیوں کے سامنے دھواں بن کر غائب ہو گیا۔

●۔ بلیک کالار ——— جہاں جوزف اور کیپٹن حمید کے درمیان ہونے والی ایسی خوفناک لڑائی ——— جس کا انجام یقینی موت تھا۔

●۔ بلیک کالار میں موجود ایسی خفیہ لیبارٹری۔ جسے دنیا کی جدید ترین لیبارٹری کا درجہ حاصل تھا اور جس میں داخل ہونے کے بعد عمران اور کرنل فریدی کا اپنے ساتھیوں سمیت زندہ بچ نکلنا قطعی ناممکن ہو گیا ——— انتہائی منفرد اور یادگار کہانی۔

یوسف برادرز پبلشرز، بک سیلرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں بلیک تھنڈر سلسلے کا ایک ہنگامہ خیز ناول

گولڈن ایجنٹ

مصنف ـــــ مظہر کلیم ایم۔ اے

گولڈن ایجنٹ ـــــ بلیک تھنڈر کی لیڈی ایجنٹ جو پہلی بار عمران کے مقابلے پر آئی اور عمران اس کے منفرد انداز اور کارکردگی پر حیران رہ گیا۔

گولڈن ایجنٹ ـــــ جس نے عمران کے خلاف کام کرنے سے پہلے عمران سے ذاتی طور پر مل کر باقاعدہ تمام حالات اُسے بتا دیئے ـــــ کیوں ـــــ کیا وہ عمران سے نہ ٹکرانا چاہتی تھی۔

گولڈن ایجنٹ ـــــ جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر مکمل طور پر قابو پا لینے کے بعد انہیں دوستوں کی طرح واپس جانے کی اجازت دیدی ـــ کیوں ـــ؟

گولڈن ایجنٹ ـــ بلیک تھنڈر کی ایک ایسی ایجنٹ جس نے اپنی حیرت انگیز کارکردگی اور منفرد کردار سے عمران کو بھی اپنی قصیدہ گوئی پر مجبور کر دیا۔

گولڈن ایجنٹ ـــ انتہائی حیرت انگیز۔ دلچسپ اور منفرد کردار جسے عمران نے ٹرومین کی طرح ٹرو وومن کا خطاب دے دیا۔

گولڈن ایجنٹ ـــ جس نے اپنی حیرت انگیز کارکردگی سے اپنے آپ کو واقعی بلیک تھنڈر کی گولڈن ایجنٹ ثابت کر دیا۔

بلیک تھنڈر ـــ جس نے مجبوراً عمران کے خاتمے کی اجازت دے دی۔ کیوں ـــ کیا بلیک تھنڈر عمران سے واقعی خوفزدہ ہوگئی تھی یا ـــ؟

- کیا عمران اپنے مشن میں کامیاب بھی ہو سکا ـــ یا ـــ گولڈن ایجنٹ اور بلیک تھنڈر کے مقابلے میں اُسے بہرحال شکست تسلیم کرنا پڑی ـــ؟
- وہ لمحہ ـــ جب عمران گولڈن ایجنٹ کے مقابلے پر موت کی وادی میں اترنے لگا تو گولڈن ایجنٹ نے ہی اس کا باقاعدہ علاج کرایا ـــ کیوں ـــ؟ گولڈن ایجنٹ عمران کو کیوں زندہ رکھنا چاہتی تھی۔؟
- عمران۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ گولڈن ایجنٹ اور بلیک تھنڈر کے سیکشن چیف کے درمیان انتہائی خوفناک اور لرزا دینے والے مقابلے ـــ ایسے مقابلے جو خون کی گردش روک دیتے تھے۔ ان مقابلوں کا انجام کیا ہوا ـــ؟ کامیابی کس کے حصے میں آئی ـــ؟
- انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز کہانی ـــ ایسی کہانی جس میں ایکشن اور سسپنس کا حسین امتزاج ہے۔
- بلیک تھنڈر کے سلسلے میں ایک منفرد اور ہنگامہ خیز اضافہ

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام